بسم اللہ الرحمن الرحیم

انا مدینة العلم و علی بابها

سلسلۂ نصابِ تعلیمِ تنظیم المکاتب

امامیّہ

اردو ریڈر

درجۂ پنجم

شایع کردہ: تنظیمُ المکاتِب ہندوستان

امامیہ اردو ریڈر

درجۂ پنجم

کمپوزنگ اور ڈیزائن: علی مہذب نقوی خرد
(مبلغ جامعہ امامیہ تنظیم المکاتب، ہندوستان)

ماہ وسن اشاعت: اگست 2023

تعداد
10,000

قیمت

ناشر تنظیم المکاتب
لکھنؤ۔ ہندوستان

تمام نشریات ومطبوعات ادارۂ تنظیم المکاتب
کے جملہ حقوق طباعت
بحق ادارۂ تنظیم المکاتب محفوظ ہیں
بغیر اجازت کل یا جزء کی اشاعت پر قانونی چارہ جوئی لکھنؤ عدالت میں کی جاسکتی ہے۔

ادارہ

فہرست

نمبر شمار	سبق	صفحہ نمبر
١	اسلام	٧
٢	اسلامی علوم	١٢
٣	الٹی گنگا	١٧
٤	انقلاب زمانہ	٢١
٥	ہنس کی چال	٢٣
٦	اولاد	٢٧
٧	ہمارے ہادی	٢٩
٨	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	٣٣
٩	اہلبیت کون؟	٣٩
١٠	حضرت علی علیہ السلام	٤٢
١١	حب حیدرؑ ہی معیار ایمان ہے	٤٧
١٢	حضرت فاطمہ زہراؑ	٤٩
١٣	مادر ائمہؑ	٥٤
١٤	امام حسن علیہ السلام	٥٧
١٥	صلح حسنؑ	٦١
١٦	امام حسین علیہ السلام	٦٤
١٧	کربلائے معلیٰ	٦٩
١٨	امام زین العابدین علیہ السلام	٧١
١٩	خطیب شام	٧٥
٢٠	امام باقر علیہ السلام	٧٧
٢١	امام جعفر صادق علیہ السلام	٨٢
٢٢	امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	٨٦
٢٣	امام رضا علیہ السلام	٩٠
٢٤	امام محمد تقی علیہ السلام	٩٤
٢٥	امام علی نقی علیہ السلام	٩٧
٢٦	امام حسن عسکری علیہ السلام	١٠٠
٢٧	امام مہدی علیہ السلام	١٠٥
٢٨	ہمارا ترانہ	١٠٩
٢٩	اہلبیتؑ سے محبت کا طریقہ	١١١
٣٠	سامان یا اطمینان	١١٤
٣١	علیؑ کی ذات	١١٨
٣٢	مسلمان حکومتیں	١٢١
٣٣	اللہ	١٣٧
٣٤	محنت	١٣٩
٣٥	قرآن کے تاثرات	١٤٣
٣٦	اسلامی انقلاب	١٤٦
٣٧	مجاہدوں کی زندگی	١٦١

عرض تنظیم

جس طرح ادارۂ تنظیم المکاتب کا قیام بانیٔ تنظیم مولانا سید غلام عسکری اعلیٰ اللہ مقامہ کی انفرادی سوچ کا نتیجہ تھا۔اُسی طرح مکاتب امامیہ کے لئے نصاب تعلیم کی تشکیل بھی ان کی فکرِ یگانہ کی دین تھی۔نصاب کی ترتیب میں اُن کے ساتھ تجربہ کار علماء، اہل قلم اور ماہرین تعلیم شامل تھے،جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آج سے تقریباً ۵۰ سال پہلے ۵ سال سے ۱۰ سال کے بچوں کے لئے عالم تشیع کا پہلا دینی نصاب عالم وجود میں آیا جو آج تک بے مثل و بے نظیر ہے۔

جس طرح ادارہ کے قیام کے بعد متعدد علاقائی ادارے وجود میں آئے چاہے وہ معیار برقرار نہ رکھ سکے ہوں جو ادارۂ تنظیم المکاتب نے قائم کیا تھا۔اسی طرح متعدد نصاب تعلیم بھی معرض وجود میں آ چکے ہیں۔اگر چہ زیادہ تر میں ادارۂ تنظیم المکاتب کے نصاب کو الٹ پھیر کر کے پیش کیا گیا ہے اور اگر کچھ ندرت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو نہ بچوں کی زبان باقی رہ سکی ہے اور نہ سن و سال کے لحاظ سے مضامین کی ترتیب برقرار رہی ہے۔بعض نصابی کتب ایسی بھی شائع ہوئی ہیں جن میں تصاویر،مثالیں اور زبان بھی ایسی ہے جو مومنین ہند کے مزاج و احساس پر گراں گزرتی ہے۔

ادارہ نے اپنی نصابی کتب میں ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ کم سے کم قیمت میں کتابیں بچوں تک پہنچ سکیں۔رنگین طباعت اور آرٹ پیپر کے بجائے نارمل کاغذ، بلیک اینڈ وہائٹ طباعت کرا کے کتب شائع کی گئیں۔مگر بعض جوہرنا شناس افراد نے شور کرنا شروع کر دیا کہ تنظیم المکاتب کا نصاب بہت قدیم ہے،اس کو بدل دیا جانا چاہئے۔جبکہ ایسا نہیں تھا کہ ۵۰ سال پہلے کا نصاب من وعن شائع ہو رہا ہو۔بلکہ ہر بار طباعت سے قبل حتیٰ الامکان نظر ثانی کر کے تجدید کر دی جاتی تھی۔

ادارہ بھی عرصہ سے اس ضرورت کا احساس کر رہا تھا کہ بچوں کی نصابی کتب کی ظاہری شکل وصورت بھی ایسی ہونا چاہئے جو اسکولوں کی کتابوں کی طرح جاذب نظر اور دیدہ زیب ہو۔مگر ایسا کرنے سے قیمت میں کئی گنا اضافہ تردد کا شکار

کئے ہوئے تھا۔لیکن جب یہ محسوس ہوا کہ صرف ظاہری شکل وصورت کو دیکھ کر نصاب تعلیم کے قدیم ہونے کا پروپیگنڈہ اطفال قوم کو ایک اچھے نصاب تعلیم سے محروم کردے گا۔تو یہ فیصلہ لیا گیا کہ رنگین اور باتصویر نصاب شایع کیا جائے جس کے لئے ڈزائننگ کے ساتھ ساتھ پھر سے کمپوزنگ کرائی گئی ،جس پر کافی اخراجات آئے۔اس لئے کتابوں کی قیمت میں کئی گنا اضافہ ہورہا ہے امید ہے کہ سرپرست حضرات اسے برداشت کریں گے۔

جدید اشاعت میں حسب ذیل امور پر خصوصی توجہ دی گئی ہے:

- تمام اسباق جدید ترین معلومات اور نظریات پر مشتمل ہوں ،مثالیں عصر حاضر سے ہم آہنگ ہوں تا کہ بچہ آسانی سے سمجھ سکے۔
- اسباق میں ایسی تصاویر شامل ہوں جو اسباق کے سمجھنے میں بچوں کی مددگار ہوں اور سبق کے پیغام کو بچے کے ذہن تک منتقل کردیں۔
- جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں زبان میں بھی تبدیلی کی گئی ہے اور حتیٰ الامکان سخت الفاظ کو آسان الفاظ میں بدلنے کی کوشش کی گئی ہے۔
- بعض ایسے موضوعات پر اسباق شامل کئے گئے ہیں جن پر نصاب محیط نہیں تھا یا جو ترتیب نصاب کے وقت وجود میں ہی نہیں آئے تھے۔اسی طرح بعض موضوعات پر حسب ضرورت اسباق کا اضافہ کیا گیا ہے۔
- ذوق تعلیم وتدریس رکھنے والے مومنین بالخصوص علماء کرام اور مدرسین عظام سے گذارش ہے کہ مکاتب امامیہ کے نصاب کو بہتر بنانے کے لئے اپنی تجاویز سے مطلع فرمائیں۔آپ کی تجاویز ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

والسلام

سید صفی حیدر

(سکریٹری تنظیم المکاتب)

۲۴/ذی الحجۃ الحرام ۱۴۴۳ھ

ہدایات
برائے مدرسین و معلمات

۱ سبق کی عبارت خود نہ پڑھیں، بلکہ بچوں سے باری باری پڑھوائیں پھر سمجھائیں۔

۲ سبق پڑھانے کے بعد بچوں سے ایسے سوالات ضرور کریں جن کے ذریعہ بچے سبق کے مفہوم کو سمجھ کر اپنے الفاظ میں بیان کر سکیں۔

۳ صرف سبق کے بعد لکھے ہوئے الفاظ کے معنی اور سوالات کے جوابات یاد کرانے پر اکتفا نہ کی جائے بلکہ اپنے طور پر سبق سے الفاظ اور سوالات ڈھونڈ کر ان کے معنی اور جوابات بچے کو لکھوا کر ذہن نشین کرائے جائیں۔

۴ ریڈر اول تک روانی کے ساتھ حسب ضرورت ہجے سے بھی پڑھائیں تاکہ طالب علم میں پہچان کر پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔ صرف رٹ کر یاد نہ کرے۔

۵ شروع سے درست تلفظ کی ادائیگی کا خاص خیال رکھیں ورنہ بعد میں درست کرانا مشکل ہوتا ہے۔

۶ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض مدرسین ابتدائی درجات خاصکر اطفال اور اول کے اسباق یاد کرانے کے لئے کلاس کے سارے بچوں کو اسی درجہ کے کسی ذہین یا بڑے درجہ کے بچے کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ مناسب نہیں ہے اور اصول تدریس کے خلاف ہے۔ ہر سبق خود مدرس کو پڑھانا چاہیئے تاکہ رٹو طوطا نہ بنے۔ پہچان کر پڑھے اور پڑھ کر سمجھے۔

۷ بعض مدرسین ابتدائی درجات میں اسباق بچوں کو رٹا دیتے ہیں نتیجۃً بچے پہچان کر اور سمجھ کر نہیں پڑھتے۔ اس سے گریز کریں۔ حروف اور الفاظ کی باقاعدہ شناخت کرائیں۔ سبق پڑھ لینے کے بعد درمیان درمیان سے الفاظ پڑھوائیں۔

۸ جو سبق پڑھائیں اس کی نقل ضرور لکھوائیں۔ اور روزانہ نہ صحیح تو کم از کم تیسرے دن املا بھی ضرور لکھوائیں۔

۹ مدرسین حضرات نقل اور املا کی جانچ خود کریں بچوں کے حوالے نہ کریں۔

پہلا سبق

۱

اسلام

دنیا میں آدمی کو بہت سی چیزیں پیاری ہوتی ہیں جان عزیز ہوتی ہے مال پیارا ہوتا ہے، آبرو قیمتی ہوتی ہے، ہر ایک کی حفاظت کا انتظام کرتا ہے، ہر ایک کے لئے تکلیفیں برداشت کرنے پر آمادہ رہتا ہے۔

لیکن ایک چیز اور بھی ہے جو اِن سب سے زیادہ عزیز، پیاری اور قیمتی ہے۔ اور وہ ہے دین

مذہب پر آنچ آئے تو انسان جان، مال، عزت، آبرو، دوستی اور رشتہ داری کا لحاظ نہیں کرتا اور اپنے مذہب کی حفاظت کرتا ہے۔

دنیا میں مذاہب کی وہ بھیڑ بھاڑ ہے کہ ہر آدمی کا مذہب الگ ہے:

کوئی عیسائی ہے تو کوئی یہودی، کوئی بت پرست ہے تو کوئی ستارہ پرست، کوئی آگ کی پوجا کرتا ہے تو کوئی پتھر کی، کوئی گوتم بدھ کے راستے پر چلتا ہے تو کوئی گرونانک کے۔

ہر مذہب الگ الگ خدا کا تصور رکھتا ہے

الگ الگ نبی، رسول، ولی، امام، گرو رکھتا ہے۔ عیسائیوں کے آخری نبی حضرت عیسیٰؑ ہیں، یہودیوں کے آخری نبی حضرت موسیٰ ہیں، بت پرستی کرنے والے بت پرست کہلاتے ہیں۔ آگ کو پوجنے والے مجوسی ہوتے ہیں۔ مورتیاں بنا کر ان کے سامنے سر جھکانے والے ایک ایسے خدا کو مانتے ہیں جس کے تین ٹکڑے ہیں وشنو، مہیش، برھما۔ گوتم بدھ کے قانون پر عمل کرنے والے بُدھشٹ کہلاتے ہیں اور گرونانک کی قوم والے سِکھ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

اسی قسم کے ہزاروں اور لاکھوں دینوں، مذہبوں، فرقوں اور پنتھوں کے بیچ میں ایک دین اسلام ہے۔ اسلام کے مطابق خدا ایک اور اکیلا ہے۔ نہ اس کا کوئی ساتھی ہے نہ شریک ہے۔ نہ اس کے ٹکڑے ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔

اس کے

آخری نبی اور رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو عالمین کے پیغمبرؐ ہیں اور جن پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

اس کے بعد امامت کا سلسلہ شروع ہوا جس کے پہلے امام حضرت علیؑ اور آخری امام حضرت مہدیؑ ہیں

اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے پروردگار نے پسند فرمایا ہے، اپنا محبوب مذہب قرار دیا ہے۔ اللہ نے دنیا کی نجات اور آخرت کے لئے اسی کو ذریعہ قرار دیا ہے۔

اس کا ارشاد ہے

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (سورۂ آل عمران آیت نمبر۱۹)

یعنی

''اللہ کے نزدیک دین بس اسلام ہے''

اس نے قرآن میں صاف صاف اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دین کو اختیار کرے گا اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا اور وہ قیامت کے دن گھاٹے میں رہے گا۔

اسلام کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اس کا قانون کسی انسان کا بنایا ہوا نہیں ہے چاہے نبی یا ولی ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ اسے خود پروردگار عالم نے بنایا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس قانون کو خدا نے بنایا ہوگا وہ کتنا بلند، پاکیزہ اور قیمتی و ہمہ گیر ہوگا۔ اُس کے علاوہ نہ کسی نے اس کا قانون بنایا اور نہ بنا سکتا ہے۔ اور جب بنا نہیں سکتا تو اس میں کوئی ترمیم اور کاٹ چھانٹ بھی نہیں کرسکتا ہے اسلام کے احکام میں کاٹ چھانٹ کرنے والا کسی قیمت پر مسلمان نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اسلام نے اپنی نماز میں اس بات کو بالکل واضح کر دیا کہ مذہب کا قانون عام آدمی اور نبی سب کے لئے برابر ہے اور اسی لئے نماز جماعت میں جہاں تمام امت اللہ کے سامنے سر جھکاتی ہے۔ وہاں نبی اور امام برابر سے سجدہ کرتا ہے تا کہ یہ معلوم رہے کہ یہ قانون میرا نہیں ہے بلکہ میرے خدا کا ہے اس لئے مجھ کو بھی ویسے ہی اطاعت کرنا پڑتی ہے جیسے تم کرتے ہو۔

اسلام کی تیسری خوبی یہ ہے کہ اس نے انسان کی زندگی کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ زندگی کے ہر رخ، ہر پہلو، ہر شعبہ اور ہر اقدام کو گھیر لیا ہے اس میں اخلاق کے احکام بھی ہیں اور سیاست کے قوانین بھی۔ باہمی زندگی کے اصول بھی ہیں اور تنہائی کی زندگی کے قواعد بھی۔ حقوق کی تفصیل بھی ہے اور فرائض کی تشریح بھی۔ غرض کوئی رخ ایسا نہیں بچا جس کے لئے حکم نہ مقرر کیا گیا ہو۔ حد یہ ہے کہ پیشاب پاخانہ کے طریقے سے لے کر قتل کے مسئلہ تک ہر بات کی تشریح موجود ہے۔ کیا ایسے ہمہ گیر اور جامع قانون کے ہوتے ہوئے بھی کسی دوسرے قانون کو اپنایا جا سکتا ہے؟

اسلام کی چوتھی خوبی یہ ہے کہ اس نے خدا اور بندے کے رشتوں کا بیک وقت لحاظ کیا ہے۔ دنیا میں بہت سے مذاہب ایسے ہیں جو خدا کی عبادت تو سکھاتے ہیں لیکن بندوں کے ساتھ سُلوک کرنے کے طریقے نہیں سکھاتے۔ اور بہت سے ایسے مذاہب ہیں جو آپس کی زندگی پر زور دیتے ہیں اور خدا کو مانتے ہی نہیں کہ اُس کی بندگی کے طریقے سکھائیں اور بتائیں۔

اسلام اِن دونوں سے بلند و بالاتر ہے اُس نے ایک طرف خدا کی بندگی سکھائی اس کے طریقے بتلائے اور دوسری طرف آپس کے معاملات کا سلیقہ بھی سکھا دیا۔تجارت کیسے کی جاتی ہے،کھیتی باڑی کا کیا طریقہ ہونا چاہئے۔نکاح کے آداب کیا ہیں،شادی کیسے رچائی جاتی ہے اوراس طرح کی سیکڑوں باتیں ہیں جو اسلام کے احکام میں تفصیل کے ساتھ پائی جاتی ہیں۔جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خدااور بندے سے تعلق کوایک ساتھ قائم رکھنا چاہتا ہے۔

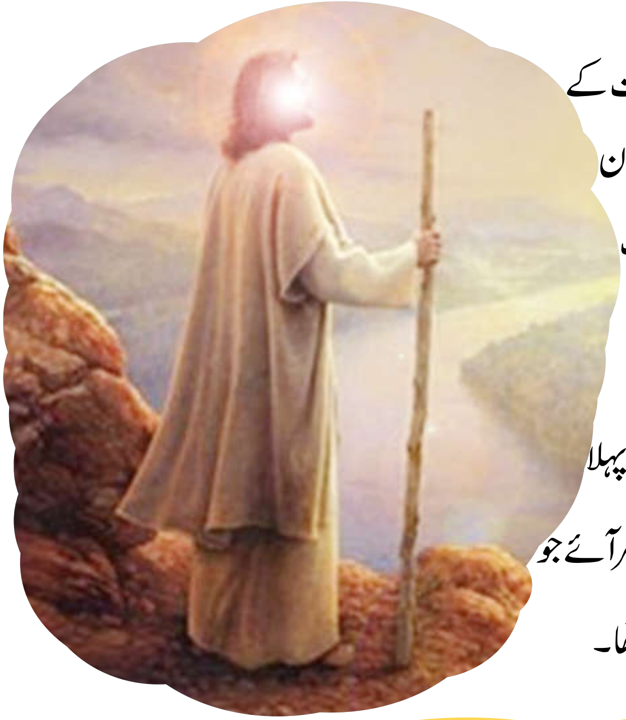

اسی لئے پیغمبرؐ اسلام نے اعلان کیا تھا کہ جو دنیا کو آخرت کے نام پر چھوڑ کر پہاڑوں اور غاروں میں آباد ہو جائے وہ بھی مسلمان نہیں ہے اور جوآخرت کودنیاداری کے لئے چھوڑ کر بندگی سے الگ ہوجائے وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

اسلام کی پانچویں خوبی یہ ہے کہ وہ اس دنیا کا سب سے پہلا اور پُرانا مذہب ہے جس کی تبلیغ کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے جو سب کے سب معصوم تھے۔جن سے غلطی اور خطا کا کوئی امکان نہ تھا۔

ظاہر ہے کہ جس بات کی سوا لاکھ معصومین تائید کرتے ہوں اس میں کسی غلطی یا کمزوری کا کیا سوال رہ جاتا ہے

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰؐ سے پہلے بھی انبیاء آخری وقت میں اپنی اولاد کو جمع کر کے یہی وصیت کرتے تھے کہ اللہ نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے لہٰذا تم لوگ بھی اگر مرنا تو اسی دین اسلام پر مرنا۔اور ہمارے نبیؐ نے بھی اپنے آخری وقت تک امت کواسلام پر باقی رہنے کی تعلیم دی تھی۔

یہ اور بات ہے کہ بہت سے لوگوں کے دلوں میں چور موجود تھا کیونکہ انھوں نے دل سے اسلام قبول ہی نہیں کیا تھا یا حکومت کے چکر میں آپ کے بعد اسلام مسخ کر دینے والے تھے۔اس لئے آپ نے دین کی ذمہ داری اپنی اولاد اور اپنے

اہلبیتؑ والوں کے سپرد کی۔ جو اُس وقت سے آج تک اسلام کی حفاظت کر رہے ہیں۔

ہمارے بارہویں امامؑ جو آج بھی پردۂ غیب میں موجود ہیں اُن کو بھی پروردگار عالم نے اِسی لئے باقی رکھا ہے کہ جب پوری دنیا ظلم ستم سے بھر جائے گی، لوگ صرف نام کے مسلمان رہ جائیں گے اور اسلام کے راستے سے ہٹ جائیں گے تو ہمارے امامؑ پردہ ہٹا کر سامنے آئیں گے اور اپنے دادا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح دوبارہ دنیا میں اسلام پھیلائیں گے۔ اُس وقت ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوگا۔

کفر و شرک کا نام و نشان نہ رہے گا عدل و انصاف کا دور دورہ ہوگا اور ظلم و جور مٹ کر رہ جائیں گے

معنی بتاؤ: ◆ گوتم بدھ، بھیڑ بھاڑ، مجوسی، پنتھوں، عالمین، ترمیم، شعبہ، ہمہ گیر، مسخ

جملے بناؤ: ◆ برداشت، بھیڑ بھاڑ، تصور، بت پرست، کاٹ چھانٹ، تشریح

سوالات

۱ عیسائی، یہودی اور اسلام کے آخری نبی کا نام بتایئے۔

۲ اسلام کی سب سے بڑی خوبی کیا ہے؟

۳ اسلام نے اپنی نماز میں کس بات کو واضح کیا ہے؟

۴ بارہویں امام ع کہاں ہیں اور کیوں؟

دوسرا سبق

اسلامی علوم

۲

دنیا میں ہزاروں قسم کے علوم پائے جاتے ہیں۔بعض کا تعلق مذہب سے بہت دور کا ہے اور بعض کا تعلق بہت قریب کا۔بعض علوم ایسے بھی ہیں جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ مذہب نے ان کے خطرات کے پیش نظر انھیں حرام قرار دے دیا ہے۔

جن علوم کا تعلق مذہب سے دور کا ہے انھیں میں سے فلسفہ،منطق طب، کیمیا،فلکیات سائنس وغیرہ ہیں۔

- **فلسفہ Philosophy** اس علم کا نام ہے جس میں چیزوں کی حقیقت دریافت کی جاتی ہے۔
- **منطق Logic** وہ علم ہے جس میں کسی بات کو ثابت کرنے کا طریقہ بتلایا جاتا ہے۔
- **طب Medical** وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کے جسم کی صحت کا انتظام کیا جاتا ہے۔
- **کیمیا Chemistry** وہ علم ہے جس میں چیزوں کے اجزاء اوران کی مقدار دریافت کی جاتی ہے۔
- **فلکیات Astronomy** ان معلومات کا نام ہے جن کا تعلق آسمانوں ستاروں اور گردش وکشش سے ہے۔

سائنس Science اس علم کا نام ہے جس میں کائنات کی نئی نئی معلومات حاصل کر کے اس سے تازی ایجادات کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان علوم کا مذہب سے صرف اتنا ہی تعلق ہوسکتا ہے کہ ان سے جب کائنات کی وسعت، عظمت، ترتیب تنظیم کا علم ہوگا تو انسان یہ سوچے گا کہ جب صنعت اتنی مستحکم و مضبوط ہے تو صانع کیسا ہوگا۔ جب مخلوق کا یہ عالم ہے تو خالق کا کیا مرتبہ ہوگا اور یہ بات اسی وقت ہوسکتی ہے جب اسے مخلوق کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے۔ ورنہ معمولی صنعت سے صانع کی معمولی لیاقت ہی کا اندازہ ہوسکتا ہے اور بس!۔

وہ علوم جن کے حصول کو مذہب نے حرام و ناجائز قرار دے دیا ہے ان میں سے علم نجوم، سحر، قیافہ، کہانت وغیرہ ہیں۔

علم نجوم علم نجوم وہ علم ہے جس میں ستاروں کی گردش اور ان کی کیفیت کے ذریعہ سے مستقبل کے حالات کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

علم سحر علم سحر وہ علم ہے جس میں دوسروں کے ذہن پر قابو پا کر طرح طرح کی حیرت انگیز باتوں کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

علم قیافہ علم قیافہ و کہانت وہ علم ہے جس میں جسم کی ساخت یا دوسرے آثار کو دیکھ کر کسی کے کردار، نسب یا مستقبل کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان علوم میں کوئی استحکام یا مضبوطی نہیں ہے۔ ہر ایک کی بنیاد صرف ایک تخمینہ پر ہے جس پر کوئی دلیل بھی قائم نہیں ہوتی۔

اس لئے

اسلام ایسے علوم پر وقت ضائع کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ انسان ان علوم کے حاصل میں وقت صرف کرے جن کے مطالب میں قوت و استحکام ہو یا وہ انسانی معاشرے کے لئے مفید و منفعت بخش ہوں۔

اسلام سے براہ راست تعلق رکھنے والے علوم میں علم فقہ، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، علم عقائد، کلام، علم اخلاق، رجال، درایت وغیرہ ہیں۔ ان علوم کا مذہب سے قریبی تعلق اس لئے ہے کہ مذہب کا مقصد انسانی زندگی کو منظم اور انسانی قلب و دماغ کو مطمئن بنانا ہے۔ چاہے وہ زمین پر آباد رہے یا چاند پر یا مریخ پر یا کسی اور دنیا میں۔ اور یہ علوم تنظیم زندگی اور تسکین قلب سے قریبی رابطہ رکھتے ہیں۔

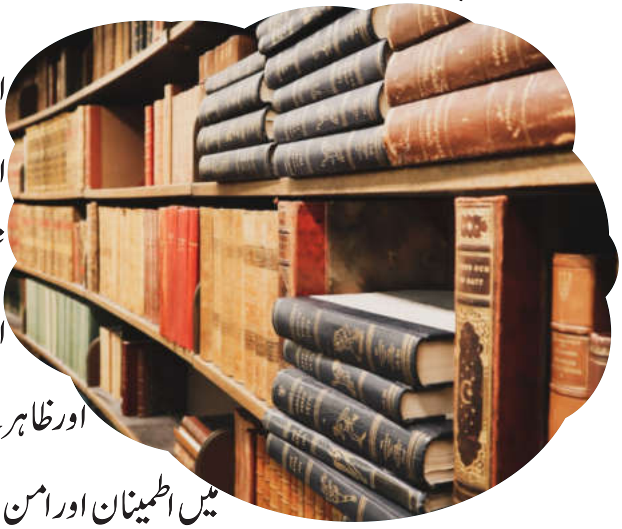

ان میں انسان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا کون ہے؟

اس کے احکامات و تعلیمات کیا ہیں؟

نجات کا ذریعہ کیا ہے؟

اصول و قوانین کے پرکھنے کا وسیلہ کیا ہے؟

اور ظاہر ہے کہ ان باتوں کے معلوم ہونے کے بعد دل میں سکون اور زندگی میں اطمینان اور امن و امان پیدا نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

جیسا کہ ان علوم کی تعریف اور ان کے مقصد سے واضح ہوتا ہے۔

علم فقہ: وہ علم ہے جس میں شریعت کے علمی احکام کو با قاعدہ دلیلوں کے ذریعہ دریافت کیا جاتا ہے۔

علم تفسیر: وہ علم ہے جس میں قرآن کے مطالب بالخصوص وہ مطالب جو مشکل، پیچیدہ اور پوشیدہ رخ سے نقاب اٹھائی جاتی ہے۔

علم حدیث: وہ علم ہے جس میں کسی معصومین کے بیان کو مستقل کہا جاتا اور ان کے لبوں انکے بیان کی نوعیت پر گفتگو کی جاتی ہے۔

اُصول فقہ: وہ علم ہے جس میں قرآن و حدیث و عقل وغیرہ سے احکام اخذ کرنے کے قوانین و قواعد بتائے جاتے ہیں۔

علم کلام: وہ علم ہے جس میں باطل نظریات کو رد کر کے صحیح عقائد کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔

علم جال: وہ علم ہے جس میں روایت بیان کرنے والے کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

علم درایت: وہ علم ہے جس میں حدیث کی عقلی حیثیت پر گفتگو کر کے اس کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اخلاق

۱ **علم اخلاق:** وہ علم ہے جو انسان کو فضیلت ورذیت کی پہچان کراتا ہے۔یعنی یہ بتاتا ہے کہ کون سا کام اچھا ہے اور کون سا کام برا ہے۔

۲ **علم اخلاق:** وہ علم ہے جو اچھے اور برے نفسانی صفات اوران سے تناسب اختیار وکردار کی نشاندہی کرتا ہے، اچھے صفات پیدا کرنے اور پسندیدہ اعمال انجام دینے، برے صفات اور ناپسندیدہ کردار سے بچنے کا راستہ بتاتا ہے۔

اسلامی علوم کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کی سرپرستی ہمیشہ ائمہ معصومین علیھم السلام نے کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر علم میں پہل کا شرف صرف ان کے چاہنے والے شیعوں کو حاصل ہے۔

علم اصول فقہ میں مباحث الفاظ امام جعفر صادقؑ۔علم کلام میں نہج البلاغہ اور احتجاجات ائمہؑ۔علم درایت کے لئے تعارض احادیث کے فیصلے آج بھی شمع راہ بنے ہوئے ہیں۔

چاہنے والوں کی علمی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ امام جعفر صادقؑ کے نو شاگرد مسجد کوفہ میں ایک ایک جماعت کو درس دیا کرتے تھے اور آپ کے اصحاب نے چار سو کتابیں مختلف علوم میں تالیف کی ہیں۔

دینی علوم کے علاوہ دیگر علوم میں بھی ائمہ معصومینؑ کے خدمات شہرۂ آفاق ہیں۔

چنانچہ علم طب میں طب الرضاؑ۔طب الائمہ وغیرہ، علم نحو میں ارشادات امیر المومنینؑ، فلسفہ میں امام جعفر صادقؑ کے مناظرے، ادب میں نہج البلاغہ وغیرہ جیسے مجموعے یادگار کی حیثیت رکھتے ہیں۔حد یہ ہے کہ علم کیمیا (کیمسٹری) جس پر آج کی ترقیوں کا دارومدار ہے اس کے موجد بھی

جابر بن حیان ہیں جو امام جعفر صادقؑ کے مخصوص شاگرد تھے اور جنھوں نے اپنی کتابوں میں اس بات کا اعتراف و اقرار بھی کیا ہے۔

اسلامی علوم کی تاریخ سے شیعوں کے کارنامے نکال لینے کے بعد تاریخ اتنی بے وقعت ہو جاتی ہے جتنی غزواتِ رسولؐ اکرم سے حضرت علیؑ کا نام الگ کر دینے کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آباؤ واجداد کے کارناموں کو زندہ رکھیں۔ ان کی یادگاروں کی بقا کا انتظام کریں۔ ان کی محنتوں کو ضائع اور برباد نہ ہونے دیں اور ایسا طرزِ عمل اختیار کریں جسے دیکھنے کے بعد دنیا کو یہ کہنا پڑے کہ یہ انھیں بزرگوں کے خلف ہیں جنھوں نے علومِ دین کی اشاعت میں دن رات ایک کر دیئے تھے۔

معنی بتاؤ: قسم، علوم، تعلق، خطرات، فلسفہ، منطق، طب، کیمیا، فلکیات، سائنس، گردش، کشش، سلیقہ، وسعت، ترتیب، مستحکم، مخلوق، صانع، اہمیت، صنعت، علم نجوم، سحر

جملے بناؤ: تعلق، خطرات، فلکیات، وسعت، مستحکم، صانع، سحر، طرزِ عمل، خلف، اشاعت

سوالات

۱ کون سے علوم حرام ہیں اور کیوں؟

۲ اسلام سے تعلق رکھنے والے علوم کون سے ہیں اور کیوں؟

۳ علم اخلاق کی وضاحت کیجیے؟

۴ امام جعفر صادقؑ کے چاہنے والوں اور درس حاصل کرنے والوں کے خدمات کیا ہیں؟

۵ اسلامی علوم سے شیعوں کے کارنامے نکل جانے سے کیا ہوگا؟

تیسرا سبق

۳

اُلٹی گنگا

دریا کا بہاؤ ایک خاص رُخ پر ہوتا ہے۔ اُس کے خلاف اُسے نہیں بہایا جاسکتا۔ لیکن کبھی کبھی بعض بے وقوف قسم کے لوگ اس بات کی بھی کوشش کرتے ہیں کہ دریا کا بہاؤ الٹ دیا جائے۔ اسے اُتّر سے دَکّھن کے بجائے دَکّھن سے اُتّر چلایا جائے یہ بالکل ناممکن سی بات ہے۔ ایسا کرنے والا خود بہہ سکتا ہے دریا کے بہاؤ کو نہیں موڑ سکتا۔

اس لئے کہ پانی کی روانی ایک فطری چیز ہے اور فطرت سے مقابلہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں

دریا میں تو یہ بات نہیں ہوسکتی۔ لیکن آدمی کی زندگی میں اکثر اوقات ایسا ہوتا رہتا ہے۔ پروردگار عالم نے زندگی کا بھی ایک رُخ معین کیا تھا اور انسان کو تعلیم دی تھی کہ زندگی کو اِسی رُخ پر چلائے، لیکن انسان نے اپنی سرکشی کی بنیاد پر الٹی گنگا بہانا شروع کردی اور اب زندگی کا ہر قانون بیکار ٹھہرایا جانے لگا۔ عفت اور پاکدامنی کی جگہ بے غیرتی نے لے لی اور حیا کی جگہ بے حیائی نے لے لی۔ ایثار کی جگہ خودغرضی آگئی، خودستائی اور غرور نے انکساری کی جگہ لے لی۔ دوسروں کے احترام کی

جگہ توہین اور بزرگوں کے ادب کی جگہ مضحکہ نے لے لی۔ عورت گھر کے بجائے آفس، فیکٹری، بازار اور کلب میں آ گئی اور مرد نے گھر آباد کر لیا۔

یہ الٹی گنگا یہاں تک بہی کہ ہر اخلاقی بات بیوقوفی شمار ہونے لگی۔ اور ہر ادب وتہذیب کا قانون پرانے زمانے کا ڈھکوسلہ بن گیا۔ نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ انسان اپنے ہی ہاتھوں تباہ ہونے لگا اور ساری دنیا پریشانی کا شکار ہوگئی۔ گھر ٹوٹ گئے خاندان بکھر گئے۔ رشتے ختم ہوگئے، دوستیاں دشمنی میں بدل گئیں۔

کس قدر تعجب کی بات ہے کہ کل تک آدمی اپنے مال کے نقصان پر آنسو بہاتا تھا اور آج کاروبار اور کارخانے والے بیمہ کمپنی سے پیسہ وصول کرنے کے لئے نہایت بے دردی کے ساتھ اپنی ہی دوکان اور فیکٹری کو آگ لگا دیتے ہیں۔ چاہے اسمیں کتنی جانیں کیوں نہ چلی جائیں کل کا آدمی ایک بیٹے کے مر جانے پر مدّتوں افسردہ اور پریشان رہا کرتا تھا اور آج کا انسان اولاد کے سلسلے ہی کو ختم کرا دیتا ہے اور اسے کوئی افسوس نہیں ہوتا۔

کل کا آدمی لڑکی کو خاندان کے لڑکوں سے بھی دور رکھتا تھا اور آج لڑکیوں کو کالجوں اور آفسوں میں لڑکوں کے بغل میں بٹھا کر ماں باپ خوش ہوتے ہیں۔ اور گھر سے دور بڑے بڑے شہروں میں تنہا رہنے کے لئے بھیج دیتے ہیں۔

کل عورت گھر میں بیٹھ کر اطمینان سے گھر چلاتی تھی اور آج کارخانوں میں جھونک کر، فوجوں میں بھرتی کر کے غرضکہ زندگی کے سارے جسمانی محنت والے ایسے کام جو بڑے بڑے طاقتور مردوں کے لئے بھی دشوار ہیں عورت کے ذمہ کر دیئے گئے ہیں اور عورت ہے کہ اسے بھی اپنی ترقی سمجھ کر اپنی زندگی کو دشوار بنا رہی ہے۔

کل کا شریف انسان لباس پر پیشاب کے ایک قطرے کو برداشت نہیں کر سکتا تھا اور اُسے اُس وقت تک چین نہیں آتا تھا جب تک وہ لباس دھل نہ جائے اور آج کل کا تہذیب یافتہ اور کلچرڈ جانوروں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب

کرکے طہارت نہ کرنے کو اسمارٹنس سمجھتا ہے۔

کل کا سماج، شرابی جواری کو ذلّت کی نظر سے دیکھتا تھا ایسے آدمی کو کسی نشست میں جگہ نہیں دی جاتی تھی اور آج شراب کی طرح طرح کی بوتلیں اچھے گھرانوں کے رِفریجریٹر اور شلف میں سجی رہتی ہیں۔

جوے جیسی لعنت ہر سوسائٹی کی عادت بن چکی ہے

کل دوسروں کا مال کھا لینے والوں کو چور، ڈاکو، بے ایمان کہا جاتا تھا اور آج خمس، زکوٰۃ نہ دینے والے، اوقاف پر قبضہ کرنے والے خدا کا مال کھا کر بڑی بڑی شب بیداریاں اور محفلیں کرنے والے اور زور شور سے نذر و نیاز کرنے والے لوگوں کو پکّا مومن کہا جاتا ہے۔

کل نماز زندگی کا پہلا کام تھا آج نماز کے وقت چوراہوں پر ٹولیاں بنا کر کھڑے رہتے ہیں، کل صرف کھیل کود کے لئے نماز چھوڑی جاتی تھی آج مجلسیں نماز کے وقت رکھی جاتی ہیں۔ صبح کی نماز قضا کرنا آج فیشن بن گیا ہے۔

کل روزہ نہ رکھنا عیب تھا اور آج رمضان میں کھلم کھلا کھایا پیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ جب خدا سے شرم نہیں تو بندے سے کیا شرم؟ اور یہ امید بھی کی جاتی ہے کہ لوگ حیادار ہی کہیں بے شرم نہ کہنے پائیں۔ رمضان کا روزہ نہیں رکھتے مومن ہی سمجھیں فاسق نہ کہیں کیونکہ عاشور کے دن دل کھول کر کھچڑا کھلاتے ہیں۔

کل خدا کی بندگی پر فخر کیا جاتا تھا اور آج بات بات پر خدا کے احکام کا مذاق اڑانا مومن و مولائی ہونے کی پہچان بن گیا ہے۔ نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ بڑے فخر سے کہا جاتا ہے کہ ہم تو حسین پر رونے کے لئے پیدا ہوئے ہیں ہمیں عبادت سے کیا سروکار۔

کیا ایسے حالات میں یہ امید کی جا سکتی ہے کہ ہمارا یہ سماج آئندہ بھی مومن رہ سکے گا اور ہم خدا و رسولؐ اور ائمہ معصومینؑ کی بارگاہ میں مومن مان لئے جائیں گے

ہرگز نہیں

یہ الٹی گنگا بے دینی کے لئے تو بڑی اچھی چیز ہے لیکن دنیا و آخرت کے لئے کسی زہر سے کم نہیں ہے

مشق

معنی بتاؤ: عفت، اثر، دھن، سرکشی، خودستائی، ڈھکوسلہ، کلچرڈ، شلف، بیمہ کمپنی، حیادار، فاسق، آئندہ، اوقاف، سوسائٹی

جملے بناؤ: الٹی گنگا، مضحکہ، حیادار، فاسق، ڈھکوسلہ، سرکشی، عفت، فطرت، خودستائی، فخر، بارگاہ، حیادار، فاسق

سوالات

۱ الٹی گنگا کہاں تک بہی اور دنیا کیوں پریشان ہوئی؟

۲ کل کی عورت اور آج کی عورت میں کیا فرق ہے؟

۳ کل کے اور آج کے نماز روزہ میں کیا فرق ہے؟

۴ الٹی گنگا کس کے لئے اچھی اور کس کے لئے بری ہے؟

چوتھا سبق

۴

انقلاب زمانہ

حیوانیت اٹھی ہے تمدن کے نام پر
بے دینی آ گئی ہے تدین کے نام پر

اعمال نیک کرنے کا اب شوق ہی نہیں
کیا کیجئے کہ دین کا جب ذوق ہی نہیں

ہر سو، نماز روزے کا اڑتا ہے مضحکہ
برپا ہے دین و عقل کی دنیا میں تہلکہ

خمس و زکوٰۃ حج کی طرف دھیان ہی نہیں
مذہب کی بات سننے کو اب کان ہی نہیں

چہروں پہ نور ہاتھوں میں قرآں نہیں رہا
جیسے کہ کوئی صاحب ایماں نہیں رہا

دل میں یہ خوف ہے کوئی دیندار کہہ نہ دے
اقدار مذہبی کا پرستار کہہ نہ دے

ہر سو حیاء و شرم کا خیمہ اکھڑ گیا
پردہ تو سچ ہے عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

ہونے کو ہے غروب شرافت کا آفتاب
ارباب عقل و ہوش کی مٹی ہوئی خراب

باطل تو ہے کمال پہ حق کو زوال ہے
ہے آشکار تجھ پہ جو لوگوں کا حال ہے

آباد میکدے ہیں تو ویران مسجدیں
بلکہ ہیں مے فروشی کی دکان مسجدیں

دعویٰ یہ ہے کہ شیعۂ حیدرؑ ہمیں تو ہیں
رہرو براہ بوذرؓ و قنبرؓ ہمیں تو ہیں

لیکن ثبوت کے لئے گر جانچئے عمل
دعوے کے کارخانے میں آجائے گا خلل

مومن ہوں مومنوں کی مگر شان تو نہیں
اسلام ہو تو ہو مگر ایمان تو نہیں

معنی بتاؤ: ◆ حیوانیت، تدین، ذوق، مضحکہ، تہلکہ، اقدار، پرستار، سُو، غروب، زوال، آشکار، میکدے، مے فروشی، خلل

جملے بناؤ: ◆ ذوق، تہلکہ، پرستار، خیمہ، شرافت، زوال، آشکار، ثبوت، خلل

سوالات

۱ نیک اعمال کرنے کا شوق کیوں نہیں ہے؟

۲ صاحب ایمان نہ رہنے کا اندازہ کیسے لگا؟

۳ مسجدوں کا کیا حال ہے؟

۴ اس شعر کا مطلب بیان کیجئے

لیکن ثبوت کے لئے گر جانچئے عمل
دعوے کے کارخانے میں آجائے گا خلل

پانچواں سبق

۵

ہنس کی چال

ہنس ایک پرندہ ہوتا ہے جسے انگریزی میں Swan کہتے ہیں۔اس کی چال بڑی اچھی ہوتی ہے۔وہ جب چلتا ہے تو بڑا بھلا معلوم ہوتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوّے کی چال بے ڈھنگی ہوتی ہے۔

ایک دن ایک شخص نے کوّے کو طعنہ دیا کہ ہنس کی چال کتنی پیاری ہوتی ہے، اسے دیکھ کر لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں اور تیری چال دیکھ کر تجھ پر ہنستے ہیں۔

کوّے نے خاموشی سے یہ بات سُن لی مگر دل ہی دل میں یہ ٹھان لی کہ آئندہ سے ہنس کی طرح چلنے کی مشق کروں گا اور کچھ دنوں بعد جب میری چال ویسی ہی ہو جائے گی تو میں اس طعنہ کا جواب دوں گا اور بتاؤں گا کہ کوّے کی چال ہنس سے کچھ کم نہیں ہوتی ہے۔

ایک مدت تک یہ مشق ہوتی رہی اور ایک دن جب کوّے نے یہ طے کر لیا کہ میری چال ہنس جیسی ہو گئی ہے وہ طعنہ دینے والے کے پاس

آیا اور کہنے لگا کہ تم نے مجھے طعنہ دیا تھا کہ ہنس کی چال کوّے کی چال سے بہت اچھی ہے۔

آج میری چال کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرو کہ کس کی چال اچھی ہوتی ہے؟!

یہ کہہ کر اس نے ہنس کے انداز میں چلنے کی کوشش کی اور لنگڑا لنگڑا کر چلنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لنگڑا بھی ہو گیا اور ہنس کی چال تو بڑی بات خود اپنی چال بھی بھول گیا۔

یہ قصہ تو صرف سبق سیکھنے کے لئے ہے

مگر سچائی یہ ہے کہ یہی حال ہم مسلمانوں کا ہے

ہمیں اپنی روش چھوڑ کر دنیا والوں کی ہر ادا بھانے لگی۔

ہم نے دوسروں کی اداؤں کو اپنا لیا اور یہ بھول گئے کہ ہم مسلمان ہیں، اللہ کے بندے ہیں، اللہ نے ہمیں جینے کا سلیقہ سکھایا ہے جبکہ دنیا کی دوسری قومیں مسلمان نہیں ہیں ان کا طور طریقہ اور ہے اور ہماری تہذیب اور!

ہم نے

- دوسروں کے مذہب میں ہر تہوار میں ناچ، گانا، دیکھا تو ہم بھی کرنے لگے۔
- غیروں کی عورتوں کو بے پردہ بے حیائی کے ساتھ سڑکوں پر گھومتے ہوئے دیکھا تو اپنی عورتوں کو بھی بازاروں میں گھمانے لگے۔
- دوسری قوموں کو بازاروں میں پھرتے اور کلبوں میں جاتے دیکھا تو اپنی، ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو بھی پہونچا دیا۔
- شراب دیکھی تو اسے پینا شروع کر دیا۔
- جوا دیکھا تو کھیلنا شروع کر دیا۔
- مکس گیدرنگ (Mix Geathring) دیکھی تو ہماری شادیاں فلم کا اسٹوڈیو اور اسٹیج بن گئیں۔

ہماری کوئی تقریب ناچ گانے سے خالی نہ رہی۔ ہمارا کوئی گھر گانوں سے نہ بچ سکا، ہمارا کوئی بچہ بوڑھا کھڑے ہوکر پیشاب کرنے سے محفوظ نہ رہ سکا، ہماری کوئی دعوت کھڑے ہوکر کھانے سے الگ نہ رہ سکی، ہماری خواتین پردہ دار نہ رہ سکیں، ہمارے جوان تو جوان بوڑھوں کے چہروں سے بھی داڑھی غائب ہوگئی، نماز ہمارے گھر سے رخصت ہوگئی۔

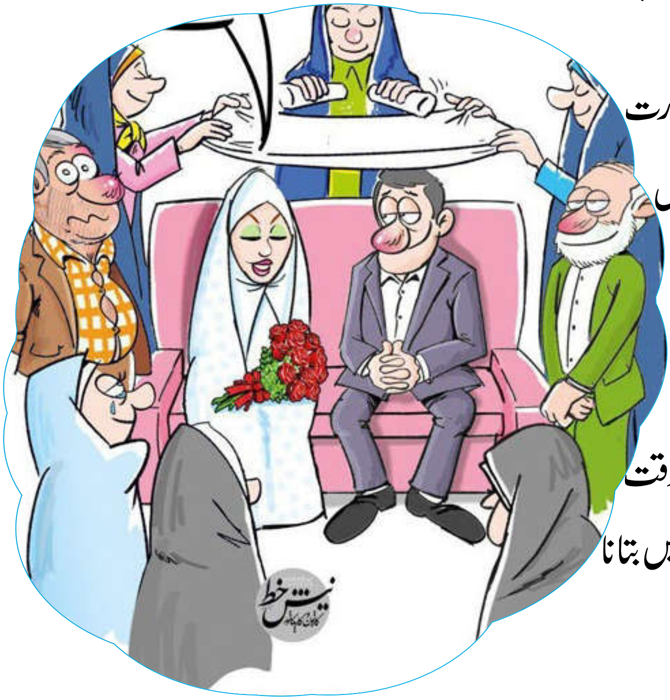

روزے ہمارے واسطے مصیبت بن گئے۔ حج و زیارت اسٹیٹس سمبل بن گئے۔ خمس و زکوٰۃ کا خیال ہمارے ذہنوں میں مشکل سے آتا ہے۔

نام و نمود کے لئے چاہے جتنا پیسہ بنام مذہب خرچ کر ڈالیں ماتھے پر شکن نہیں آتی مگر واجبات کی ادائیگی کے وقت غریب اور تنگدست ہوجاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو اچھی باتیں بتانا اور بری باتوں پر ٹوکنا ہمارے یہاں دقیانوسیت بن گیا۔

فیشن اور رسموں کی غلامی رہ گئی۔ آزادی چلی گئی۔ نوکری رہ گئی تجارت چلی گئی۔ بے پردگی رہ گئی غیرت چلی گئی۔ میوزک اور ڈانس رہ گیا تلاوتِ قرآن اور نماز چلی گئی۔ کرکٹ میچ رہ گئے مجلسوں کا مجمع چلا گیا اور نتیجہ وہی ہوا کہ کوّا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا۔ ہم مسلمان کہلانے کے قابل رہے نہیں اور دنیا نے ہم کو نہ اپنا مانا نہ ترقی یافتہ۔

اب ہم رہ گئے اور مقدر کا رونا۔ اور نتیجہ میں پروردگار سے شکوہ۔

ہر ایک فریاد دے رہا ہے ہم مسلمانوں کی حالت خراب ہے

کاش ہم نے یہ بھی سوچا ہوتا کہ ہم میں مسلمان کون ہے ہم اپنے کو کس منھ سے مسلمان کہتے ہیں۔

ہم نے اصول دین کی کس اصل کو دل سے مانا فروع دین کی کس فرع پر عمل کیا۔ ضرورت ہے کہ اب بھی ہماری

آنکھیں کھل جائیں اور ہم کو ہوش آ جائے دنیا تو ہمارے ہاتھ سے جا چکی ہے۔ یہاں تو ہم ذلیل و پست ہو ہی چکے ہیں۔ اب کم از کم اپنے دین کو تو سنبھال لیں اور آخرت میں تو خدا کو منھ دکھانے کے قابل بن جائیں۔ دین کی راہ پر آئیں گے تو نئی دنیا بھی واپس آ جائے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

مگر اس کے لئے اپنی چال بدلنا ہوگی

مشق

معنی بتاؤ: ◆ بے ڈھنگی، گرویدہ، مشق، لنگڑا، قصہ، کلبوں، اسٹوڈیو، اسٹیج، تقریب، نام ونمود، دقیانوسیت

جملے بناؤ: ◆ بھلا، بے ڈھنگی، طعنہ، ناچ گانا، مصیبت، تنگدست، ہنس کی چال، مقدر

سوالات

١ کوے نے اپنے دل میں کیا ٹھان لیا؟

٢ ہم نے کیا اپنایا اور کیا بھول گئے؟

٣ ہم نام ونمود کے لئے کیا کرتے ہیں اور کن چیزوں سے بچتے ہیں؟

٤ ہمیں کس چیز کی ضرورت ہے؟

چھٹا سبق

اولاد

٦

دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر
راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر
نکہت کوئی بوئے گل تر سے نہیں بہتر
صدموں میں علاج دل مجروح یہی ہے
ریحاں ہے یہی، رَوح یہی، رُوح یہی ہے

یہ وہ ہے عصا پیر، جواں رہتا ہے جس سے
یہ وہ ہے نگیں، نام ونشاں رہتا ہے جس سے
وہ شمع ہے، پرنور مکاں رہتا ہے جس سے
وہ دُر ہے قوی رشتۂ جاں رہتا ہے جس سے
کھوتے نہیں یہ مال، زرو مال کے بدلے
موتی بھی لٹادیتے ہیں اس لال کے بدلے

ماں باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے
تلخی میں بھی جینے کی حلاوت ہے پسر سے
خوں جسم میں، آنکھوں میں بصارت ہے پسر سے
ایّامِ ضعیفی میں بھی طاقت ہے پسر سے
آرامِ جگر، تاب و تواں ساتھ ہے اس کے
پھرتا ہے جدھر، رشتۂ جاں ساتھ ہے اس کے

مالک سے بھرے گھر کے اجڑ جانے کو پوچھو
گھر والوں سے اس تفرقہ پڑ جانے کو پوچھو
ماں باپ سے قسمت کے بگڑ جانے کو پوچھو
یعقوبؑ سے یوسفؑ کے بچھڑ جانے کو پوچھو
اللہ دکھائے نہ الم، نورِ نظر کا
بہہ جاتا ہے آنکھوں سے لہو، قلب و جگر کا

معنی بتاؤ: ثمر، نکہت، مجروح، ریحاں، رَوح، رُوح، غنچہ، خنداں، رشک، صد، کاشانہ، جگر بند، عصا، پیر، نگین پرنور، دُر، شوکت، ثروت، حشمت، اقبال، سرمایہ، نقد، گوہر، یاقوت، لال، دلبند، آسائش، تلخی، حلاوت، بصارت تاب وتواں، تفرقہ، الم، لہو، قلب

جملے بناؤ: مجروح، غنچہ، جگر، اقبال، نگین، ثروت، نقد، گوہر، دلبند، حلاوت، بصارت

سوالات

۱ ریحاں ہے یہی، رَوح یہی ہے، رُوح یہی ہے کا مطلب کیا ہے؟

۲ پرنور مکاں اور رشتہ جاں کس دم سے ہے؟

۳ آخری بند کا مطلب تحریر کیجیے؟

ساتواں سبق

ہمارے ہادی

۷

چودہ معصومین علیہم السلام ہمارے ہادی اور رہبر ہیں جنہوں نے بڑی بڑی قربانیاں دے کر دین کو پھیلایا اور بچایا ہے۔اگر یہ نہ ہوتے تو آج زمانہ میں دین کا اجالا نہ ہوتا۔

اُن کی محبت اور تعظیم ہم سب پر واجب ہے اور ان کے نقش قدم پر چلنا ہماری کامیابی کا ذریعہ ہے۔اُن کی زندگی ہمارے لئے نمونۂ عمل ہے۔ان کی زندگی کے حالات سے واقف اور باخبر ہونا ضروری ہے۔

ان کی معرفت، ان سے محبت، ان کی اطاعت، ان کا اتباع اور ان سے تمسّک کے بغیر دین کا سمجھنا ممکن ہے نہ اس کا اپنانا اور نہ اس پر باقی رہنا۔

ان کی معرفت کے بغیر نہ ان سے مودت و محبت ہو سکتی ہے نہ ان کی اطاعت۔نہ اتباع اور نہ ان سے تمسک۔

لہٰذا سب سے پہلے معصومین علیہم السلام کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، کیونکہ معرفت کے بغیر محبت اور محبت کے بغیر تمسک نہیں ہوسکتا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے:

"اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ مَااِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ"

یعنی

میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں: ایک اللہ کی کتاب، دوسرے میری عترت واہل بیت۔ جب تک ان دونوں سے تمسک اور وابستگی رکھو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

لٰہذا

اگر گمراہی سے بچنا ہے تو اہل بیتؑ سے تمسک اور وابستگی رکھنا ہوگی اور تمسک ان کی معرفت اور ان کو پہچانے بغیر نہیں ہوسکتا۔

ہم ان سے محبت تو شدید رکھتے ہیں مگر ان کی اطاعت و اتباع اور ان کے تمسک کے معاملہ میں کمزور ہیں کیونکہ ہماری مودت اور محبت معرفت کے بغیر ہے یا جس معیار کی معرفت ہونا چاہئے اس معیار کی معرفت نہیں۔

معرفت کے مراتب میں فرق ہونے سے اہل بیتؑ کے فیصلوں اور ان کی سیرت کے بارے میں کس طرح سوچ بدلتی ہے، اس کا اندازہ لگانے کے لئے ہم یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد جب جناب امیرالمومنینؑ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال کر دربار کی طرف لے جایا جارہا تھا۔ اس صورت حال کو جناب مقداد جناب ابوذر اور جناب سلمان فارسی دیکھ رہے تھے۔

جناب مقدادؓ نے بے چین ہو کر کہا: کاش میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی!

جناب ابوذرؓ نے پوچھا: تلوار ہوتی تو کیا کرتے؟

جناب مقدادؓ نے کہا: حملہ کر کے اپنے مولا کو آزاد کرا لیتا۔

جناب ابوذرؓ نے کہا: کیسی بات کرتے ہو؟! کیا مولا ہماری تلوار کے محتاج ہیں؟! وہ اگر بددعا کر دیں تو سارے ظالم

فنا ہوجائیں مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ مولا بددعا کیوں نہیں کررہے ہیں؟

جناب سلمان فارسیؒ بولے: **ابوذرؓ!** تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟ مولا کے فیصلوں پر سوال اٹھانے والے ہم کون ہوتے ہیں؟ وہ ہمارے مولا اور امام ہیں جو وہ کررہے ہیں وہی صحیح ہے۔

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جتنی اور جیسی معرفت ہوتی ہے اتنا اور ویسا ہی ایمان ہوتا ہے اور اتنی اور ویسی ہی محبت واطاعت۔ ایمان کے درجے معرفت ہی سے معین ہوتے ہیں۔

معرفت کی کمی کے سبب سے ہی نادان دوستوں یا دانا دشمنوں کے ذریعہ اہلبیتؑ کے سلسلے میں گڑھے ہوئے ایسے قصّے کہانیوں اور خوابوں پر لوگ بھروسہ کرلیتے ہیں جو ان جیسے عظیم بندگان خدا کے شایان شان نہیں ہوتے۔ ایسے بے سروپا قصوں اور کہانیوں کو معصومینؑ اور عظیم شخصیتوں کے معجزے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے اور لوگ ان کے صحیح ہونے کا یقین کرلیتے ہیں۔

معرفت کی کمی ہی کا نتیجہ ہے کہ بعض لوگ معصومین علیہم السلام کے احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں اور بالکل نہیں ڈرتے۔ لیکن اگر غلطی سے ان کے خیال میں کوئی بے ادبی ہوجائے تو لرزنے کانپنے لگتے ہیں جیسے معاذ اللہ مولا علیؑ یا حضرت عباسؑ معاذ اللہ کوئی ظالم وجابر بادشاہ ہوں۔

اسی لئے ہم تمہارے لئے آئندہ اسباق میں معصومین علیہم السلام کی سیرت بیان کریں گے۔ ان کی سیرت کو پڑھو اور سمجھو اور اپنی زندگی کو اسی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے تیار رہو۔

مشق

معنی بتاؤ: ◆ تمسک، مودت، وابستگی، خلاف ورزی، شایان شان، پھندا، گراں قدر، بے سروپا، معرفت، نقش قدم

جملے بناؤ: ◆ تعظیم، معرفت، تمسک، پھندا، فنا، محبت، بھروسہ، بے ادبی، خلاف ورزی

سوالات

۱ چودہ معصومینؑ ہمارے رہبر کیوں ہیں؟

۲ چودہ معصومینؑ کی معرفت کیوں ضروری ہے؟

۳ معرفت کے مراتب میں فرق ہونے سے کیا ہوتا ہے؟

۴ معرفت کی کمی کی وجہ سے کیا کیا ہوتا ہے؟

آٹھواں سبق

۸

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- **اسمِ مبارک:** محمدؐ
- **کنیت:** ابوالقاسم
- **القاب:** ◄ امین (امانتدار) ◄ رسول اللہ (اللہ کے رسول) ◄ مصطفیٰ (منتخب شدہ) ◄ حبیب اللہ (اللہ کے پیارے) ◄ سید المرسلین (رسولوں کے سردار) ◄ خاتم النبیین (آخری نبی) ◄ رحمۃ للعالمین (کائنات کے لئے رحمت)
- **والد کا نام:** حضرت عبداللہ علیہ السلام
- **والدہ کا نام:** جناب آمنہ سلام اللہ علیہا
- **ازواج:** جناب خدیجہؑ، سودہ، عایشہ، حفصہ، زینب بنت خزیمہ، ام حبیبہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، جویریہ، صفیہ، میمونہ
- **عمرِ مبارک:** ۶۳ سال
- **ولادت:** ۱۷ ربیع الاول ۱ عام الفیل
- **وفات:** ۲۸ صفر ۱۱ھ
- **مدتِ نبوت:** ۲۳ سال
- **مقامِ ولادت:** مکّۂ معظّمہ
- **مقامِ وفات:** مدینۂ منورہ
- **مزارِ قدس:** مدینۂ منورہ
- **اولاد:** حضرت فاطمہؑ، قاسم، عبداللہ، ابراہیم

انبیاء و مرسلین کے سردار، دین و دنیا کے مالک، قیامت کے دن ہم گنہگاروں کے بخشوانے والے، اللہ کے پیارے، انسانوں کے محسن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئے ۱۴۴۴ھ میں تقریباً چودہ سو ستانوے سال ہو گئے۔

آپ کی ولادت کی تاریخ ۱۷ربیع الاول ۱ عام الفیل ہے۔ جس سال ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لیکر مکہ پر حملہ کیا تھا۔

آپ کے والد جناب عبداللہؑ حضرت عبدالمطلبؑ کے چھوٹے بیٹے تھے، آپ کی والدہ جناب آمنہ بنت وہب عرب کے ایک مشہور قبیلہ بنی زہرہ کے سردار (وہب) کی دختر تھیں۔

آپ کی ولادت کے چند ماہ بعد شام کے ایک کاروباری سفر سے واپس آتے ہوئے جناب عبداللہ کا یثرب میں انتقال ہوگیا۔

بعض مؤرخین کے بقول آپ کی وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے ہوگئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شیرخوارگی کے دن قبیلۂ بنی سعد کی ایک خاتون حلیمہ کے ہاں بسر کئے۔

۶سال کی عمر میں آپ کی والدہ کا بھی انتقال ہوگیا، والد کے سایہ سے تو پہلے محروم ہو چکے تھے اب آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی سرپرستی کی۔

آپ کی عمر ابھی آٹھ برس ہی تھی کہ ۵ عام الفیل میں جناب عبدالمطلب بھی دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپؐ کو اپنے چچا حضرت ابوطالبؑ کی سرپرستی حاصل ہوئی۔ جو آپؐ کے والد جناب عبداللہ کے سگے بھائی تھے۔

آپ کو بچپن کے زمانے میں آپکے چچا جناب ابوطالبؑ اپنے ہمراہ ایک کاروباری سفر میں اپنے ساتھ شام لے گئے۔

راستے میں بصریٰ نامی علاقے میں بحیرا نامی ایک عیسائی راہب نے آپؐ کے چہرے پر نبوت کی نشانیاں دیکھیں اور آپ کے چچا ابوطالب سے آپ کی حفاظت کی بہت تاکید کی کہ ''اس بچے کو یہودیوں کے حملوں سے محفوظ رکھیں کیوں کہ یہ لوگ آپؐ کے دشمن ہیں۔'' مؤرخین کے مطابق جب قافلہ بحیرا کے ہاں سے چلا گیا تو بحیرا نے حضورؐ کو اپنے یہاں روک لیا

اور کہا: میں آپ کو لات وعُزیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ میں جو پوچھتا ہوں آپ اس کا جواب دیں۔

اس وقت آپ نے جواب دیا: مجھ سے لات وعزیٰ کے نام پر کچھ نہ پوچھو کیونکہ میرے نزدیک کوئی چیز ان دونوں سے زیادہ قابل نفرت نہیں ہے۔

اس کے بعد بحیرا نے آپ کو خدا کی قسم دی۔ تب آپ نے اس کو جواب دیا۔

چالیس سال کی عمر میں اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ انسانوں کو اللہ کا پیغام سنایئے اور بھٹکے ہوؤں کو اسلام کی سچی اور سیدھی راہ دکھایئے۔ اسی کو ''بعثت'' کہا جاتا ہے۔

بعثت سے پہلے مکہ میں حجراسود نصب کرنے کا اہم واقعہ پیش آیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں کی نگاہ میں آپ کا کیا مرتبہ تھا۔ قصہ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ سیلاب کی وجہ سے خانۂ کعبہ کی دیواریں گر گئیں۔ قریش نے دیواریں تعمیر کر دیں۔ لیکن جب حجراسود کے نصب کی باری آئی تو قریش کے سرداروں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہر قبیلے کا سردار اس شرف کو اپنے نام کرنا چاہتا تھا اور حجراسود کو دیوار میں لگانا چاہتا تھا۔

اختلاف بہت آگے بڑھ گیا اور خون خرابہ کی نوبت آگئی۔ آخر کار صلاح مشورے کے بعد طے پایا کہ جو شخص بھی سب سے پہلے دروازہ بنی شیبہ سے مسجدالحرام میں داخل ہوگا اس کو قاضی و منصف قرار دیا جائے گا اور وہ جو بھی کہے گا سب کے لئے قابل قبول ہوگا۔

سب سے پہلے ہمارے رسولؐ باب بنی شیبہ سے مسجد میں داخل ہوئے

چنانچہ قریش کے بزرگوں نے کہا: وہ امین اور صادق ہیں، ہمیں ان کا فیصلہ قبول ہے۔ انھوں نے اپنا قصہ حضورؐ کو کہہ سنایا۔

آپ نے فرمایا: ایک چادر بچھادو۔ اور جب چادر بچھادی گئی تو آپ نے حجر اسود کو اٹھا کر اس چادر پر رکھ دیا اور فرمایا ہر قبیلے کا بزرگ چادر کا ایک گوشہ تھام لے اور سب مل جل کر چادر کو اٹھائیں۔ سب نے مل کر چادر کو اٹھالیا اور آپ نے خود حجر الاسود کو چادر سے اٹھا کر مقررہ مقام پر رکھ دیا۔ آپ کے اس حکیمانہ فیصلے نے جنگ اور خونریزی کا راستہ بند کر دیا۔

آپ اکثر اوقات لوگوں سے دور خدائے یکتا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔

آپ ہر سال ایک مہینہ حرا نامی پہاڑی میں گوشہ نشینی اختیار کر کے عبادت میں مصروف رہتے۔ ایسے ہی ایک موقع پر پہلی وحی نازل ہوئی اور سورۂ اقراء کی ابتدائی آیات جناب جبرئیل لیکر آئے اس کے بعد آپ نے تین سال تک چھپ چھپ کر اسلام کی تبلیغ کی۔

اس کے بعد پروردگار نے آپکو حکم دیا کہ اب لوگوں کو اعلانیہ طور پر خدا کی طرف بلائیں اور آیت آئی:

"فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ"

"پیغمبرؐ آپ اپنی طرف آنے والی وحی الٰہی کا اتباع کریں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور مشرکین سے کنارہ کشی کرلیں"

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اعلانیہ تبلیغ اسلام شروع ہوگئی

آپ نے اللہ کے حکم سے اسلام پھیلانا شروع کیا تو مکہ کے لوگ آپ کے دشمن ہو گئے۔ آپ کو طرح طرح سے ستانے لگے لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ آپ شکستہ خاطر نہیں ہوتے تو انھوں نے آپ کو قتل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ایک رات کو بہت سے آدمیوں نے مل کر آپ کا مکان گھیر لیا اور چاہا کہ آپ کو قتل کر دیں اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ اپنے بستر پر علی علیہ السلام کو سلا کر اسی رات میں مکہ سے مدینہ چلے جائیں چنانچہ آپ گھر سے اس طرح نکلے کہ دشمن آپ کو نہیں دیکھ سکے اور آپ

مدینہ کو روانہ ہو گئے۔

اسی واقعہ کو ہجرت کا واقعہ کہتے ہیں ہمارا اسلامی سال اسی واقعہ سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے ہم اسے ہجری سال کہتے ہیں۔

مدینہ میں بھی آپ کو آرام سے رہنا نہیں ملا۔ چنانچہ عربوں اور یہودیوں سے آپ کی کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں بدر، احد، احزاب، خیبر اور حنین کی لڑائیاں بہت مشہور ہیں۔ آپ ان لڑائیوں میں کامیاب ہوئے اور پورے عربستان پر آپ کا قبضہ ہو گیا۔

آخر میں مکہ بھی فتح ہو گیا۔ مکہ والوں نے آپ کو بہت ستایا تھا آپ سے بہت لڑائیاں لڑی تھیں۔ لیکن جب آپ نے مکہ فتح کیا تو آپ نے ان سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔ آپ نے اپنے سب دشمنوں کو معاف کر دیا۔

آپ کو اللہ نے قرآن شریف دیا جو اللہ کی آخری کتاب ہے۔

آپ کے بعد اللہ نے ہماری ہدایت کے لئے بارہ امام مقرر فرمائے جن میں بارہویں امام اب بھی زندہ وسلامت ہیں ہمارے سچے نبی نے اپنی زندگی میں سب اماموں کے نام مسلمانوں کو بتا دیئے تھے۔

آپ نے اللہ کے اچھے اور سچے دین کا جھنڈا اس شان سے بلند کیا کہ آج تک دنیا کے کروڑوں آدمی اللہ کی وحدانیت پر ایمان رکھتے ہیں۔

آپ نے ترسٹھ سال کی عمر پائی۔ ۲۸ صفر ۱۱ ھ کو انتقال کیا۔ آپ کی قبر مدینۂ منورہ میں ہے۔

آپ کو اللہ نے بہت سے معجزے دیئے تھے۔ آپ جس سوکھے درخت کے نیچے بیٹھ جاتے وہ ہرا بھرا ہو جاتا، جس اندھے کنویں میں لعاب دہن ڈال دیتے اس میں پانی پیدا ہو جاتا۔ جس سنگریزے کو ہاتھ میں اٹھا لیتے وہ تسبیح پڑھنے لگتا۔

ایک مرتبہ دشمنوں نے آپ سے کہا کہ اگر آپ اللہ کے سچے نبیؐ ہیں تو چاند کے دو ٹکڑے کر دیجئے۔ آپ نے چاند کی طرف انگلی اٹھائی تو اس کے دو ٹکڑے ہو گئے تھوڑی دیر الگ رہ کر یہ دونوں ٹکڑے پھر آپس میں مل گئے۔ آپ کا سب سے

بڑا معجزہ قرآن ہے جو آج بھی ہمارے سامنے ہے جس کا جواب آج تک کوئی نہ لا سکا۔

آپ کا برتاؤ اتنا اچھا تھا کہ دشمن بھی آپ کو صادق اور امین کہتے تھے۔

اللہ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ: آپ خلقِ عظیم پر فائز ہیں۔

آپ ہمیشہ سلام میں پہل کرتے تھے	آپ کسی سے بدسلوکی نہیں کرتے تھے
آپ کے مزاج میں بہت انکساری تھی	آپ کی زندگی بہت سادہ تھی
آپ بزرگوں کا احترام اور بچوں سے محبت کرتے تھے	آپ کبھی وعدہ شکنی نہیں کرتے تھے۔

ہمیں حضورؐ کی سیرت پر عمل کر کے اچھا مسلمان بننا چاہئے

معنی بتاؤ:

محسن، وحدانیت، لعاب، سنگریزہ، درود، محمد، امین، مصطفیٰ، شکستہ خاطر، بدر، عام الفیل، معجزہ، شیر خوار، لات عزیٰ، خلقِ عظیم، فائز

جملے بناؤ:

لشکر، یثرب، بچپن، سیلاب، گوشہ، شکستہ، سلامت، معجزے، خلقِ عظیم، شکستہ خاطر

سوالات

۱ ہمارے نبیؐ کب پیدا ہوئے تھے؟

۲ ہجرت کا واقعہ کیا ہے؟

۳ ہمارے سال کو ہجری کیوں کہا جاتا ہے؟

۴ آپ کے معجزات کیا تھے؟

۵ مکہ کے فتح ہو جانے پر آپ نے دشمنوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟

نواں سبق

9

اہل بیت کون؟

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیتؑ کی محبت ہر مسلمان پر واجب کی ہے

قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے:

قُل لَّآ اَسۡأَلُکُمۡ عَلَیۡهِ اَجۡرًا اِلَّا الۡمَوَدَّةَ فِی الۡقُرۡبٰی

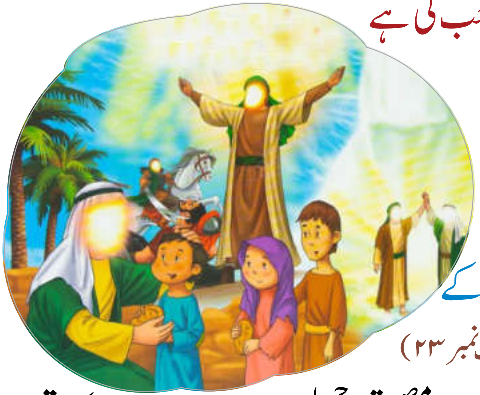

یعنی

’’اے رسولؐ! کہہ دیجئے کہ میں تم سے رسالت کی تبلیغ کا بدلہ اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو‘‘۔ (سورۂ شوریٰ آیت نمبر ۲۳)

رسولؐ نے ہمیں دین دیا، قرآن دیا، اللہ سے ملایا اور اس سلسلہ میں شدید مصیبتیں جھیلیں اس کا بدلہ اللہ نے کیا تجویز کیا؟

* اُنکے اہل بیتؑ سے محبت! سوال یہ ہے کہ اہل بیتؑ سے کون لوگ مُراد ہیں؟

اس کا فیصلہ بھی قرآن نے کر دیا ہے

عرب کے جنوب مشرق میں ایک علاقہ ہے نجران، وہاں عیسائی رہتے تھے۔ اُن عیسائیوں کے چند بڑے بڑے پادری مدینہ آئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین کے معاملہ میں بحث کریں۔ اُن لوگوں کا یہ کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس لئے وہ خدا کے بیٹے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو سمجھایا کہ

’’جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو ماں باپ کے بغیر پیدا کر دیا اسی طرح اللہ نے **حضرت عیسیٰ علیہ السلام** کو بغیر باپ کے پیدا کیا ہے۔‘‘

ایسی حالت میں حضرت عیسیٰؑ بھی اسی طرح اللہ کے بندے ہیں جس طرح حضرت آدمؑ۔

عیسائی یہ صاف اور سیدھی بات ماننے پر تیار نہیں ہوئے

وہ اس پر اَڑِے ہوئے تھے کہ حضرت عیسیٰ **اللہ** کے بیٹے ہیں۔

فیصلہ یہ ہُوا کہ عیسائی رسولؐ اللہ سے مُباہلہ کرلیں

مُباہلہ کے معنی یہ ہیں کہ دونوں اللہ سے دُعا کریں کہ جو حق پر ہو وہ باقی رہے اور جو جھوٹ کہتا ہو وہ مٹ جائے

اس موقع پر قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

یعنی

’’اے نبیؐ! اگر یہ لوگ تم سے علم پہنچا دینے کے بعد بھی حجت کرتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ اور پھر ہم ایک دوسرے کے لئے بددعا کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں‘‘۔ (سورۂ آل عمران آیت نمبر ۶۱)

مُباہلہ کے دن پیغمبرؐ اسلام، امام حسن، امام حسین، حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت علی علیہم السلام کو اپنے ساتھ لے گئے۔ لیکن عیسائی ڈر گئے۔ انھوں نے مباہلہ نہیں کیا بلکہ ہار مان کر جزیہ دینے کا وعدہ کر کے واپس ہو گئے۔

اس آیت میں پیغمبرؐ کو حکم دیا گیا کہ آپ اپنے بیٹوں، عورتوں اور نفسوں کو لے جائیں۔ **پیغمبر اسلامؐ** نے اِس حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ: • بیٹوں کی جگہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو • عورتوں کی جگہ حضرت فاطمہ زہراؑ کو • نفسوں کی جگہ حضرت علیؑ کو ساتھ لیا

اوراس طرح دنیا کو بتادیا کہ یہی آپ کے اہل بیتؑ ہیں۔

اللہ کے رسولؐ نے اِنہیں اہل بیتؑ کی محبت ہم پر فرض قرار دی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار ہمیں یہ بتایا ہے کہ مومن وہی ہے جو اِن اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے۔ جو شخص اہل بیتؑ سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہوسکتا چاہے پورے دین کو جانے اور عمل کرے۔

یہ یاد رکھو کہ جو واقعی اہلبیتؑ سے محبت کرے گا وہ اُنکی اطاعت بھی کرے گا اور جو اُنکی اطاعت کرے گا وہ اللہ کے احکام کی نافرمانی ہرگز نہیں کرے گا نہ واجبات چھوڑے گا نہ حرام کاموں کو انجام دے گا، خود کو گناہوں سے بچائے گا اور خود کو نیکیوں سے سجائے گا۔

معنی بتاؤ: ◆ تجویز | جنوب | جزیہ | منافق | کافر | قرابت دار | مباہلہ | نجران | نفس | تبلیغ | عیسائی | اہلبیتؑ

جملے بناؤ: ◆ اطاعت | اہل بیتؑ | منافق | مباہلہ | تبلیغ | تجویز | جزیہ

سوالات

۱ اہل بیتؑ سے مراد کون حضرات ہیں؟

۲ اہل بیتؑ کی محبت کیوں واجب ہے؟

۳ مباہلہ میں کون کون حضرات شریک تھے؟

۴ مباہلہ کے معنی بتائیے۔

۵ رسولؐ اللہ عورتوں اور بچوں کی جگہ کس کو لے گئے؟

۶ مباہلہ کا واقعہ اپنے لفظوں میں بیان کیجئے۔

دسواں سبق

۱۰

حضرت علی علیہ السلام

● اسم مبارک: علیؑ ● کنیت: ابوالحسن

● القاب: ◄ امیرالمؤمنین (مومنوں کے حاکم) ◄ یعسوب الدین (دین کے سردار) ◄ حیدر (شیر) ◄ مرتضیٰ (جس سے اللہ راضی ہو) ◄ نفس رسول (رسول کی جان) ◄ قَسِیمُ الجَنَّةِ وَالنَّارِ (جنت وجہنم کا تقسیم کرنے والا)...

● والد کا نام: حضرت ابوطالبؑ عمران ● والدہ کا نام: جناب فاطمہؑ بنت اسد

● ازواج: حضرت فاطمہؑ، خولہ، ام حبیب، ام البنین، لیلیٰ، اسما، ام سعید ● عمر مبارک: ۶۳ سال

● ولادت: ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل ● شہادت: ۲۱ رمضان ۴۰ھ ● مدت امامت: ۲۹ سال (۱۱ تا ۴۰ھ)

● مقام ولادت: خانۂ کعبہ (مکہ معظّمہ) ● مقام شہادت: مسجد کوفہ (عراق) ● مزار قدس: نجف اشرف

● اولاد: امام حسنؑ، امام حسینؑ، جناب زینبؑ، جناب ام کلثومؑ، جناب محسنؑ، حضرت عباسؑ، جناب محمد حنفیہؒ..........

ہمارے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ۱۳ رجب کو کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔

نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اولاد کی طرح پالا۔

یہ وہ وقت تھا کہ سارے عربستان میں بت پرستی پھیلی ہوئی تھی۔لیکن آپ پیدائش کے وقت سے عالم اور معصوم تھے۔

جب آپ دس برس کے ہوئے تو

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔

اس اعلان کے ساتھ ہی حضرت علی علیہ السلام نے اپنی جاں نثاری کا اعلان فرمایا۔

مکہ میں اللہ کے پاک نبی پر جتنے ظلم ہوتے تھے وہ آپ پر بھی ہوتے تھے۔لیکن آپ کمسنی کے باوجود محض اللہ اور اسلام کے لئے یہ ظلم بڑی خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔

آخر وہ دن بھی آ گیا جب ہمارے نبیؐ مکہ سے مدینہ ہجرت کر گئے۔ ہجرت کی رات رسول اکرمؐ کا مکان دشمنوں نے گھیر رکھا تھا مگر حضرت رسول اکرمؐ کی جان بچانے کے لئے حضرت علی علیہ السلام آپ کے بستر پر سو گئے۔ کافر یہ سوچ کر مطمئن رہے۔ رسولؐ اکرم سو رہے ہیں اور اللہ کے پاک نبی آرام سے مدینہ چلے گئے اس طرح حضرت علی علیہ السلام نے اپنی جان جوکھم میں ڈال کے رسولؐ اللہ کی جان بچائی۔

ہجرت کے بعد حضرت علی علیہ السلام بھی مدینہ چلے گئے

دشمنوں نے اسلام اور اللہ کا نام مٹانے کے لئے مسلمانوں پر کئی مرتبہ چڑھائی کی۔ بدرؔ، احدؔ، خیبرؔ، اور احزاب وغیرہ میں مسلمانوں اور کافروں کے مابین سخت جنگ ہوئی۔حضرت علی علیہ السلام نے ان لڑائیوں میں خاص حصّہ لیا۔اور آپ ہی کی بدولت مسلمانوں کو ہر مرتبہ کافروں کے مقابلہ میں کامیابی ملی۔

اللہ کے پاک رسولؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی آپ سے کر دی تھی۔ اللہ نے آپ کو دو بیٹے امام حسنؑ اور امام حسینؑ عنایت فرمائے۔ ان کے علاوہ دو بیٹیاں حضرت زینبؑ اور حضرت ام کلثومؑ بھی آپ کے یہاں پیدا ہوئیں۔

تیسرے بیٹے جناب محسنؑ ماں کے پیٹ میں شہید ہوئے۔

رسولؐ کریم ان چاروں بچوں کو جان سے زیادہ چاہتے تھے۔

اس کے باوجود کہ پیغمبر اسلامؐ نے تبلیغ اسلام کے آغاز کے ہر موقع پر حضرت علیؑ کے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا تھا پھر بھی لوگوں نے آپ کو رسولؐ کا جانشین نہ مانا۔

آپ اس دوران حکم رسولؐ کے مطابق خاموشی اختیار کر کے مسلمانوں میں تبلیغ و ہدایت فرماتے رہے۔ آپ اس دوران قرآن کریم کی جمع آوری جیسے کاموں میں مشغول رہے۔ غریبوں کی مدد، غلاموں کو آزاد کرنا، زراعت اور شجرکاری، کنویں کھودنا، مساجد تیار کرنا، جائداد تیار کر کے وقف کرنا اس طرح کہ خلق خدا سے جڑے خدمات آپ کا مشغلہ تھے۔

جب اسلام پر وقت آتا تو آپ خلفاء کو حسب ضرورت مشورہ بھی دیتے

۳۵ ہجری میں آپ کو تمام مسلمانوں نے اپنا حاکم چن لیا اس زمانہ میں آپ کو تین بڑی لڑائیاں لڑنا پڑیں۔ جو جمل، صفین اور نہروان کے ناموں سے مشہور ہیں۔

۱۹ رمضان ۴۰ ہجری میں آپ کو عین اس وقت جب کہ آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے سجدہ کی حالت میں عبد الرحمان بن ملجم نے تلوار سے زخمی کیا اور ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو آپ کی شہادت ہوئی۔

حضرت علی علیہ السلام علم و معرفت کا سمندر، بہادر، سورما، سخی اور سب سے بڑے عبادت گذار تھے۔ غریبوں کے مونس و ہمدرد تھے۔ خود فاقہ کر کے بھی دوسروں کا پیٹ بھرنا ضروری سمجھتے تھے۔

جس زمانے میں آپ ساری اسلامی دنیا کے بادشاہ تھے اس وقت بھی آپ پیوند لگے کپڑے پہنتے اور روکھی سوکھی غذا پر قناعت کرتے۔ آپ کی زندگی سادگی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ اپنی روزی کے لئے آپ باغوں میں مزدوری کرنے سے بھی نہیں

ہچکچاتے تھے۔ اوراس طرح جوتھوڑی بہت آمدنی آپ کو ہوجاتی اسے بھی اللہ کی راہ اور مسلمانوں کی خدمت میں خرچ کر دیتے تھے۔

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلے اور بلا فصل خلیفہ و جانشین ہیں

اللہ کی نگاہ میں آپ کا بڑا مرتبہ ہے۔ قیامت کے دن آپ جنّت اور جہنم تقسیم کرنے والے ہوں گے۔ آپ ہی حوض کوثر کے ساقی ہوں گے آپ کے دوست جنّت میں جائیں گے اور آپ کے دشمن جنّت کی بو بھی نہیں سونگھ سکیں گے۔

نحو، کلام، فقہ و تفسیر جیسے بہت سے اسلامی علوم کا سلسلہ آپؑ پر تمام ہوتا ہے۔ اسلامی دنیا میں قرآن مجید کے بعد سب سے عظیم کتاب نہج البلاغہ ہے جسے اخ القرآن ''قرآن کا بھائی'' بھی کہا جاتا ہے۔

یہ حضرت علی علیہ السلام کے خطبوں، خطوط اور ارشادات کا مجموعہ ہے۔

امیر المومنینؑ رسول خداؐ کی آغوش میں پلے بڑھے تھے۔ آپ نے خود فرمایا ہے کہ میں رسولؐ کے پیچھے ویسے چلتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے چلتا ہے۔ آپؑ ہی کا ارشاد ہے کہ ''ذَقَّنِيْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ذَقّاً ذَقّاً'' رسولؐ اللہ نے مجھے علم اس طرح سے سکھایا ہے جیسے چڑیا اپنے بچے کو دانہ بھراتی ہے۔

رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا ''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ''

امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے: رسول اسلامؐ نے مجھے علم کے ہزار چیپٹر سکھائے اور میں نے ہر چیپٹر سے ہزار چیپٹر نکالے۔

علم و عمل، تقویٰ و پرہیزگاری، اخلاق و سیرت میں آپ سے زیادہ رسول اسلامؐ سے مشابہ نہ تھا

عزیزوں کے کام آنے والے، ہر ایک کے ساتھ انصاف کرنے والے، راتوں کو مصلے پر گذار کر دن میں مزدوری کرنے والے، منبر پر علم بانٹ کر میدان میں شمشیر کے ہنر دکھانے والے۔ غرضکہ ہر کمال میں بے مثال بعد رسولؐ بس آپ

کی ذات ہے۔

اللہ کی نگاہوں میں آپ کا مرتبہ اس لئے ہے کہ آپ جئے تو اللہ کے لئے اور شہید ہوئے تو اللہ کے لئے۔ آپ نے محبت کی تو اللہ کے لئے اور جنگ کی تو اللہ کے لئے۔ اللہ نے اس کا یہ بدلہ دیا کہ دنیا میں آپ ایمان والوں کے سردار قرار پائے اور آخرت کے انعام میں کیا کہنا! جنّت آپ کی بلکہ آپ کے غلاموں کی ملکیت ہوگی۔

یہ ہے اللہ کے دربار میں مجسّم اسلام وایمان کی شان اور اسلام کے لئے اس کی خدمت کا بدلہ۔!

اللہ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنے مولیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کریں

معنی بتاؤ: ◆ پیوند، مجّسم، توفیق، ہجرت، احزاب، جمل، صفین، نہروان، عربسان، جوکھم، قناعت، ساقی، اخ القرآن

جملے بناؤ: ◆ معصوم، جاں نثاری، کمسنی، اعلان، سخی، فاقہ، خطوط، شمشیر، سردار، قناعت

سوالات

۱ حضرت علیؑ کی ولادت کے وقت عربستان کی حالت کیا تھی؟

۲ ہجرت کی رات کیا واقعہ پیش آیا؟

۳ مسلمانوں نے کب حضرت علیؑ کو اپنا حاکم بنایا؟

۴ حضرت علیؑ کا رسولؐ خدا سے کیا رشتہ ہے؟

۵ اللہ کی نگاہ میں حضرت علیؑ کا مرتبہ کیوں ہے؟

گیارہواں سبق

۱۱

حبِ حیدرؑ ہی معیارِ ایمان ہے

ہر بلندی خِرَد اور کمالات کی — ہے نبیؐ کیلئے یا علیؑ کے لئے
چُن لیا اس لئے میں نے بابِ علیؑ — اپنے افکار کی برتری کے لئے

▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪

حکم تو مل گیا بندگی کا مگر — بندگی جس کی تھی تھا بعیدِ نظر
خانۂ حق کی دیوار نے ٹوٹ کر — اِک وسیلہ دیا بندگی کے لئے

▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪

حُبِّ حیدرؑ ہی معیارِ ایمان ہے — بہرِ تصدیق بُوذرؓ ہے سلمانؓ ہے
سب سے بڑھ کر محمدؐ کا فرمان ہے — اور کیا چاہیئے آگہی کے لئے

▪ ▪ ▪ ▪ ▪ ▪

میرے مولاؑ کے قبضہ میں لَوح وقلم — میرے مولاؑ مدارِ وجود و عدم
میرے مولاؑ کے دوشِ نبیؐ پر قدم — حوصلہ چاہیئے ہمسری کے لئے

میری بالیں پہ بھی ہوگا نورِ علیؑ
میرے مرقد میں بھی ہوگا نورِ علیؑ
تم نے حیدرؑ سے کیوں دشمنی مول لی
اب ترستے رہو روشنی کے لئے

آپ سجدوں پہ سجدے کئے جایئے
آپ قرآن دھو کے پیئے جایئے
جو بھی آئے سمجھ میں کئے جایئے
شرط کچھ اور ہے بندگی کے لئے

وہ علیؑ جو دوعالم کا مختار ہے
وہ علیؑ جو مشیت کی تلوار ہے
اس کو منظور اُمت کا ہر وار ہے
صرف اسلام کی زندگی کے لئے

☆☆☆☆☆

مشق

معنی بتاؤ: خرد | باب | افکار | برتری | بعید | خانہ | وسیلہ | حُب | معیار | تصدیق

جملے بناؤ: آگہی | لوح | وجود | مدار | دوش | بالیں | مرقد | مشیت | ہمسری

سوالات

۱ مدارِ وجود وعدم سے کیا مراد ہے؟

۲ امت کا ہر وار کسے منظور ہے اور کیوں؟

۳ معیار ایمان کیا ہے؟

بارھواں سبق

۱۲

حضرت فاطمہ زہراؑ

- **اسم مبارک:** حضرت فاطمہؑ
- **کنیت:** ام ابیہا، ام الائمہ
- **القاب:** ◂ زہرا (تابناک) ◂ صدیقہ (بہت زیادہ سچی) ◂ طاہرہ (پاک وپاکیزہ) ◂ راضیہ (خدا سے راضی) ◂ مرضیہ (جس سے اللہ راضی ہو) ◂ بتول (صاحب عصمت وعفت)
- **والد کا نام:** حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- **والدہ کا نام:** حضرت خدیجہؑ بنت خویلد
- **شوہر کا نام:** حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام
- **عمر مبارک:** ۱۸ سال
- **ولادت:** ۲۰/ جمادی الثانیہ ۵ بعثت
- **شہادت:** ۳/ جمادی الثانیہ ۱۱ھ
- **مقام ولادت:** مکہ مکرمہ
- **مقام شہادت:** مدینۂ منورہ
- **مزار قدس:** جنت البقیع (مدینۂ منورہ)
- **اولاد:** امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، حضرت زینبؑ، حضرت ام کلثومؑ اور جناب محسنؑ

اسلام کی شہزادی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام بعثت کے پانچویں سال یعنی ہجری سنہ شروع ہونے سے ۸ سال پہلے ۲۰/ جمادی الثانیہ کو پیدا ہوئیں اسی سال خانۂ کعبہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔

۷ بعثت میں اللہ کے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب ان کے چاہنے والے اور خاص ہمدردوں کے ساتھ شعب ابی طالب میں کفّار مکہ نے قید کیا تو اپنی ماں حضرت خدیجہؑ کی گود میں دوسال کی ننھی سی جان فاطمہ زہراؑ بھی ماں

باپ کے ساتھ قید کی سختیاں جھیلنے کے لئے گئیں۔

۹ بعثت میں جب قید سخت سے رہائی ہوئی تو چند ہفتوں کے بعد آپ کی والدہ حضرت خدیجہؑ کا انتقال ہوگیا۔ اور اب باپ کی شفقت کے علاوہ ماں کی محبت بھی حضرت فاطمہؑ کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی تھی۔

آپ بیٹی تھیں مگر اپنے بابا سے اتنی محبت کرتی تھیں کہ رسول اسلامؐ نے آپ کو ''ام ابیھا'' اپنے باپ کی ماں کہا۔

اللہ کے محبوب رسولؐ کفّار مکہ کے ہاتھوں زخمی ہو کر جب گھر میں آتے تو چاہنے والی بیٹی زخمی باپ کو دیکھ کر رو پڑتی اور زخموں سے خون کو صاف کر کے مرہم پٹی کرتی۔ کئی مرتبہ حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے شفیق باپ کی گردن سے کفار کے پھینکے ہوئے اوجھڑیوں کے پھندے کھولے اور آپ کے اوپر سے اونٹوں کی غلاظت کو دور کیا۔

اللہ کے پیارے رسولؐ نے جب ہجرت فرمائی تو اپنی پیاری بیٹی فاطمہؑ کو ساتھ نہ لے جا سکے بلکہ آپ فاطمہ بنت اسد اور دوسری بیبیوں کے ساتھ حضرت علیؑ کے ہمراہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو قبا میں بیٹی نے شفیق باپ سے ملاقات کی۔

مدینہ پہنچ کر اللہ کے محبوب رسولؐ نے اپنی پیاری اور اکلوتی بیٹی کی شادی خدا کے حکم سے اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؑ سے کردی۔ شادی اس سادگی سے ہوئی جو اسلام کے شایان شان تھی۔ جہیز میں مٹی کے برتن۔ آٹا پیسنے کی چکّی اور لیف خرما کے گدّے اور تکیے دیئے گئے۔ مالک کائنات کی اکلوتی بیٹی کا کل یہی جہیز تھا۔ جو حضرت علیؑ کی دی ہوئی مہر کی رقم سے مہیا کیا گیا تھا۔

- دنیا کے مشکل کشا سے جب رسول اسلامؐ نے دریافت کیا تھا کہ تم نے فاطمہؑ کو کیسا پایا؟

تو آپ نے فرمایا تھا: ''نِعْمَ الْعَوْنِ عَلٰی عِبَادَةِ اللهِ'' عبادت خدا میں بہترین مددگار پایا۔

آپ حضرت علیؑ کے ساتھ ہمیشہ محبت سے پیش آتی تھیں۔ اسی لئے جب حضرت علیؑ کو پکارنا ہوتا تھا تو ان کا نام نہیں لیتی تھیں ان کی کنیت ابا الحسن سے پکارتی تھیں۔

نجران کے عیسائیوں کے مقابلے میں خدا کے رسولؐ جب مباہلہ کے لئے تشریف لے گئے تو خدا کے حکم سے اپنی چہیتی اور اکلوتی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا ؑ کو بھی لے گئے تھے۔

- آیۂ تطہیر آپ ہی کے گھر میں اس وقت اتری جب پنجتن آپ ہی کی چادر میں جمع تھے۔
- آپ کی پانچ اولادیں ہوئیں۔
- حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ آپ کے دونوں فرزند امام ہوئے۔
- جناب زینبؑ جناب اُمّ کلثومؑ آپ کی بیٹیاں تھیں جنھوں نے واقعہ کربلا میں بڑے بڑے کام کئے۔

تسبیحات حضرت زہراؑ، مصحف فاطمہؑ اور خطبہ فدکیہ آپ کی معنوی میراث کا حصہ ہیں۔ آپ سے فرشتے باتیں کرتے تھے اس لئے آپ کا ایک لقب محدثہ بھی ہے۔

آپ کے پاس فرشتوں سے ملا ہوا دین کی باتوں اور غیب کی خبروں کا ایک ذخیرہ تھا جسے حضرت امام علیؑ نے تحریری شکل دیکر جمع کر دیا تھا جو مصحف فاطمہؑ کہا جاتا ہے۔ روایات کے مطابق مصحف فاطمہؑ ائمہؑ سے منتقل ہوتے ہوئے اس وقت امام زمانہؑ کے پاس ہے۔

حضرت فاطمہؑ کی زندگی کے آخری مہینوں میں کسی نے بھی حضرت فاطمہ زہراؑ کے لبوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ آپ کو تلخ اور ناگوار حادثات کا سامنا کرنا پڑا جن میں سرفہرست پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد حضرت علیؑ سے خلافت کا چھین لیا جانا اور باغ فدک کا غصب کر لیا جانا شامل ہیں۔

اس عرصے میں

حضرت فاطمہؑ حضرت علیؑ کے ساتھ ان کے مخالفین کے سامنے امامت وولایت کے حق میں دیوار بن کر کھڑی ہوگئیں۔

جس کی وجہ سے آپ مخالفین کے ظلم وجبر کا نشانہ بنیں اور آپ کے دروازے پر لکڑیاں جمع کر کے دروازے کو آگ لگا دینا اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

آپ کے ایک بیٹے جناب محسنؑ اسی موقع پر شکم مادر میں شہید ہوئے۔

پیغمبر اکرمؐ کی رحلت کے بعد پیش آنے والے ناخوشگوار واقعات میں جسمانی اور روحانی دونوں اعتبار سے مجروح ہونے اور کچھ مدت تک بیمار رہنے کے بعد آخر کار آپ ۱۱ھ کو اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

آپ کا یہ قول بہت مشہور ہے کہ

''عورت کے لئے سب سے اچھی چیز یہ ہے کہ نہ وہ کسی نامحرم کو دیکھے نہ کوئی نامحرم اسے دیکھے۔''

آپ کے ارشادات میں سے ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ:

"تمہاری دنیا میں میری پسندیدہ چیزیں تین ہیں"

- تلاوت قرآن
- رسولؐ خدا کے چہرے کی زیارت
- خدا کی راہ میں انفاق اور خیرات کرنا۔

"خداوند عالم نے ایمان کو شرک سے پاکیزگی کے لئے واجب کیا اور عدل و انصاف کو دلوں کے سکون کے لئے"

مشق

معنی بتاؤ: شعب، شفقت، مباہلہ، قبا، لیف، نجران، جہیز، بعثت، ہمراہ، مہر، مصحف، شفیق، بنوخرما، محدثہ، عرصہ، انفاق

جملے بناؤ: تعمیر، ننھی سی جان، شفیق، مہیا، چہیتی، میراث، مصحف، ناخوشگوار، رخصت

سوالات

۱ اسلام کی شہزادی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کب اور کہاں پیدا ہوئیں؟

۲ حضرت زہرا کی مادر گرامی کون تھیں، ان کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

۳ اللہ کے محبوب رسولؐ نے حضرت زہراؑ کی شادی کب، کہاں اور کس کے ساتھ کی؟

۴ حضرت زہراؑ کی معنوی میراث کن چیزوں کو کہا گیا ہے؟

۵ حضرت زہراؑ کی وفات کب اور کن حالات میں ہوئی؟

تیرہواں سبق

۱۳

مادرِ ائمہ

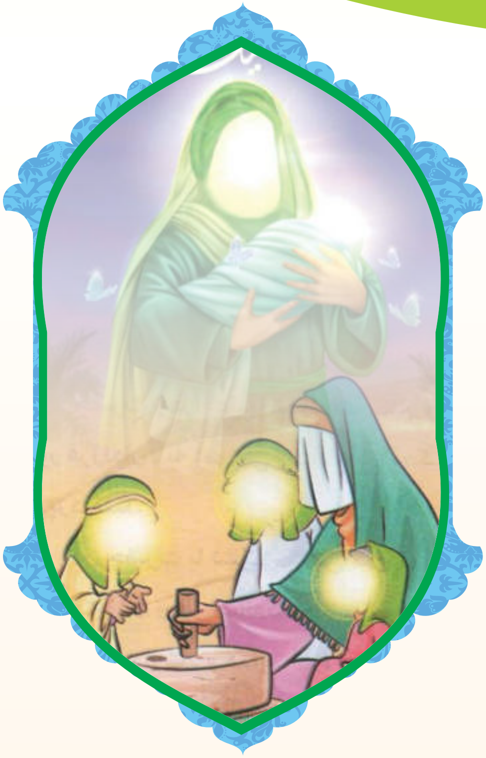

نبیؐ کی بیٹی، علیؑ کی زوجہ ، کنیزِ حق ، مادرِ ائمہ
جہاں میں کوئی نہ ایسی بیٹی، نہ ایسی مادر، نہ ایسی زوجہ

کئے ہیں دُنیا میں کام جیسے، خدا نے بخشے ہیں نام ویسے
بَتُول ، صِدِّیقہ ، زَہرا ، عَذرا ، مُحدِّثہ ، طاہِرہ ، ذَکیِّہ

لباس سادہ ، مکان سادہ ، مزاج دینی ، کلام شیریں
زباں پہ تسبیح، ہے لب پہ قرآں ، زمیں پہ بستر، خدا پہ تکیہ

نماز کی شان اللہ اللہ ، ہے دیں کی جان اللہ اللہ
زمیں پہ محوِ نمازِ زہراؑ ، فلک پہ نُورِ جبیں کا جلوہ

یہ بستیاں سب ہیں فاطمہؑ کی،نجف، خراسان،مکہ،خضرا
دمشق،سامرہ ، کربلا، قم،مدینہ و کاظمین و کوفہ

انہی کے ایثار اور کرم کے، بشر بھی شاہد، ملک بھی شاہد
نبیؐ بھی شاہد، خدا بھی شاہد، گواہ ہے ہل اتیٰ کا سورہ

جہادِ شبیرؑ ، صُلحِ شبرؑ ،وقارِ کلثومؑ ، عزمِ زینبؑ
ہر ایک کردار بے بدل ہے، ہر اک میں ہے فاطمہؑ کا جلوہ

سبق زمانے کی عورتوں نے ، حیا و غیرت کا ان سے سیکھا
اِنہی کا احسان ہے کہ اب تک ، جہان میں ہے رواجِ پردہ

مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے ، مگر تھا حکم خدا زباں پر
ہنسی خوشی زندگی بسر کی، لبوں پہ آیا کبھی نہ شکوہ

کبھی کوئی خالی ہاتھ پلٹا نہ دُخترِ مصطفیٰؐ کے در سے
ہر ایک سائل کی جھولی بھردی، گزر گیا اپنے گھر میں فاقہ

یہ مالکہ ہیں وہ خادمہ ہیں مگر شرف ہے یہ تربیت کا
کہ شاہزادی کے نام کے ساتھ لے رہا ہوں میں نامِ فضہؒ
کنیز ہے یہ مگر اسی سے، حدیث و قرآں کی بات پوچھو
یہ فیضِ تعلیمِ فاطمہؑ ہے، کہ خاک سے بن گئی ہے فضہؒ

مشق

معنی بتاؤ: ◆ ا مادرِ ائمہ ا زوجہ ا بتول ا صدیقہ ا زہرا ا عذرا ا محدثہ ا طاہرہ ا بسر کرنا ا حلوہ ا ذکیہ ا شیریں ا تکیہ ا محو
جبیں ا خضراء ا ہل اتی ا فضہؒ ا فیض ا وقار ا عزم

جملے بناؤ: ◆ کلام ا ایثار ا ملک ا حیا ا مالکہ ا خادمہ

سوالات

ا مادرِ ائمہ کس کا لقب ہے؟

۲ فضہؒ کون تھیں؟

۳ اس شعر کا مطلب بتاؤ: سبق زمانے کی عورتوں نے، حیا و غیرت کا ان سے سیکھا
اِنہی کا احسان ہے کہ اب تک، جہان میں ہے رواجِ پردہ

چودھواں سبق

۱۴

امام حسنؑ علیہ السلام

- **اسم مبارک:** حضرت حسنؑ
- **کنیت:** ابومحمد
- **القاب:** سید (سردار)، تقی (تقوی الٰہی رکھنے والا)، طیب (پاکیزہ)، ذکی (ذہین)، سبط (فرزند)
- **والد کا نام:** حضرت علی علیہ السلام
- **والدہ کا نام:** حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
- **ازواج:** ام بشیر، خولہ، ام اسحاق، حفصہ، ہند، جعدہ
- **عمر مبارک:** ۴۸ سال
- **ولادت:** ۱۵ رمضان ۳ھ
- **شہادت:** ۲۸ صفر ۵۰ھ
- **مدت امامت:** ۱۰ سال (۴۰ تا ۵۰ھ)
- **مقام ولادت:** مدینۂ منورہ
- **مقام شہادت:** مدینۂ منورہ
- **مزار قدس:** جنت البقیع (مدینۂ منورہ)
- **اولاد:** زید، ام الحسن، ام الحسین، حسن، عمرو، قاسم، عبداللہ......

امام حسن علیہ السلام ہمارے دوسرے امام ہیں۔ آپ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے نواسے تھے اور نبی کریمؐ آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ اللہ کی نگاہ میں آپ کا بڑا رتبہ ہے۔

آپ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان قرابتداروں میں ہیں جن کی محبت خود اللہ نے تمام مسلمانوں پر واجب کی ہے۔

- آپ سر سے سینہ تک بالکل رسول اللہؐ کی تصویر تھے۔
- آپ حضرت علیؑ وحضرت زہراؑ کے پہلے فرزند اور پیغمبر اکرمؐ کے بڑے نواسے ہیں۔
- آپ کا نام حسن پیغمبر اکرمؐ نے حکم خدا سے رکھا تھا۔
- آپ نے اپنی عمر کے ۸ سال اپنے نانا رسول خداؐ کے ساتھ گزارے، بیعت رضوان اور نجران کے عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ میں اپنے نانا کے ساتھ شریک ہوئے۔

آپ بڑے صابر اور بردبار تھے۔ اگر کوئی دشمن آپ کے منھ پر بھی آپ کو برا کہتا تب بھی آپ خاموش رہتے۔ یہی نہیں بلکہ اسکے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، احسان فرماتے اور اس طرح محض اپنے اخلاق سے اس کا دل جیت لیتے تھے۔

حضرت علیؑ کی خلافت کے دوران انکے ساتھ آپ کوفہ تشریف لائے اور جنگ جمل و جنگ صفین میں اسلامی فوج کے سپہ سالاروں میں سے تھے۔

۲۱/ رمضان ۴۰ھ کو حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ نے امامت کی ذمہ داریاں سنبھالیں اور خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔

۴۰/ ہزار سے زیادہ لوگوں نے آپ کی بیعت کی۔ معاویہ نے آپ کی خلافت کو قبول نہیں کیا اور شام سے لشکر لے کر عراق کی طرف روانہ ہوا۔

امام حسنؑ نے عبید اللہ بن عباس کی سربراہی میں ایک لشکر معاویہ کی طرف بھیجا اور آپؑ خود ایک رسالہ کے ساتھ معاویہ سے مقابلہ کے لئے ساباط کی طرف روانہ ہوئے۔ حالات کو دیکھ کر معاویہ نے آپ سے صلح کرنے کی پیشکش کی۔ امام حسنؑ نے وقت کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے اور خلافت کو معاویہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ معاویہ قرآن وسنت پر عمل پیرا ہوگا، اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کرے گا اور تمام لوگوں خاص کر

شیعیان علیؑ کو امن کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرے گا۔لیکن بعد میں معاویہ نے مذکورہ شرائط میں سے کسی ایک پر بھی عمل نہیں کیا۔

صلح کے بعد آپ سنہ ۴۱ھ میں مدینہ واپس آگئے اور زندگی کے آخری ایام تک یہیں پر مقیم رہے

اسلام کے دشمنوں نے چاہا تھا کہ اسلام کو مٹا دیں، اللہ کی زمین سے اللہ کا نام مٹ جائے آپ نے ایک محافظ کی حیثیت سے محض اسلام کو بچانے کے لئے اتنی بڑی بادشاہت کو ٹھوکر ماردی اور اسلام کی تبلیغ کا کام سنبھال لیا۔

آپ نے دولت،حکومت اور خزانہ سب کو چھوڑ دیا۔تاکہ اسلام کو بچالیں اور آپ کی اس عظیم قربانی کا یہ نتیجہ نکلا کہ دشمن مجبور ہوگئے اسلام باقی رہا اور آج اللہ کا سچا اور اچھا دین دنیا میں موجود ہے۔

آپ بڑے بہادر تھے۔ایک مرتبہ صفین کی لڑائی میں آپ نے دشمنوں پر حملہ کیا۔دشمن کے پاس ایک لاکھ سے زیادہ سپاہی موجود تھے۔لیکن آپ ذرا بھی نہیں ڈرے۔اور ایسا سخت حملہ کیا کہ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔اور آپ اصل دشمن کے خیمہ تک پہونچ گئے۔بڑے بڑے بہادروں نے اس موقع پر آپ کی بہادری کا لوہا مان لیا۔

آپ بڑے سخی تھے۔کئی مرتبہ آپ نے اپنا سارا سامان اللہ کی راہ میں تقسیم کردیا۔آپ کا دروازہ ہمیشہ غریبوں کے لئے کھلا رہتا تھا جو آتا مالا مال ہوکر جاتا۔دن بھر غریبوں اور مسافروں کو کھانا کھلانے کا سلسلہ جاری رہتا۔آپ کے در سے کوئی محروم نہیں پلٹتا تھا۔

آپ بہت عبادت گذار تھے۔وضو کرتے تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا،نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو پیر کانپنے لگتے۔

آپ نے پچیس حج پا پیادہ کئے جب کہ سواری موجود تھی

آپ نے اللہ اور اسلام کے لئے یہی نہیں کہ اپنی بادشاہت چھوڑ دی بلکہ اللہ کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کردی۔ چنانچہ آپ کو کئی بار زہر دیا گیا۔ آخری بار آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث سے

آپ کو زہر دلوایا گیا جس سے آپ شہید ہو گئے۔

امام حسن علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ ایک سچے مسلمان کو نہ جان پیاری ہوتی ہے اور نہ مال۔ اسے تو بس اللہ اور اسلام سے پیار ہوتا ہے اور وہ اللہ کا نام اونچا رکھنے اور اسلام کو زندہ رکھنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر سکتا ہے۔ اللہ نے بھی آپ کی اس قربانی کی پوری قدر کی۔ آپ نے اللہ کے لئے دنیا کی بادشاہت چھوڑ دی۔ اللہ نے آپ کو جنت کی بادشاہت عنایت کر دی آپ نے اللہ کی محبت میں اپنی جان قربان کر دی۔ اللہ نے آپ کی محبت کو ایمان کا جزو قرار دے دیا۔ یہ ہے اللہ کے دربار سے ایک حقیقی محافظ اسلام کا صلہ۔

مدینہ میں ایک قبرستان ہے جسے جنت البقیع کہتے ہیں۔ آپ کی قبر اسی قبرستان میں ہے۔ یہیں آپ کی والدہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی قبر بھی ہے۔

سچے مسلمان مدینہ جاتے ہیں تو رسولؐ اللہ کے مزار کی زیارت کے بعد آپ کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

مشق

معنی بتاؤ: صابر، احسان، عظیم، پاپیادہ، صلہ، مزار، محافظ، صفین، رسالہ، فیصلہ، تقاضوں، بھگدڑ، مالا مال

جملہ بناؤ: قرابتداروں، بردبار، محض، سربراہی، بھگدڑ، مباہلہ، اونچا، عنایت، جزو

سوالات

۱ امام حسنؑ کا رسولؐ خدا، حضرت علیؑ اور حضرت زہراؑ سے کیا رشتہ ہے؟

۲ امام حسنؑ نے اپنے نانا کے ساتھ کتنا عرصہ گذارا اور کہاں کہاں شریک رہے؟

۳ امام حسنؑ کی معاویہ سے صلح کب اور کیسے ہوئی؟

۴ امام حسنؑ نے سچے مسلمان کے لئے کیا نمونہ پیش کیا اور کیسے؟

پندرہواں سبق

۱۵

صلح حسنؑ

صلح ، خوشبوئے محبت ہے گلستاں کے لئے　　روحِ تہذیب ہے اس عالمِ امکاں کے لئے
صلح، اللہ کی رحمت ہے ہر انساں کے لئے　　صلح ، معیارِ شَجاعت ہے مسلماں کے لئے

کارِ فرّار نہیں یہ بھی ہے کرار کا کام
اہلِ حق صلح سے لے لیتے ہیں تلوار کا کام

صلح ، شبنم ہی نہیں برقِ شرربار بھی ہے　　صبر خاموش بھی ہے ، جرأتِ انکار بھی ہے
خنکیٔ بزم بھی ہے، گرمیٔ پیکار بھی ہے　　صلح ،ایماں کے لئے فتح کا معیار بھی ہے

جب کمیں گاہوں سے ناوک فِگنی ہوتی ہے
پردۂ صلح میں خیبر شکنی ہوتی ہے

صلح ، آئینۂ اخلاق و وفا ہے یارو
صلح ، اسلام کے چہرے کی ضیا ہے یارو
صلح، بھی جرأت وہمت کی ادا ہے یارو
صلح ، بھی کفر سے اک طرزِ وغا ہے یارو
صلح ، کب زورِ الٰہی کی طلب گار نہیں
فرق اتنا ہے کہ اس تیغ میں جھنکار نہیں

سبطِ اَکبر ترا اندازِ وَغا، کیا کہنا
زندہ باد اے حسنؑ سبز قبا، کیا کہنا
زورِ بازوئے شہِ عُقدہ کُشَا، کیا کہنا
اِس خموشی پہ ہر اندازِ فِدا، کیا کہنا
زلزلے آنے لگے بزمِ جفا کوشی میں
کربلا بول رہی تھی تِری خاموشی میں

تو نے بتلایا کہ دولت نہیں حق کا مقصود
منحصر صرف حکومت پہ نہیں دیں کا وجود
کثرتِ فوج سے ہوتی نہیں ایماں کی نمُود
مال اور زَر کو سمجھتے ہیں جو اپنا معبود
تخت اور تاج ہیں اُن اہلِ سیاست کے لئے
بوریا کافی ہے ناناؑ کی خلافت کے لئے

صلح، ٹھوکر ہے منافق کی سیاست کے لئے
صلح، اِک ضرب ہے باطل کی حکومت کے لئے
صلح، آئینہ ہے ہر چشمِ بصیرت کے لئے
صلح، ہوتی ہے مَشِیَّت کی ضرورت کے لئے

کفر و اسلام کی پہچان نہیں ہے تجھ کو
مُعترِض! صلح کا عرفان نہیں ہے تجھ کو

☆☆☆☆☆

مشق

معنی بتاؤ: ضرب ۔ فرار ۔ شرربار ۔ پیکار ۔ کمیں گاہ ۔ ناوک فگنی ۔ ضیاء ۔ وغا ۔ سبزقبا ۔ نمود ۔ عقدہ کشا ۔ چشم ۔ بصیرت ۔ معترض ۔ عرفان ۔ خنکی ۔ سبط ۔ روح ۔ تیغ ۔ سبطِ اکبر

جملے بناؤ: گلستاں ۔ تہذیب ۔ برق ۔ جرأت ۔ خنکی ۔ فتح ۔ تیغ ۔ چشم ۔ ناوک فگنی ۔ شرربار

سوالات

۱ صلح کا کیا مطلب ہے؟

۲ شاعر نے صلح کی تعریف میں کن چیزوں کا ذکر کیا ہے؟

۳ سبطِ اکبرؑ کون ہیں اور ان کا اندازِ وغا کیا تھا؟

۴ آخری بند کا مطلب اپنے الفاظ میں بتائیے۔

سولھواں سبق

۱۶

امام حُسین علیہ السلام

- اسم مبارک: حضرت حسینؑ
- کنیت: ابوعبداللہ
- القاب: ذکی (ذہین)، سید الشہداء (شہیدوں کے سردار)
- والد کا نام: حضرت علی علیہ السلام
- والدہ کا نام: حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
- ازواج: رباب، لیلیٰ، ام اسحاق، شہربانو
- عمر مبارک: ۵۷ سال
- ولادت: ۳؍شعبان ۴ھ
- شہادت: ۱۰؍محرم ۶۱ھ
- مدت امامت: تقریباً ۱۰ سال (۵۰ھ کے آغاز سے ۶۱ھ تک)
- مقام ولادت: مدینہ منورہ
- مقام شہادت: کربلائے معلّٰی
- مزار قدس: کربلائے معلّٰی
- اولاد: حضرت زین العابدین علیہ السلام، حضرت علی اکبرؑ، جعفر، علی اصغر، سکینہ، فاطمہ

امام حسین علیہ السلام ہمارے پاک نبیؐ کے نواسے اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزند تھے۔ آپ امام حسن علیہ السلام کے چھوٹے بھائی تھے آپ بھی امام حسن علیہ السلام کی طرح جنت کے سردار اور مسلمانوں کے امیر ہیں۔

- آپ کے جسم کا سینہ کے نیچے سے پیروں تک کا حصہ رسولؐ کے جسم سے بہت مشابہ تھا۔
- نانا رسولؐ اللہ اپنے دونوں نواسوں سے بے حد محبت کرتے تھے۔ یہ محبت اتنی زیادہ تھی کہ کبھی خطبہ دیتے وقت اگر یہ

مسجد میں آ گئے اور پیر دامن میں الجھا تو آپ نے خطبے کو ادھورا چھوڑ کر منبر سے اتر کر انہیں اپنی گود میں لے لیا۔

- پیغمبر خداؐ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ان دونوں کی محبت نے مجھے دوسرے کی محبت سے بے نیاز کیا ہے۔''

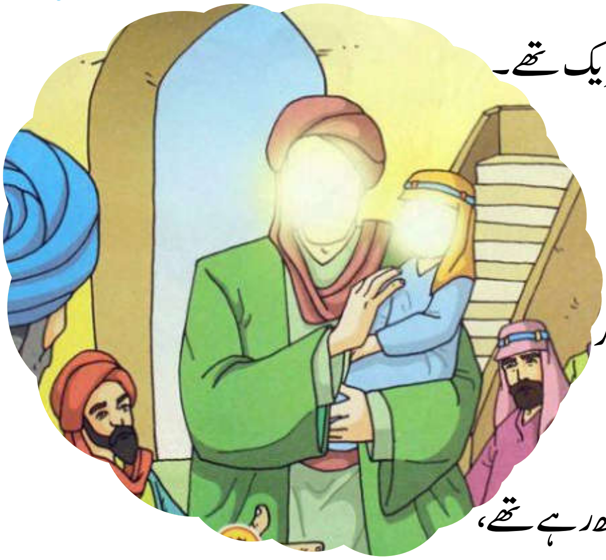

- امام حسینؑ باقی اصحاب کساء کے ساتھ واقعہ مباہلہ میں شریک تھے۔
- پیغمبرؐ کی رحلت کے وقت آپ کی عمر ۷ سال تھی۔
- آپ غریب اور مفلس لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے، ان کی دعوت کو قبول کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے اور انہیں اپنے گھر دعوت پر بلاتے تھے۔

ایک دن کسی فقیر نے آپ سے مدد مانگی جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے نماز کو مختصر کر دیا اور جو کچھ آپ کے پاس تھا اسے دے دیا۔

آپ غلاموں اور کنیزوں کو اچھے کردار کی وجہ سے آزاد کرتے تھے

کہا جاتا ہے معاویہ نے ایک کنیز کو بہت سارے مال اور لباس فاخرہ کے ساتھ آپ کے پاس بطور ہدیہ بھیجا تو آپ نے آخرت سے جڑی سات آیات کی تلاوت اور ساتھ میں دنیا و موت کے بارے میں بعض اشعار پڑھنے پر اسے ازاد کر دیا اور وہ سارا مال جو معاویہ نے اس کے ساتھ بھیجا تھا وہ بھی اسے بخش دیا۔

- ایک دن کسی کنیز نے آپ کو پھول دیئے تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

کسی نے کہا کہ صرف چند پھولوں کی وجہ سے آپ نے ایک کنیز کو آزاد کر دیا؟

تو آپ نے آیۂ شریفہ وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ''یعنی جب تمہیں تحفہ (سلام) دیا جائے تو اس سے بہتر یا اتنا ہی واپس کر دو،، کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالی نے ہمیں اس طرح کا ادب سکھایا ہے۔

امام حسینؑ بہت سخی تھے اور سخاوت سے پہچانے جاتے تھے۔ اور جب اللہ کی راہ میں کچھ عطا کرتے تھے تو اس میں

بھی اپنے بھائی کے احترام کی خاطران سے کچھ کم دیتے تھے۔ساتھ میں آپ بہت عبادت گذار بھی تھے۔تاریخ میں نقل ہوا ہے کہ آپ نے ۲۵ رمرتبہ پیدل حج کیا ہے۔

آپ امیرالمؤمنینؑ کی خلافت کے دور میں ان کے ساتھ تھے اوراس دور کی جنگوں میں شریک رہے۔

امام حسنؑ کی امامت کے دوران آپ اپنے بھائی اورامام کے دست وبازو بنے اور معاویہ سے صلح کے سلسلہ میں امام حسنؑ کا ساتھ دیا۔امام حسنؑ کی شہادت سے معاویہ کے مرنے تک اس عہد پر باقی رہے اورکوفہ کے بعض شیعوں نے جب آپ کو بنی امیہ کے خلاف قیام اورشیعوں کی رہبری سنبھالنے کی درخواست کی تو آپ نے انہیں معاویہ کے مرنے تک صبر کرنے کی تلقین کی۔

آپؑ نے معاویہ کے بعض اقدامات پر سخت اعتراض کیا ہے، بالخصوص حجر بن عدی کے قتل پر معاویہ کوسرزنش آمیز خط لکھا۔اور جب اس نے یزید کو ولی عہد بنایا تو آپ نے یزید کی بیعت سے انکار کیااور یزید کوایک نالائق شخص قرار دیتے ہوئے خلافت کواپنے لئے شایستہ قرار دیا۔

امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں ایک موقع ایسا آ گیا کہ دشمنوں نے اسلام مٹا دینے کی ٹھان لی۔امامؑ اس وقت مدینہ میں تھے۔آپ نے جیسے ہی یہ حالت دیکھی ایک سچے امام کی حیثیت سے یہ فیصلہ کرلیا کہ میں مر جاؤں گا لیکن اسلام کونہیں مرنے دوں گا۔میں خودمٹ جاؤں گا لیکن اللہ کا نام نہیں مٹنے دوں گا۔چنانچہ آپ اپنے بچوں،عزیزوں اوردوستوں کو ساتھ لے کر مدینہ سے عراق کی جانب روانہ ہوگئے۔کربلا میں دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیرلیا۔آپ کے لشکر میں بوڑھے، جوان، اور بچے ملا کر بہتر آدمی تھے۔اوردشمن تیس ہزار تھے لیکن آپ نے ہمت نہیں ہاری اوراسلام کے لئے جان قربان کرنے پر تیار ہوگئے۔

محرم کی چوتھی تاریخ سے آپ پر پانی بند کر دیا گیا

ساتویں تاریخ سے قحط آب ہو گیا۔ بچے پیاس سے بلکنے لگے۔

لیکن

اللہ اور اسلام کی خاطر آپ نے یہ مصیبت بخوشی برداشت کر لی اور دسویں محرم کو کربلا کی سرزمین پر اللہ اور اسلام کے لئے آپ نے انسانی تاریخ کی سب سے بڑی قربانی پیش کر دی۔

آپ کے جاں نثار ساتھی تین دن کے بھوکے پیاسے مسلمان بڑی بہادری کے ساتھ لڑتے ہوئے اسلام پر نثار ہو گئے۔

آپ کے بھائی حضرت عباسؑ کے شانے کٹ گئے۔

آپ کے بھتیجے حضرت قاسمؑ کی لاش پامال کر ڈالی گئی۔

آپ کے جوان فرزند حضرت علی اکبرؑ کا سینہ برچھی سے چھد گیا۔

لیکن آپ نے اللہ کی محبت اور اسلام کی بقا کے لئے یہ سارے مصائب برداشت کئے

آخرکار عصر کے وقت خود آپ کو بھی سجدہ کی حالت میں بھوکا پیاسا ذبح کر ڈالا گیا۔ آپ کا مال واسباب لوٹ لیا گیا۔ آپ کے خیمے جلا دیئے گئے۔ آپ کے گھر کی عورتوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں۔

آپ کے بیمار بیٹے امام زین العابدین علیہ السلام اور عورتوں کو قید کر کے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام لے جایا گیا۔ غرض آپ پر ہر طرح کی مصیبت ٹوٹی لیکن آپ نے اللہ اور اسلام کے لئے سب کچھ برداشت کیا اور آج اگر دنیا میں اسلام زندہ ہے تو یہ آپ کی اسی قربانی کا صدقہ ہے۔

امام حسین علیہ السلام ایسے بہادر تھے کہ تین دن کی بھوک اور پیاس کے باوجود ہزاروں کے لشکر سے اکیلے لڑے

آپ ایسے نمازی تھے کہ آپ کا سر بھی سجدۂ خالق میں تن سے جدا کیا گیا۔ اور اللہ کے ایسے چاہنے والے تھے کہ آپ نے اپنی اور اپنی اولاد کی جانیں بھی اسلام پر قربان کر دیں۔

امام حسین علیہ السلام کربلا جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک ہزار دشمنوں نے آپ کا راستہ روکا۔ یہ دشمن اس وقت پیاسے تھے اور ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ ان ایک ہزار آدمیوں کو پانی پلا دیا بلکہ ان کے گھوڑوں کو بھی سیراب کیا۔ آپ جانتے تھے کہ آگے چل کر پانی نہیں ملے گا اور آپ کو اور آپ کے بچوں تک کو پیاسا رہنا پڑے گا۔

لیکن آپ نے اپنی پیاس قبول کی مگر اپنے دشمنوں کی پیاس بجھا دی یہ تھی وہ سچی انسانیت جس کی تعلیم ہمارے اماموں نے ہمیں دی ہے۔ خود دکھ جھیل کر دوسروں کی مدد کرنا ہی سچی انسانیت ہے۔ اور ہمارے سب امام اسی کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔

اللہ ہمیں بھی اس سچی انسانی ہمدردی کی توفیق عطا فرمائے

معنی بتاؤ: ◆ مشابہ، جاں نثار، سیراب، صدقہ، آخر کار، مصیبت ٹوٹی، بے نیاز، فاخرہ، جاں نثار، مفلس، سرزنش آمیز، تلقین

جملے بناؤ: ◆ امیر، خطبہ، ہدیہ، فاخرہ، عبادت گزار، اعتراض، بہتر، پیاس، مال و اسباب

سوالات

۱ امام حسینؑ کا حضرت رسول خداؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور امام حسنؑ سے رشتہ کیا تھا؟

۲ رسولؐ خدا نے اپنا خطبہ کیوں روک دیا تھا؟

۳ معاویہ نے امام حسینؑ کے پاس کسے بھیجا تھا اور آپؑ نے جواب میں عمل انجام دیا؟

۴ امام حسینؑ نے معاویہ پر کیا اعتراض کئے؟

۵ کربلا میں آپؑ کے ساتھ کیا ہوا؟

سترہواں سبق

۱۷

کربلائے مُعَلّٰی

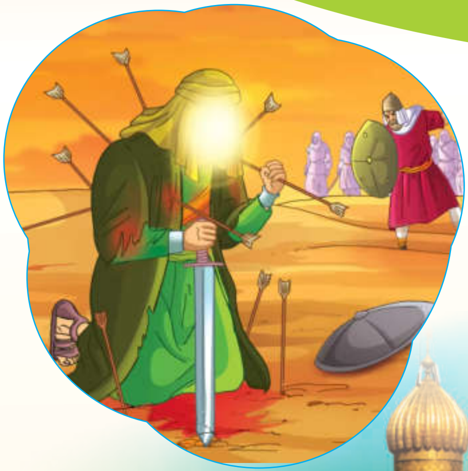

انسان اس حسینؑ کی تعریف کیا کرے
جس کے پدر نے کعبہ کو کعبہ بنا دیا

▪▪▪▪▪▪

بھائی نے جس کے لے کے علم جوشِ جنگ میں
اتنا کیا بلند کہ طوبیٰ بنا دیا

▪▪▪▪▪▪

بچوں نے جس کے معرکۂ کارزار میں
مرنے کو ایک کھیل تماشا بنا دیا

▪▪▪▪▪▪

جس کے سپاہیوں نے کئی دن کی بھوک میں
تیغ وتبر کو منھ کا نوالہ بنا دیا

▪▪▪▪▪▪

خود جس نے دوپہر میں ہمیشہ کے واسطے

جنگل کو کربلائے معلّٰی بنا دیا

معنی بتاؤ: ◆ کربلائے معلّٰی ا پدر ا تعریف ا معرکۂ کارزار ا طوبیٰ ا علم

جملے بناؤ: ◆ دوپہر ا بھوک ا تیغ وتبر ا تعریف ا کربلا

سوالات

١ امام حسینؑ نے جنگل کو کربلائے معلّٰی کیسے بنایا؟

٢ کربلائے معلّٰی کون سی جگہ ہے؟

٣ انسان امام حسینؑ کی تعریف سے کیوں عاجز ہے؟

٤ علم کو طوبیٰ بنا دینے سے کیا مراد ہے؟

٥ اس شعر کا مطلب بتاؤ۔

بچوں نے جس کے معرکۂ کارزار میں

مرنے کو ایک کھیل تماشا بنا دیا

اٹھارہواں سبق

۱۸

امام زین العابدین علیہ السلام

- اسم مبارک: علیؑ
- کنیت: ابوالحسن، ابوالحسین، ابومحمد، ابوعبداللہ
- القاب: زین العابدین (عبادت گذاروں کی زینت) سیدالساجدین (سجدہ گذاروں کے سردار) ذوالثَّفنات (گھٹے والے) سجاد (بہت زیادہ سجدہ کرنے والے)
- والد کا نام: حضرت امام حسین علیہ السلام
- والدہ کا نام: جناب شہر بانو
- ازواج: جناب فاطمہ بنت حسنؑ
- عمر مبارک: ۵۷ سال
- ولادت: ۱۵/جمادی الاولیٰ ۳۸ھ
- شہادت: ۲۵/محرم ۹۵ھ
- مدت امامت: ۳۵ سال (۶۱ تا ۹۵ھ)
- مقام ولادت: مدینۂ منورہ
- مقام شہادت: مدینۂ منورہ
- مزار قدس: جنت البقیع (مدینۂ منورہ)
- اولاد: محمد، عبداللہ، حسن، حسین اکبر، زید، عمر، حسین الاصغر، عبدالرحمن، سلیمان، علی، خدیجہ، محمد الاصغر، فاطمہ، علّیہ، ام کلثوم

اللہ نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اللہ کا ہر اچھا اور سچا بندہ اللہ کی عبادت کو اپنا فرض سمجھتا ہے عبادت سے انسان کا درجہ بلند ہوتا ہے، اس کی روحانیت ترقی کرتی ہے۔ اور اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔

انبیاءؑ اور ائمہؑ کی عبادت کا تو کیا کہنا وہ تو عبادت میں کمال رکھتے تھے لیکن عبادت کی خصوصیت سے ہمارے چوتھے

امام، زین العابدین کہلاتے ہیں۔

- امام زین العابدین علیہ السلام کا اصلی نام علیؑ تھا۔
- آپ امام حسین علیہ السلام کے بیٹے تھے، آپ کی والدہ حضرت شہر بانو ایران کی شاہزادی تھیں۔
- آپ دنیا میں زین العابدینؑ اور سید سجادؑ کے لقب سے مشہور ہیں۔
- زین العابدین کے معنی ہیں عبادت گذاروں کی زینت، سجاد کے معنی ہیں بہت زیادہ سجدے کرنے والا۔
- آپ اتنی عبادت کرتے تھے کہ آج تک دنیا آپ کو زین العابدین اور سید سجاد کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

ایک مرتبہ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ مکان میں آگ لگ گئی آپ اسی جلتے ہوئے مکان میں اطمینان سے نماز پڑھتے رہے۔ پڑوسیوں نے چلانا شروع کیا۔ لیکن آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور اطمینان سے نماز ختم کی۔ اتنی دیر میں آگ بجھائی جا چکی تھی۔ لیکن آپ مصّلے پر ہی تھے۔

لوگوں نے آکر پوچھا: ''امام! وہ کون سی چیز تھی جس نے آپ کو جلتے ہوئے مکان میں بھی نماز جاری رکھنے دی''؟

آپ نے جواب میں فرمایا: ''جہنم کی آگ''

ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے کہ علی بن الحسینؑ راتوں کو کھانے پینے کی چیزوں کو اپنے کندھے پر رکھ کر اندھیرے میں خفیہ طور پر غربا اور مساکین کو پہنچا دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: ''جو صدقہ اندھیرے میں دیا جائے وہ غضب پروردگار کی آگ کو بجھا دیتا ہے''۔ ان تھیلوں کو لادنے کی وجہ سے آپ کی پیٹھ پر نشان پڑ گئے تھے اور جب آپکی شہادت ہوئی تو آپ کو غسل دیتے ہوئے وہ نشانات آپ کے بدن پر دیکھے گئے۔

جب کوئی محتاج آپ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ فرماتے: ''صدقہ سائل تک پہنچنے سے پہلے اللہ تک پہنچ جاتا ہے''۔

کچھ لوگ مدینہ کے نواح میں زندگی بسر کرتے تھے اور انہیں معلوم نہ تھا کہ ان کے اخراجات کہاں سے پورے کئے

جاتے ہیں، امام علی ابن الحسینؑ کی شہادت کے ساتھ ہی انہیں راتوں کو ملنے والی غذائی امداد کا سلسلہ منقطع ہوا۔

امام سجادؑ واقعہ کربلا میں حاضر تھے لیکن بیماری کی وجہ سے جنگ میں حصہ نہیں لے سکے۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد عمر بن سعد کے سپاہی آپ کو اسیران کربلا کے ساتھ کوفہ و شام لے گئے۔ کوفہ اور شام میں آپ کے دیئے گئے خطبات کے باعث لوگ اہل بیتؑ کے مقام و منزلت سے آگاہ ہوئے۔

امام سجادؑ جنہیں غلاموں کی کوئی ضرورت نہ تھی غلاموں کی خریداری کا اہتمام کرتے اور اس خریداری کا مقصد انہیں آزادی دلانا ہوتا تھا۔ غلاموں کا طبقہ امامؑ کا یہ رویہ دیکھ کر، اپنے آپ کو امامؑ کے سامنے پیش کرتے تھے تا کہ آپ انہیں خرید لیں۔ امامؑ ہر موقع مناسبت پر غلام آزاد کر دیتے تھے اور صورت حال یہ تھی کہ مدینہ میں آزاد شدہ غلاموں اور کنیزوں کا ایک لشکر دکھائی دیتا تھا اور وہ سب امام سجادؑ کے موالی تھے۔

امام سجادؑ کی دعاؤں اور مناجات کو صحیفہ سجادیہ میں جمع کیا گیا ہے۔ خدا اور خلق خدا کی نسبت انسان کی ذمہ داریوں سے متعلق کتاب، رسالۃ الحقوق بھی آپ سے منسوب ہے۔

شیعہ احادیث کے مطابق امام سجادؑ کو ولید بن عبد الملک کے حکم سے زہر دیکر شہید کر دیا گیا۔

آپ امام حسن مجتبیٰؑ، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے ساتھ قبرستان بقیع میں دفن ہیں۔

مشق

معنی بتاؤ: ◆ عابد، سجاد، زینت، فرض، ائمہ، لقب، ذوالثفنات، حفیہ، نواح، منقطع، سائل، رسالۃ الحقوق، خلق خدا، طبقہ

جملے بناؤ: ◆ طبقہ، روحانیت، خصوصیت، محتاج، پرواہ، سائل، زینت، لقب، صورت حال

سوالات

۱ اللہ نے انسان کو کیوں پیدا کیا ہے؟

۲ امام زین العابدینؑ کی کیا خصوصیت تھی اور اُن کا اصلی نام کیا تھا؟

۳ جب امام زین العابدینؑ کے گھر میں آگ لگی تو آپ کیا کر رہے تھے اور آپ نے لوگوں کو کیا جواب دیا؟

۴ امام سجادؑ کیوں غلاموں کی خریداری کرتے اور کیا سلوک فرماتے تھے؟

انیسواں سبق

۱۹

خطیب شام

اُس کا کرم بے حساب،اُس کی عطا بے شمار
در پہ لگی رہتی ہے ، جِس کے مَلک کی قطار

جس کے ہراک خطبے سے ،ٹوٹے یزیدی طِلسم
جس کا ہراک حرف حرف ، بن گیا اک ذوالفقار

حلقۂ زنجیر سے جس، کے جہاں نے سنی
دینِ خدا کی صدا ، فکرِ بَشر کی پُکار

احمدؐ مختار کا، آئینۂ زندگی
یعنی نئی شکل میں ، رحمتِ پروردگار

وارثِ علم علیؑ، حاملِ نطقِ حسنؑ
مقصد شبیرؑ کا، مستقل اک ذمہ دار

شانِ علیؑ کا خطیب، فتحِ پدر کا نقیب
زینبؑ کبریٰ کا دل، دینِ نبیؐ کا قرار

فتح کے انداز پر، جس کے ہیں دو دو گواہ
کوفے کے ٹوٹے محل، شام کے اجڑے دیار

مشق

معنی بتاؤ: خطیب | کرم | عطا | طلسم | حلقہ | صدا | بشر | حامل | نطق | فتح | پدر | نقیب | دیار | خطیب شام | مَلک

جملے بناؤ: فتح | خطیب | صدا | پدر | دیار

سوالات

۱ نظم میں خطیب شام سے کون مراد ہے؟

۲ شام کے دربار میں جناب زینبؑ نے کیوں خطبہ دیا؟

۳ اس نظم میں شاعر نے حضرت زینبؑ کو کن القاب سے یاد کیا ہے؟

۴ اس شعر کا مطلب بتاؤ: جس کے ہر اک خطبے سے، ٹوٹے یزیدی طلسم
جس کا ہر اک حرف حرف، بن گیا اک ذوالفقار

بیسواں سبق

۲۰

امام محمد باقر علیہ السلام

- **اسم مبارک:** محمدؑ
- **کنیت:** ابوجعفر
- **القاب:** باقر (شگاف کرنے والا)، شاکر (شکر ادا کرنے والا)، ہادی (ہدایت کرنے والا)
- **والد کا نام:** امام زین العابدین علیہ السلام
- **والدہ کا نام:** جناب فاطمہ بنت امام حسنؑ
- **ازواج:** ام فروہ، ام حکیم
- **عمر مبارک:** ۵۷ سال
- **ولادت:** یکم رجب ۵۷ھ
- **شہادت:** ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ
- **مدت امامت:** ۱۹ سال (۹۵ تا ۱۱۴ھ)
- **مقام ولادت:** مدینۂ منورہ
- **مقام شہادت:** مدینۂ منورہ
- **مزار قدس:** جنت البقیع (مدینۂ منورہ)
- **اولاد:** امام جعفر صادق علیہ السلام، عبداللہ، ابراہیم، عبیداللہ، علی، زینب، ام سلمہ

امام محمد باقر علیہ السلام امام زین العابدین علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت امام حسنؑ تھا۔

- آپ امام حسینؑ علیہ السلام کے پوتے اور امام حسنؑ کے نواسے تھے۔
- امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: میری دادی (فاطمہ بنت حسنؑ) وہ سچی اور پاکیزہ خاتون ہیں جن کی مانند خاتون

آل حسنؑ میں نہیں ملتی۔

- امام باقرؑ پہلے ہاشمی ہیں جنھوں نے ہاشمی، علوی اور فاطمی ماں باپ سے جنم لیا۔ یا یوں کہیئے کہ آپ پہلے **علوی** اور **فاطمی** ہیں جن کے والدین دونوں علوی اور فاطمی ہیں۔
- آپ کا مشہور لقب باقر العلوم ہے۔
- آپ کی مدت امامت ۱۹ ر برس تھی۔
- آپؑ واقعۂ عاشورا کے چشم دید گواہ بھی ہیں اس وقت آپ بہت کمسن تھے۔

اپنے زمانے میں تشیّع کے فروغ کے لئے مناسب تاریخی حالات کو دیکھتے ہوئے آپ نے عظیم شیعہ علمی تحریک کا آغاز کیا جو آپ کے فرزندار جمند امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں اپنے عروج کو پہنچ گئی تھی۔

امام محمد باقرؑ کی خدمات میں ایک اہم خدمت اسلامی سکہ کا رائج کرنا بھی ہے۔ آپ کے زمانے تک اسلامی مملکت میں رومی سکہ رائج تھا۔ رومی حکومت اس سکہ پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازیبا الفاظ لکھوانا چاہتی تھی۔

اموی حکمران عبدالملک ابن مروان کو جب پتہ چلا تو اس نے امام محمد باقرؑ کو بلوا کر صورت حال پیش کی۔ امام نے فرمایا کہ ہمیں خود اسلامی سکہ بنانا چاہیئے جس کی سمت ''لا الہ الا اللہ'' اور دوسری سمت ''محمد رسول اللہ'' لکھا جائے۔

- حکومت نے اس تجویز کو قبول کیا۔ اس سکہ کے بنانے کا طریقہ بھی امام نے بتایا۔

اس طرح پہلی مرتبہ اسلامی سکہ رائج ہوا

اکابرین اہل سنت آپؑ کی علمی اور دینی عظمت وشہرت کے معترف ہیں۔ فقہ، توحید، سنت نبوی، قرآن، اخلاق اور دیگر موضوعات پر آپ سے بہت ساری احادیث نقل ہوئی ہیں۔ آپ کے دور امامت میں اخلاق، فقہ، کلام، تفسیر اور کئی دوسرے موضوعات پر شیعہ نقطہ نظر کو اجاگر کرنے میں انتہائی اہم اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

شیخ مفیدروایت کرتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا:

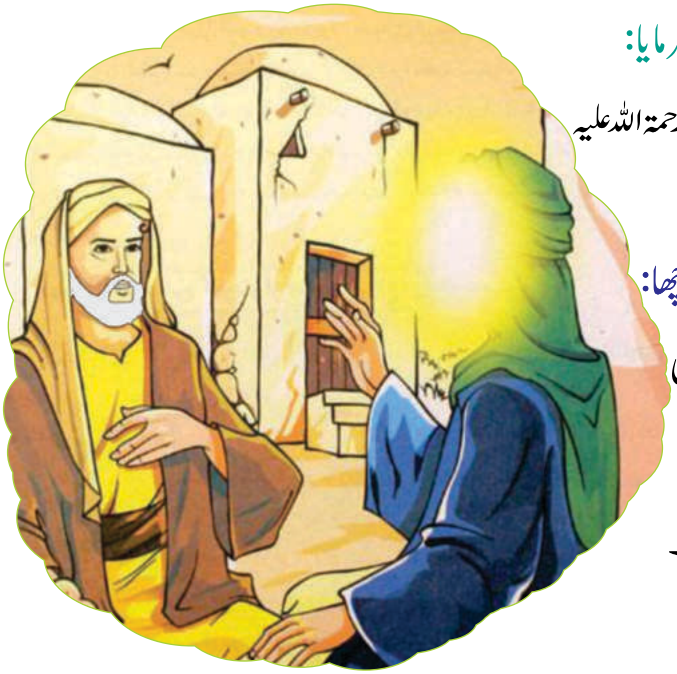

"ایک دفعہ میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور انہیں سلام کیا"

انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا:

تم کون ہو؟ - یہ وہ زمانہ تھا جب جابر کی بینائی کمزور ہو چکی تھی۔

میں نے کہا: میں محمد بن علی بن الحسین ہوں۔

کہا: بیٹا میرے قریب آؤ۔

میں ان کے قریب گیا اور انھوں نے میرے ہاتھ کا بوسہ لیا اور میرے پاؤں کا بوسہ لینے کے لئے جھک گئے لیکن میں نے انہیں روک لیا۔

اس کے بعد جابر نے کہا: بے شک رسول اللہؐ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔

میں نے کہا: وعلی رسول اللہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لیکن یہ کیسے؟ اے جابر!

جابر نے کہا: ایک دفعہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر تھا، آپؐ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے جابر! مجھے امید ہے کہ تم لمبی عمر پاؤ گے اور میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند کو دیکھ لو گے جس کا نام محمد بن علی بن الحسینؑ ہوگا، اور اللہ تعالی اس کو نور اور حکمت بخشے گا۔ پس میری طرف سے اس کو سلام پہنچانا۔

جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ایک طولانی حدیث میں آیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اوصیاء بارہ ہوں گے ... اول سید الاوصیاء ابوالائمہ علیؑ، اس کے بعد ان کے فرزند حسنؑ و حسینؑ ہوں گے۔ حسینؑ کے بعد ان کے فرزند علیؑ جن کا لقب زین العابدین ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب باقر ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند جعفرؑ جن کا لقب صادقؑ ہوگا، اس کے بعد ان کے فرزند موسیٰؑ جن کا لقب کاظم ہوگا،

اس کے بعدان کے فرزند علیؑ جن کا لقب رضاؑ ہوگا، اس کے بعدان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب تقی وزکی ہوگا، اس کے بعدان کے فرزند علیؑ جن کا لقب نقی اور ہادی ہوگا، اس کے بعدان کے فرزند حسنؑ جان کا لقب عسکری ہوگا، اس کے بعدان کے فرزند محمدؑ جن کا لقب مہدی، قائم اور حجت ہوگا۔ (ینابیع المودۃ ج ۳ ص ۲۸۳، ح ۲)

ایک مرتبہ گرمی کا موسم تھا، عرب کی چلچلاتی دھوپ میں لوگوں نے دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام جو اس وقت بہت بوڑھے ہو چکے تھے گرمی اور دھوپ کی پروا کئے بغیر زراعت کے کاموں میں مشغول ہیں۔

اس پر ایک شخص کو بڑا تعجب ہوا اور اس نے عرض کیا: ''مولا! آپ بوڑھے ہیں اور اس سخت گرمی میں بھی کاروبار کر رہے ہیں، اگر ایسی حالت میں آپ کو موت آ گئی تو کیا ہوگا؟''

آپ نے جواب میں فرمایا کہ ''اگر اس وقت مجھے موت آ جائے تو میں ایسی حالت میں مروں گا جب میں اللہ کا ایک حکم پورا کرنے میں مصروف ہوں میں ایک ایسا کام کر رہا ہوں جس سے میں اور میرے بچے رزق پائیں گے اور ہمیں جو کچھ ملے گا۔ اللہ سے ملے گا۔ ایسی حالت میں مجھے موت کا ڈر کیوں؟ البتہ میں اس وقت موت سے ڈروں گا جب میں کوئی گناہ کروں''!

اپنی روزی کمانا اور محنت کے ساتھ کاروبار کرنا، اللہ کا حکم ہے اور امام علیہ السلام نے اس حکم پر عمل کر کے ہمیں بھی محنت کی ہدایت کی ہے آپ نے ہمیں بتایا کہ اگر ایمان داری کے ساتھ زراعت کرتے ہوئے موت آجائے تو یہ موت عبادت کی حالت میں ہوگی۔

محنت اور زراعت کی کتنی اچھی عملی تعلیم دی ہے امام نے

امام محمد باقر علیہ السلام ہشام بن عبد الملک کے حکم سے زہر سے شہید کئے گئے۔ اور جنت البقیع (مدینہ) میں دفن ہیں۔

امام محمد باقرؑ نے وصیت کی تھی کہ آپ کو اسی لباس میں دفن کیا جائے جس میں آپ ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے۔

● آپ امام سجادؑ اور امام حسنؑ کے ساتھ قبرستان بقیع میں مدفون ہیں۔

امام نے یہ بھی وصیت کی تھی کہ

آپ کے اموال میں سے دس سال تک منیٰ میں آپ کے لئے مجلس عزا برپا کی جائے۔

مشق

معنی بتاؤ: ◆ عابد، زینت، ذلیل، ابن، فرض، ائمہ، لقب، تشیع، چشم دید، تجویز، عروج، ارجمند، باقر

جملے بناؤ: ◆ زراعت، وصیت، چشم دید، تجویز، اسلامی، انتہائی، بینائی، عبادت، عروج

سوالات

۱ امام باقرؑ کا امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے کیا رشتہ تھا؟

۲ امام باقرؑ کی والدۂ گرامی کی کیا فضیلت بیان کی گئی ہے؟

۳ امام باقرؑ کی کوئی تین خدمتیں بیان کی گئی ہیں؟

۴ زراعت کرتے وقت امام باقرؑ نے کیا جواب دیا تھا؟

۵ امام باقرؑ کی کیا وصیت تھی؟

اکیسواں سبق

۲۱

امام جعفر صادق علیہ السلام

- **اسم مبارک:** جعفرؑ
- **کنیت:** ابو عبداللہ
- **القاب:** صادق (سچے) صابر (صبر کرنے والے) طاہر (پاک و پاکیزہ) فاضل (بلند برتر)
- **والد کا نام:** امام محمد باقر علیہ السلام
- **والدہ کا نام:** ام فروہؑ
- **ازواج:** فاطمہ
- **عمر مبارک:** ۶۵ سال
- **ولادت:** ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ
- **شہادت:** ۱۵ شوال ۱۴۸ھ
- **مدت امامت:** ۳۴ سال (۱۱۴ تا ۱۴۸ھ)
- **مقام ولادت:** مدینۂ منورہ
- **مقام شہادت:** مدینۂ منورہ
- **مزار قدس:** جنت البقیع (مدینۂ منورہ)
- **اولاد:** اسماعیل، عبداللہ، ام فروہ، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، اسحاق، محمد، عباس، علی، اسماء و فاطمہ

آپ اپنے والد امام محمد باقرؑ کے بعد شیعوں کے چھٹے امام ہیں۔

آپ کی مدت امامت ۱۱۴ھ سے ۱۴۸ھ تک تھی۔ بنی امیہ کے آخری پانچ خلفا اور بنی عباس کے پہلے دو خلفاء سفاح اور منصور دوانیقی کے ظلم و ستم کا دور آپ کو دیکھنا پڑا۔ حکومت کے لئے بنی امیہ اور بنی عباس کی آپسی لڑائی کے سبب دوسرے ائمہؑ کی بہ نسبت تبلیغ دین کا زیادہ موقع ملا۔

- آپ کے شاگردوں اور راویوں کی تعداد ۴ ہزار تک بتائی گئی ہے۔
- اہل بیتؑ سے منسوب احادیث میں سے سب سے زیادہ امام صادقؑ سے نقل ہوئی ہیں۔
- امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسلام کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔
- آپ نے اسلام کی شریعت عام کی، اسی لئے ہماری شریعت کو شریعت جعفری کہا جاتا ہے۔
- آپ اپنے باپ دادا کی طرح بے حد سخی اور انسان دوست تھے۔

ایک بار مدینہ میں قحط پڑا۔ اس وقت امام علیہ السلام کے پاس کافی اناج موجود تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ یہ اناج بہت کم قیمت پر بیچ ڈالو۔ لوگوں نے کہا اس وقت اناج بیچ ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ اگر اناج ختم ہو گیا۔ تو ہمیں بھوکے رہنا پڑے گا۔ اور بعد میں مہنگے داموں میں خریدنا پڑے گا۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ہمارے پاس اناج ہو اور مسلمان بھوکے مریں یا غریبوں کو مہنگائی کا شکار ہونا پڑے۔ چنانچہ سارا اناج سستے داموں پر فروخت کر دیا گیا جس سے قحط کی پریشانی دور ہو گئی۔

امام علیہ السلام کے بیٹے اسمٰعیل بیمار پڑے تو امام بہت پریشان اور رنجیدہ نظر آتے تھے۔ اسی بیماری میں اسمٰعیل کا انتقال ہو گیا اب جو لوگوں نے امامؑ کو دیکھا تو آپ بالکل مطمئن اور پرسکون نظر آتے تھے لوگوں نے پوچھا ''مولا جب اسمٰعیل بیمار تھے تو آپ رنجیدہ بھی تھے اور پریشان بھی۔ اب جو اُن کا انتقال ہو گیا تو آپ مطمئن نظر آتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں؟

آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہم آلِ محمدؐ اس وقت تو پریشان ہوتے ہیں جب ہمیں مصیبت نظر آتی ہے، لیکن جب آجاتی ہے تو ہم اس پر صبر کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ امامؑ کھانا کھا رہے تھے، ایک کنیز شوربہ کا پیالہ لے کر آئی لیکن اتفاق سے اس کا پیر پھسل گیا اور شوربہ امامؑ پر گرا۔ کنیز گھبرا گئی۔ لیکن امامؑ نے اس سے کچھ نہیں کہا، بلکہ اسے آزاد کر دیا۔

- امام علیہ السلام ایک بڑے کُنبہ کی پرورش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کے والد امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس پیسہ نہیں رہا تو انھوں نے آپ کو بُلا کر پوچھا کہ اب گھر میں کتنی رقم ہے؟

آپؑ نے جواب دیا ''ستر درہم'' امام محمد باقر علیہ السلام نے حکم دیا کہ یہ ساری رقم اللہ کی راہ میں تقسیم کر دو۔

سب لوگ حیران تھے۔ جو کچھ رہا سہا پیسہ گھر میں تھا وہ بھی خیرات کر دیا گیا۔ اب اتنے آدمیوں کے کھانے کا کیا بندوبست ہوگا؟

دو چار روز کے بعد

ایک آدمی آیا اور اس نے امام محمد باقر علیہ السلام کو سات سو اشرفیاں پیش کیں۔ امامؑ نے بیٹے کو بلا کر فرمایا، دیکھو تم نے ستر درہم اللہ کی راہ میں دیئے۔ اللہ نے اس کے کئی سو گنے زیادہ تم کو دیئے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ سے تجارت کرو، جو کچھ اللہ کی راہ میں دو گے۔ اللہ اُس کے بدلہ میں تم کو کئی گنا زیادہ دے گا۔ دین کو بگاڑنے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ کبھی یہ کام دشمنی میں ہوتا ہے کبھی اندھی محبت میں۔

مولا علیؑ کے دور میں بھی کچھ اندھے محبت کرنے والے پیدا ہو گئے تھے جو مولا کو خدا مانتے تھے۔ حضرت علیؑ نے انہیں موت کی سزا دی۔ انہیں غالی کہا جاتا تھا یعنی حد سے بڑھ جانے والا۔

امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کے زمانے میں غالیوں میں شدت آ گئی۔ یہ لوگ ائمہؑ کو خدا کا درجہ دیتے یا انہیں

پیغمبر مانتے تھے۔ امامؑ نے اس سوچ کی بھرپور مخالفت فرمائی، لوگوں کو ان کے ساتھ میل جول اور اٹھنے بیٹھنے سے بھی منع کیا اور انہیں فاسق، کافر اور مشرک قرار دیا۔

حدیث میں آیا ہے کہ آپ نے غالیوں کے سلسلہ میں اپنے پیروکاروں سے فرمایا: ان کے ساتھ نشست و برخاست نہ رکھو، ان کے ساتھ کھانے پینے میں شامل نہ ہو اور ان سے مصافحہ نہ کرو۔

خاص کر آپ جوانوں کے بارے میں فرماتے تھے: خیال رہے کہ غالی تمہارے جوانوں کو گمراہ نہ کریں

آج پھر دین کے دشمن ولایت و محبت کے نام پر کبھی مولا علیؑ اور ائمہؑ کو خدا بناتے ہیں تو کبھی انہیں خالق و رازق قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگ دین کی پابندی نہیں کرتے۔ ان کو پہچان کر ان سے بچ کر رہو یہ نہ تمہارے دوست ہیں نہ ائمہؑ کے۔

یہ لوگ خدا کے بدترین دشمن ہیں؛ خدا کو پست اور خدا کے بندوں کو ربوبیت کا مقام دیتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کو منصور عباسی نے زہر سے شہید کیا۔ آپ جنت البقیع مدینہ میں دفن ہوئے۔

معنی بتاؤ: قحط، صادق، فروخت، بندوبست، کنبہ، جعفر، خیرات، حیران، منصور عباسی، رنجیدہ، ربوبیت، غالی، کنبہ

جملے بناؤ: منسوب، جعفری، قحط، پیالہ، شوربہ، تقسیم، رہا سہا، تجارت، نشست و برخاست

سوالات

۱ امام صادقؑ کو تبلیغ کا مناسب موقع کیسے ملا؟

۲ مدینہ میں جب قحط پڑا تو امامؑ نے کیا کارنامہ انجام دیا؟

۳ ستر درہم خرچ کرنے کا کیا واقعہ ہے اور اس سے کیا سبق امامؑ نے دیا؟

۴ غالیوں کے سلسلہ میں امامؑ نے کیا حکم فرمایا؟

بائیسواں سبق

۲۲

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

- اسم مبارک: موسیٰؑ
- کنیت: ابوالحسن (الاول) • ابوابراہیم • ابوعلی
- القاب: کاظمؑ (غصے کو پی جانے والے) عبدصالح (اللہ کے نیک بندے)
- والد کا نام: امام جعفر صادق علیہ السلام
- والدہ کا نام: حمیدہ بربریہؑ
- ازواج: جناب نجمہ خاتون
- عمر مبارک: ۵۵ سال
- ولادت: ۷/صفر ۱۲۸ھ
- شہادت: ۲۵/رجب ۱۸۳ھ
- مدت امامت: ۳۵ سال (۱۴۸ تا ۱۸۳ھ)
- مقام ولادت: ابواء، مدینہ
- مقام شہادت: کاظمین
- مزار قدس: کاظمین (بغداد)
- اولاد: حضرت امام علی رضاؑ، حضرت فاطمہ معصومہؑ، ابراہیم، قاسم، شاہ چراغ، حمزہ، عبداللہ، اسحاق، حکیمہ

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہمارے ساتویں امام تھے۔ آپ کاظمؑ کہلاتے ہیں۔ کاظمؑ کے معنی ہیں غصّہ کو پی جانے والا۔ امام علیہ السلام بڑے صابر اور حلیم تھے۔ دشمنوں پر بھی غصّہ نہیں فرماتے تھے۔ اسی لئے دنیا آپ کو کاظمؑ کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ آپ کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا۔ جس کا نام ہارون رشید تھا۔ اس نے آپ کو چودہ سال قید خانہ میں بند رکھا اور آخر زہر دے کر شہید کرا دیا۔

حکومت کی سختیاں آپ کے دور میں بہت زیادہ بڑھ گئی تھیں۔اس بنا پر آپ اپنے پیروکاروں کو تقیہ کرنے کی سفارش

کرتے تھے۔کھل کر حق بیانی کرنے کے حالات نہ ہونے کے باوجود مختلف مناظروں اور علمی مباحثوں میں یہ پیغام دیتے رہے کہ خلافت بنی عباس کا حق نہیں اورانہوں نے ناجائز طور پر اس پر قبضہ کر رکھا ہے۔

- اسی طرح عیسائی اور یہودی علماء کے ساتھ بھی آپؑ کے مختلف مناظروں اور علمی گفتگو کا ذکر تاریخ اور حدیث کی کتاب میں موجود ہے۔

- دوسرے ادیان و مذاہب کے علماء کے ساتھ آپؑ کے مناظرات مدمقابل کے پوچھے گئے سوالات اور اعتراضات کے جواب پر مشتمل ہوا کرتے تھے۔

- قید و بند میں رہ کر بھی دین کی تبلیغ کا عظیم کارنامہ آپ نے اس طرح انجام دیا کہ مسند الامام الکاظمؑ میں آپ سے منقول ۳ ہزار سے زائد احادیث جمع کی گئی ہیں۔

- شیعہ و سنی کتابوں میں آپ کے علم، عبادت، بردباری اور سخاوت کی تعریف و تمجید کے ساتھ ساتھ آپ کو کاظم اور عبد صالح کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

- ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ فلاں آدمی آپ کی برائیاں کرتا ہے اور آپ کا دشمن ہے۔آپ نے فوراً اس شخص کو ایک ہزار درہم کی تھیلی بھیج دی۔اسے جب بُرائی کا بدلہ بھلائی سے ملا تو بہت شرمندہ ہوا۔اور پھر امام کی برائی کرنا بند کر دی۔

امام علیہ السلام بڑے حق گو اور صاف گو تھے

ایک مرتبہ

ہارون نے آپ کو بلا بھیجا۔آپ تشریف لے گئے تو بادشاہ نے پوچھا آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آتے؟

آپ نے بڑی صفائی سے ارشاد فرمایا۔ ''مجھے تمہارے پاس آنے سے دو چیزیں روکتی ہیں ایک تمہاری بادشاہت اور دوسرے تمہاری دنیا سے محبت'' بادشاہ نے یہ جواب سنا تو شرمندہ ہوگیا۔

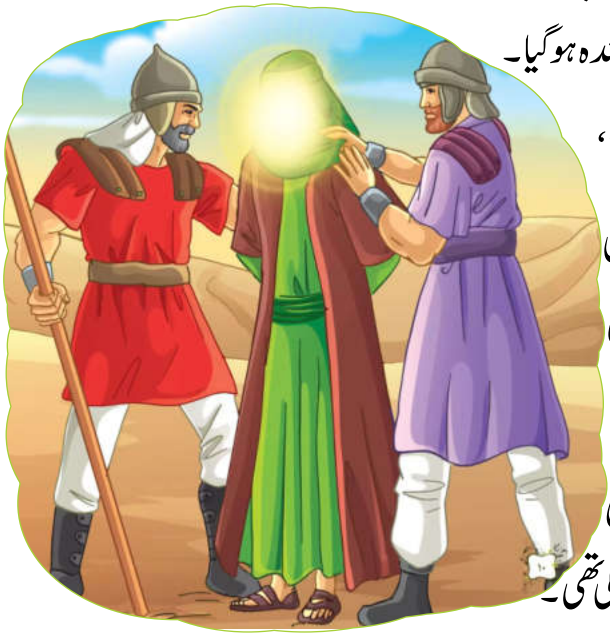

امام علیہ السلام سے ہارون نے کہا: ''میں بادشاہ ہوں''

آپ نے جواب میں فرمایا: ''ہاں تم بادشاہ ہو اور تلوار کی طاقت سے لوگوں کے سر تمہارے سامنے جھکتے ہیں، میں امام ہوں اس لئے لوگوں کے دل میرے سامنے جھکتے ہیں''۔

عباسی دربار کے وزیر یحییٰ برمکی یا پھر امامؑ کے ایک بھائی نے عباسی بادشاہ ہارون عباسی کے پاس چغل خوری اور بہتان تراشی کی تھی۔

ہارون نے امامؑ کو دو مرتبہ قید کیا لیکن تاریخ پہلی مدتِ قید کے بارے میں خاموش ہے جبکہ دوسری مدتِ قید ۱۷۹ھ سے ۱۸۳ھ ہجری تک رقم ہے جو امامؑ کی شہادت پر تمام ہوئی۔

ہارون نے ۱۷۹ھ میں امامؑ کو مدینہ سے گرفتار کیا۔

امامؑ ۷رذی الحجہ ۱۲۸ھ کو بصرہ میں عیسیٰ بن جعفر کے قید خانے میں قید کئے گئے۔ جہاں سے آپ کو بغداد میں فضل بن ربیع کے زندان میں منتقل کیا گیا۔ فضل بن یحیی کا زندان اور سندی بن شاہک کا زندان وہ قید خانے تھے جن میں امامؑ نے اپنی عمر کے آخری لمحات تک اسیری کی زندگی گذاری۔

ہارون رشید بادشاہ تھا لیکن اس کے باوجود امامؑ کبھی اس سے نہیں ڈرے۔

آپ قید رہے، دُکھ جھیلتے رہے لیکن جب بھی بادشاہ سے بات ہوئی تو آپ نے بڑی بہادری سے کام لیتے ہوئے حق بات کہی، سچّے مسلمان

کی شان یہی ہے کہ کبھی کسی سے مرعوب نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ سچ بات کہے۔

امام کاظمؑ کو ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو بغداد میں واقع سندی بن شاہک کے زندان میں شہید کیا گیا۔

آپ کی شہادت کے بعد سندی نے حکم دیا کہ آپ کے جنازہ کو بغداد کے پل پر رکھ دیا جائے اور اعلان کیا جائے کہ آپ طبیعی موت پر دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔

مشق

معنی بتاؤ: کاظم، حلیم، مرعوب، لقب، ابواء، دل، جھکتے ہیں، حق گو، تمجید، بہتان تراشی، مرعوب، طبیعی جنازہ

جملے بناؤ: لقب، تقیہ، کارنامہ، بردباری، درہم، صفائی، شرمندہ، چغل خوری، زندان

سوالات

۱ ساتویں امامؑ کا پورا نام کیا تھا اور آپ کے زمانے میں کون سا بادشاہ تھا؟

۲ امام کاظمؑ نے برائی کرنے والے شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

۳ کس شخص نے امامؑ کی چغل خوری بادشاہ سے کی اور امامؑ کب قید کئے گئے؟

۴ امام کاظمؑ کی شہادت کب ہوئی اور شہادت کے بعد آپ کے جنازہ کے ساتھ کیا ہوا؟

تیئیسواں سبق

۲۳

امام علی رِضا علیہ السلام

- اسم مبارک: علیؑ
- کنیت: ابوالحسن (ثانی)
- القاب: رضا (راضی رہنے والے)، عالم آل محمد (آل محمدؐ میں عالم)، ضامن (ضمانت دینے والے)
- والد کا نام: امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
- والدہ کا نام: جناب تُکتَم (نجمہ خاتون)
- ازواج: جناب سبیکہ خاتون
- عمر مبارک: ۵۵ سال
- ولادت: ۱۱/ ذیقعدہ ۱۴۸ھ
- شہادت: ۲۳/ ذیقعدہ ۲۰۳ھ
- مدت امامت: ۲۰ سال (۱۸۳ تا ۲۰۳ھ)
- مقام ولادت: مدینۂ منورہ
- مقام شہادت: مشہد مقدس
- مزار قدس: مشہد مقدس
- اولاد: امام محمد تقی علیہ السلام، محمد قانع، حسن، جعفر، ابراہیم، حسین

امام رضا علیہ السلام ہمارے آٹھویں امام ہیں۔ آپ ۲۰ ؍سال تک امامت کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ کے فرزند امام محمد تقیؑ سے منقول ایک حدیث کے مطابق امام رضا علیہ السلام کو ''رضا'' کا لقب خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

اسی طرح آپ عالم آل محمد کے نام سے بھی مشہور ہیں

- آپ کی امامت کے بیس برسوں میں آپ کو تین عباسی خلفاء ہارون الرشید (۱۰ سال)، محمد امین (تقریباً ۵ سال) اور مامون (۵ سال) کا سامنا کرنا پڑا۔

- امام رضاؑ نے اپنی امامت کے تقریباً ۱۷ سال (۱۸۳ھ-۲۰۰ھ یا ۲۰۱ھ تک) مدینے میں گزارے۔
- مدینہ میں آپؑ لوگوں کے درمیان فرزند رسولؐ کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ اور تمام اسلامی دنیا آپ کو جانتی اور احترام کرتی تھی۔
- مامون کے ساتھ اپنی ولی عہدی کے بارے میں ہونے والی گفتگو میں امامؑ خود اس بارے میں فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک اس ولی عہدی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جس وقت میں مدینے میں ہوتا تھا تو میرا حکم مشرق و مغرب میں نافذ تھا اور جب میں اپنی سواری پر مدینے کے گلی کوچوں سے گزرتا تو لوگوں کے درمیان مجھ سے زیادہ محبوب شخصیت کوئی نہیں تھی۔ میں مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھتا تھا اور مدینے میں موجود صاحبان علم جب بھی کسی مسئلے میں الجھ جاتے تھے تو میری طرف رجوع کرتے تھے اور اپنے سوالات میرے پاس بھیجتے تھے اور میں ان کا جواب دیتا تھا۔"

لوگوں کے ساتھ آپ کے حسن سلوک کے متعدد نمونے تاریخ میں نقل ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ مامون کی ولیعہدی قبول کرنے کے بعد بھی آپ کے رویہ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اس طرح سے غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ محبت آمیز رویہ اختیار کرنا اور ان کو دسترخوان پر ساتھ بٹھانے کا سلسلہ جاری رہا۔

ایک دن امامؑ حمام تشریف لے گئے اور وہاں پر موجود افراد میں سے ایک جو امامؑ کو نہیں پہچانتا تھا، اس نے آپ سے مالش کرنے کی درخواست کی جسے آپ نے قبول فرمایا اور مالش کرنا شروع کر دیا جب لوگوں نے یہ دیکھا تو اس شخص کو بتایا کہ جس سے وہ مالش کروا رہا ہے وہ کون ہیں۔ وہ شخص اپنے کیے پر شرمندہ ہوا اور امامؑ سے معافی مانگنے لگا۔

مگر امامؑ نے اسے معافی تلافی سے منع کیا اور اس کی مالش ترک نہیں کی

ہمیں سبق لینا چاہئے کہ امامؑ اس وقت فرزند رسولؐ ہونے کے ساتھ ساتھ ولی عہد بھی تھے مگر آپ کے اندر اتنی تواضع انکساری پائی جاتی تھی جب کہ ہم لوگ تھوڑے سے پیسے یا اقتدار پر غرور کرنے لگتے ہیں۔

امام علی رضا علیہ السلام کو اس زمانہ کے بادشاہ مامون نے اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

آپ کی شادی اپنی بیٹی ام حبیب سے کردی اور رہنے کے لئے ایک بڑا شان دار مکان دیا۔

مکان کے دروازوں پر قیمتی پردے لٹک رہے تھے، کمروں میں خوبصورت اور قیمتی سامان موجود تھا۔ سونے چاندی کے برتن ہر طرف چمکتے دکھائی دیتے تھے۔

غرض لاکھوں روپے کا مال مکان میں موجود تھا

امام علیہ السلام نے یہ سب چیزیں دیکھیں تو حکم دیا کہ سارا سامان غریبوں میں تقسیم کردو۔ چنانچہ سارا سامان غریبوں کو بانٹ دیا گیا۔ اس کے بعد امامؑ مکان کے باہر ایک بوریہ بچھا کر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ باہر کیوں تشریف رکھتے ہیں؟ محل کے اندر رہیئے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس شاہی محل میں ہر طرف پہردار موجود ہیں۔ ان کے خوف سے غریب مسلمان میرے پاس نہیں آسکیں گے۔

فرض کرو کہ ایک مسلمان آدھی رات کو میرے پاس آ کر شریعت کا کوئی مسئلہ معلوم کرنا چاہے تو یہ پہرہ دار اسے اندر نہیں آنے دیں گے۔ اگر یہ شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا اور مسئلہ نہ پوچھ سکا تو میں اس کے لئے اللہ کو جواب دہ ہوں گا۔

بادشاہ نے یہ بات سنی تو پہرہ دار ہٹا دیئے

امام علیہ السلام شاہی محل میں رہتے ضرور تھے لیکن اس طرح کہ آپ کا دروازہ ہر وقت ہر مسلمان کے لئے کھلا رہتا

تھا۔آپ ایک بڑی سلطنت کے ولی عہد کہلاتے تھے۔لیکن آپ انتہائی سادہ زندگی بسر کرتے،معمولی کپڑے پہنتے سادی غذا نوش کرتے اور اپنا سارا وقت علمِ دین پھیلانے میں صرف کرتے۔

آپ کھانے کے لئے بیٹھتے تو سارے غلام اور نوکر چاکر آپ کے ساتھ ہی دسترخوان پر بیٹھ جاتے کیوں کہ آپ سارے مسلمانوں کو برابر جانتے تھے۔

آپ بڑے صاف گو تھے اور بادشاہ کو بھرے دربار میں اس کی غلطیوں پر ٹوک دیتے تھے۔

۵۵ سال کی عمر میں مامون کے ہاتھوں زہر سے شہید ہوئے

آپ کا روضۂ مبارک ایران کے شہر مشہد میں موجود ہے جہاں سالانہ لاکھوں مسلمان زیارت کیلئے آتے ہیں۔

معنی بتاؤ: کاظم،حلیم،مرعوب،لقب،ابواء،دل،جھکتے ہیں،حق گو،تمجید،بہتان تراشی،مرعوب،طبعی جنازہ

جملے بناؤ: فائدہ،حیثیت،مقدر،حسن سلوک،دسترخوان،مالش،معافی،مقرر

سوالات

۱ امام رضاؑ کتنے سال امامت کے عہدے پر فائز رہے اُن کے والد اور فرزند کے نام کیا ہیں؟

۲ امام رضاؑ نے کون سے ۱۳ اماموں کا زمانہ دیکھا اور کس بادشاہ نے آپ کو اپنا ولی عہد بنایا؟

۳ امام رضاؑ نے گھر کا قیمتی سامان دیکھ کر مامون عباسی سے کیا فرمایا؟

۴ غلاموں کے ساتھ امام رضاع کا رویہ کیا تھا؟

امام محمد تقی علیہ السلام

چوبیسواں سبق

۲۴

● اسم مبارک: محمدؑ ● کنیت: ابوجعفر ثانی

● القاب: تقی (خوف خدا رکھنے والا) جواد (سخی)

● والد کا نام: امام رضا علیہ السلام ● والدہ کا نام: جناب سبیکہ خاتونؑ ''خیزران''

● ازواج: سمانہ مغربیہ، ام الفضل بنت مامون ● عمر مبارک: ۲۵ سال

● ولادت: ۱۰رجب ۱۹۵ھ ● شہادت: ۲۹ذیقعدہ ۲۲۰ھ ● مدت امامت: ۱۷سال (۲۰۳ تا ۲۲۰ھ)

● مقام ولادت: مدینۂ منورہ ● مقام شہادت: سامرہ ● مزار قدس: کاظمین

● اولاد: امام علی نقی علیہ السلام، موسیٰ، فاطمہ اور امامہ

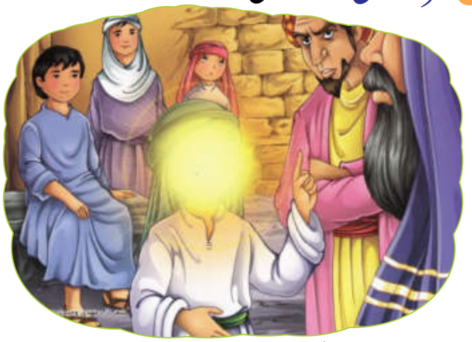

امام محمد تقیؑ شیعوں کے نویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابوجعفر ثانی ہے۔

○ آپ نے ۱۷ سال امامت کے فرائض انجام دیئے۔

○ امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت کے وقت امام محمد تقیؑ کی عمر صرف ۹ سال کی تھی لیکن اس کے باوجود آپ بہت

بڑے عالم تھے اس سن میں بڑے بڑے علماء نے آپ کا امتحان لیا اور سب کو یہ مان لینا پڑا کہ آپ کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

- کمسنی کے باوجود آپ اتنی عظیم شخصیت کے مالک تھے کہ مامون رشید نے جو اس وقت بادشاہ تھا اپنی بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کی۔

- اب آپ بادشاہ کے داماد تھے چاہتے تو محل میں رہتے اور آرام کی زندگی بسر کرتے۔ لیکن آپ نے ایک چھوٹا سا مکان کرایہ پر لیا اور وہیں سادگی کی زندگی بسر کرتے رہے۔

دن بھر لوگ آپ کے پاس آتے اور دین و شریعت کی تعلیم حاصل کرتے۔

ایک ایک دن میں آپ ہزاروں مسائل کا جواب دیا کرتے تھے

امام علیہ السلام کو جواد بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ بڑے سخی تھے۔ اور غریبوں کی دل کھول کر امداد کرتے تھے۔

آپ کا دور آتے آتے سختیاں اتنی بڑھ گئی تھیں کہ براہ راست شیعہ آپ تک نہیں پہونچ سکتے تھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ آپ کو شیعوں کو غیبت کے دور کے لئے بھی تیار کرنا تھا اس لئے آپ نے معتبر لوگوں کو اپنا وکیل بنانا شروع کیا اور آپ کا لوگوں سے رابطہ اپنے انہیں وکیلوں یا خط و کتابت کے ذریعہ رہتا تھا۔

آپ کے زمانے میں اہل حدیث، زیدیہ، واقفیہ اور غالیوں جیسے فرقے بہت سرگرم تھے۔ اسی لئے آپ لوگوں کو ان کے باطل عقائد سے آگاہ کرتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے اور خاص کر غالیوں پر لعن کرتے تھے۔ جو امامؑ کو خدا بنا کر پیش کرتے تھے۔

ایک شخص نے آپ سے عرض کیا۔ ”مولا! آپ بادشاہ کے داماد ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ اچھے قسم کے لباس پہنا کریں“۔

آپ نے جواب دیا میری عزت کپڑوں سے نہیں ہے، علم سے ہے۔ پھر میں کپڑوں پر بلاوجہ روپیہ کیوں خرچ کروں۔

حقیقت ہے کہ دنیا میں انسان کی عزت اچھے کپڑوں یا اچھے مکان سے نہیں ہوتی۔ اصلی عزت علم اور اخلاق سے ملتی ہے۔ ہمارے کئی ائمہؑ نے دورِ غربت میں پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنے لیکن ساری دنیا ان کی عزت کرتی تھی۔ اس لئے کہ ان کے پاس علم تھا۔ ان کا اخلاق بلند تھا اور وہ دین و شریعت کے محافظ تھے۔

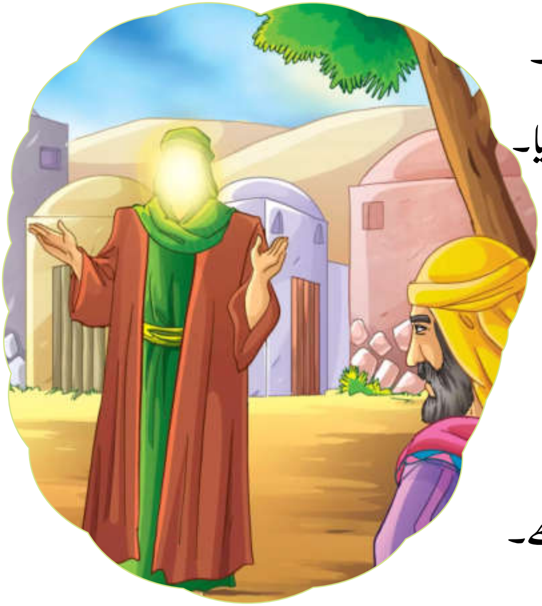

امام علیہ السلام کو معتصم باللہ نامی بادشاہ نے زہر دلا کر شہید کرا دیا۔

آپ کے جسد مبارک کو مقبرہ قریش کاظمین میں آپ کے جد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

- شہادت کے وقت آپ کی عمر ۲۵ / برس نقل ہوئی ہے۔

اس اعتبار سے آپ شہادت کے وقت سب سے کمسن امام تھے۔

مشق

معنی بتاؤ: ◆ تقی، رشید، مسائل، اخلاق، معتصم، مقبرہ، لعن، پیوند، محافظ، مقبرہ، پہلو، کنیت

جملے بناؤ: ◆ کنیت، شخصیت، سخی، معتبر، رابطہ، باطل، داماد، بلا وجہ، محافظ، دل کھول کر

سوالات

۱ امام محمد تقیؑ کی عمر امام رضاؑ کی شہادت کے وقت کتنی تھی اور کل عمر اور مدت امامت کتنی تھی؟

۲ بادشاہ کے داماد بننے کے بعد امام تقیؑ نے اپنی عمر مبارک کہاں گذاری؟

۳ امام محمد تقیؑ کے زمانے میں کون سے فرقے وجود میں آئے؟

پچیسواں سبق

۲۵

امام علی نقی علیہ السلام

- اسم مبارک: علیؑ
- کنیت: ابوالحسن (ثالث)
- القاب: نجیب (پاک و پاکیزہ)، مرتضی (جس سے اللہ راضی ہو)، ہادی (ہدایت کرنے والے)، نقی (پاک وصاف)، عالم (جانکار)، فقیہ (صاحب فہم)، امین (امانت دار)، طیّب (پاک و پاکیزہ)
- والد کا نام: امام محمد تقی علیہ السلام
- والدہ کا نام: جناب سمانہ مغربیہؑ
- ازواج: سلیل خاتون
- عمر مبارک: ۴۰ سال
- ولادت: ۵/رجب ۲۱۴ھ
- شہادت: ۳/رجب ۲۵۴ھ
- مدت امامت: تقریباً ۳۴ سال (۲۲۰ تا ۲۵۴ھ)
- مقام ولادت: مدینۂ منورہ
- مقام شہادت: سامرہ
- مزار قدس: سامرہ
- اولاد: امام حسن عسکری علیہ السلام، محمد، حسین، جعفر

آپؑ ۲۲۰ھ سے ۲۵۴ھ تک یعنی تقریباً ۳۴ برس امامت کے منصب پر فائز رہے۔

- دوران امامت آپ کی زندگی کا بڑا حصہ سامرہ میں عباسی حکمرانوں کی نگرانی میں گزرا۔
- آپؑ کے زمانے میں کئی عباسی بادشاہ گذرے جن میں سب سے زیادہ ظالم متوکل عباسی تھا۔

آپ کے زمانے میں علمی موشگافیوں کا زور تھا اور طرح طرح کے مذہب وجود میں آ رہے تھے اور ان کے ماننے والوں کے درمیان بحثیں ہو رہی تھیں۔ اس لئے عقائد، تفسیر، فقہ اور اخلاق جیسے متعدد موضوعات پر آپؑ سے بہت سی احادیث منقول ہیں۔ آپ سے منقول احادیث کا زیادہ اہم حصہ علم کلام پر مشتمل ہے۔

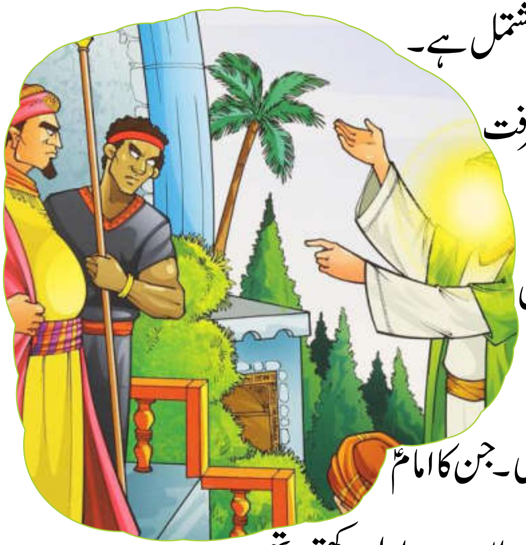

زیارت جامعۂ کبیرہ آپؑ ہی کی یادگار ہے۔ جس میں اہلبیتؑ کی معرفت کا خزانہ موجود ہے۔

اپنے بابا کی طرح امام علی نقی علیہ السلام بھی اپنے وکلاء اور نمائندوں کے ذریعہ اپنے پیروکاروں کے ساتھ رابطے میں تھے۔

اس دور میں پیروان اہل بیتؑ کی اکثریت کی رہائش ایران میں تھی۔ جن کا امامؑ تک آنا یا ان تک امامؑ کا پہنچنا ممکن نہ تھا اس لئے آپ اپنے وکیلوں کے ذریعہ ان سے رابطہ رکھتے تھے۔

آپ کے دور میں غالیوں کا بھی بڑا زور تھا جو خود کو مولائی کہتے تھے مگر ائمہؑ کی مرضی کے خلاف انہیں خدا سمجھتے تھے۔ امامؑ نے ہر طریقہ سے ان کا بائیکاٹ کیا اور اپنے چاہنے والوں کو ان سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے رہے۔

امام علی نقی علیہ السلام نے دین اور اسلام کی بڑی خدمتیں انجام دی ہیں۔ آپ کو اس زمانے کے انتہائی ظالم و جابر بادشاہ متوکل عباسی نے قید کر دیا۔ چنانچہ آپ برسوں قید میں رہے اور طرح طرح کی تکلیفیں جھیلتے رہے لیکن آپ نے کبھی اس کی شکایت نہیں کی۔ ہمیشہ صبر سے کام لیتے رہے۔ برسوں کے بعد بادشاہ نے آپ کو اپنے گھر میں رہنے کی اجازت دے دی۔ لیکن وہاں بھی سخت پابندیاں قائم رہیں جن سے امامؑ کو ہمیشہ سخت پریشانی کا سامنا رہا۔ پھر بھی آپ خاموشی سے اسلام کی خدمت انجام دیتے رہے۔

متوکل نے ایک مکان میں شیر، چیتے، بھیڑیئے وغیرہ جمع کئے تھے۔ ایک بار امامؑ کو اس مکان میں بھیج دیا گیا، آپ پورے اطمینان سے چلے گئے، جانوروں نے جب آپ کو دیکھا تو آپ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ کے قدموں پر منھ ملنے لگے۔ آپ نے ان سب جانوروں کے سروں پر ہاتھ پھیرا، تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے اور پھر واپس چلے آئے۔ جانوروں نے

آپ کو کوئی نقصان نہیں پہونچایا۔

امام علیہ السلام جس مکان میں رہتے تھے اس میں آپ نے ایک قبر کھدوا رکھی تھی اور ہمیشہ اس قبر کے کنارے بیٹھ کر خدا کو یاد کرتے تھے۔ آپ یہ اس لئے کرتے تھے تاکہ لوگ یہ یاد رکھیں کہ یہ زندگی تو محض چند دن کی ہے۔ اس کے بعد قبر کی منزل ہے اور انسان کو چاہیئے کہ زندگی میں ایسے اچھے کام کرے جو قبر میں اس کے کام آئیں۔ موت کا خیال دل میں خدا کا خوف اور نیکی کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ اور امام علیہ السلام اپنے اس عمل سے ہمارے ذہنوں میں یہی چیز پیدا کرنا چاہتے تھے۔

امام علی نقی علیہ السلام کو معتز باللہ نام کے عباسی بادشاہ نے زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ کا مزار اقدس سامرہ میں ہے

آپ کا روضہ سامرہ میں حرم عسکریین کے نام سے مشہور ہے۔ ۲۰۰۶ء اور ۲۰۰۷ء میں مختلف دھماکوں سے اسے شہید کر دیا گیا تھا جسے چاہنے والوں نے پہلے سے بھی بہتر انداز میں تعمیر کرا دیا ہے۔

مشق

معنی بتاؤ: ◆ نگرانی، موشگافیوں، منقول، ذریعہ، تکلیفیں، گرد، منزل، خوف، بہتر، نقی

جملے بناؤ: ◆ تکلیفیں، موشگافیوں، وکلاء، اکثریت، رہائش، محض

سوالات

۱ امام علی نقیؑ کے زمانے کا سب سے ظالم بادشاہ کون تھا؟

۲ امام علی نقیؑ نے اپنے پیروکاروں سے کس طرح رابطہ کیا؟

۳ متوکل نے امام نقیؑ کو کس طرح کے گھر میں بھیجا تھا؟

۴ امام نقیؑ جس مکان میں رہتے تھے وہاں کیا عمل انجام دیتے تھے؟

چھبیسواں سبق

۲۶

امامِ حسن عسکری علیہ السلام

- **اسم مبارک**: حسنؑ
- **کنیت**: ابومحمد
- **القاب**: عسکری (فوجی چھاؤنی میں نظر بند)، صامت (خاموش)، ہادی (ہدایت کرنے والے)، رفیق (دوست)، زکی (صاحب فہم وفراست)، نقی (پاک وصاف)
- **والد کا نام**: امام علی نقی علیہ السلام
- **والدہ کا نام**: سلیل، حدیثہ یا سوسنؑ
- **ازواج**: جناب نرجس خاتون
- **عمر مبارک**: ۲۸ سال
- **ولادت**: ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ
- **شہادت**: ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ
- **مدت امامت**: ۶ سال (۲۵۴ تا ۲۶۰ھ)
- **مقام ولادت**: مدینۂ منورہ
- **مقام شہادت**: سامرہ
- **مزار قدس**: سامرہ
- **اولاد**: امام مہدی عج اللہ فرجہ الشریف

امام حسن عسکریؑ ہم شیعوں کے گیارہویں امام ہیں۔ آپ امام علی نقیؑ کے فرزند اور امام مہدیؑ کے والد ہیں۔

آپ کا مشہور لقب عسکری ہے جو حکومت وقت کی طرف سے آپ کو شہر سامرہ میں جو اس وقت فوجی چھاونی کی حیثیت رکھتا تھا زندگی بسر کرنے پر مجبور کیے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ شاید اس واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہو کہ جب معتمد عباسی نے امامؑ کے دل میں اپنا رعب بٹھانے کی خاطر ایک مرتبہ آپ کو ایک بلند مقام پر لے گیا اور پہلے سے

اپنی تمام فوجوں کو وہاں مسلح ہو کر اکٹھا ہونے کا حکم دے رکھا تھا اور امامؑ سے کہا کہ ہماری حکومت کی اتنی طاقت ہے۔

جس کے بعد امام نے اس عباسی خلیفہ سے فرمایا ذرا نظر اوپر تو اٹھاؤ۔ اس نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھا زمین سے لیکر آسمان تک فوج ہی فوج تھی۔ جس کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ پھر امامؑ نے فرمایا یہ الٰہی حکومت ہے۔

- ہمارے گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام بائیس سال کے تھے جب آپ کے والد ماجد کی شہادت ہوئی۔
- محض اٹھائیس سال کی عمر تھی کہ خود بھی زہر سے شہید کر دیئے گئے۔
- آپ کی عمر کا بڑا حصّہ قید خانہ میں بسر ہوا۔
- لیکن پھر بھی آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی بڑی خدمتیں انجام دیں۔

امام حسن عسکری کے دور میں معاشرے میں مذہبی تعصب عروج پر تھا ساتھ ہی عباسیوں کی جانب سے شیعوں پر سختی کے باعث اکثر شیعہ تقیہ کی زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ ان مشکل حالات میں امام حسن عسکری نے نہ صرف یہ کہ مذہب اہلبیتؑ اور شیعوں کی حفاظت کی بلکہ خود اسلام کو خطروں سے بچایا۔

آخری ائمہ کے زمانے میں حالات اتنے سخت تھے کہ موجودہ امام کو اگلے امام کا تعارف کرانا مشکل تھا

اس لئے ہر امام کی شہادت کے بعد ان کے ماننے والوں میں اختلاف اور شک وشبہہ پیدا ہو جاتا تھا اس لئے ہمیں امام حسن عسکریؑ کے اقوال اور خطوط میں امامت کے متعلق ارشادات زیادہ دیکھنے کو ملتے ہیں:

جیسے

”زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہے گی“

”اگر امامت کا سلسلہ منقطع ہو جائے اور اس کا تسلسل ٹوٹ جائے تو خدا کے امور میں خلل واقع ہو جائے گا“

”زمین پر خدا کی حجت ایسی نعمت ہے جو خدا نے مؤمنوں کو عطا کی ہے اور اس کے ذریعے ان کی ہدایت کرتا ہے“

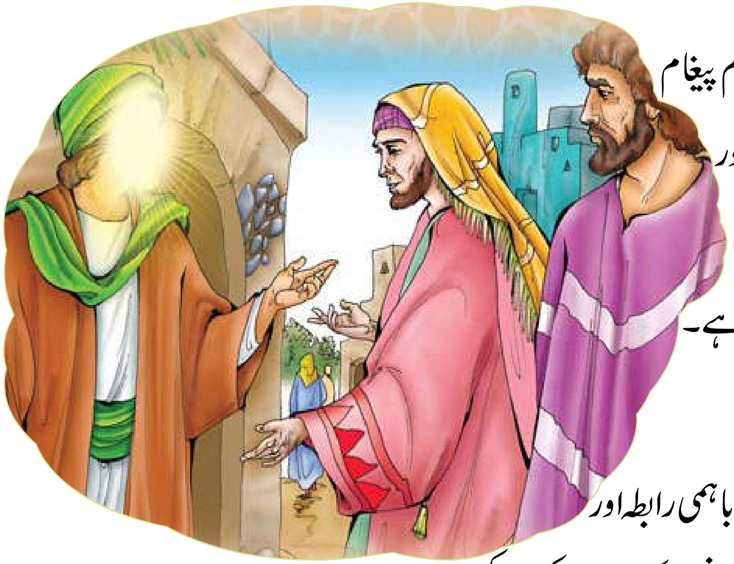

آپ کے ارشادات میں سے ایک اور اہم پیغام شیعوں کو اذیتوں کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا اور مومنین کو آپس میں صبر کی تلقین کرنا اور انتظار فرج کا پیغام ہے جو امامؑ کے ارشادات میں زیادہ بیان ہوا ہے۔

اسی طرح

آپ کی احادیث میں شیعوں کے درمیان باہمی رابطہ اور باہمی بھائی چارے کی فضا کے قیام کے بارے میں بیشتر تاکید ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ آخری دور کے ائمہؑ خاص کر امام حسن عسکریؑ نے تمام مسلمانوں کے ساتھ اچھے برتاؤ، ان سے میل جول، ان کو تحفہ دینے، ان کے بیماروں کی عیادت اور نمازوں اور جنازوں میں شرکت کا حکم دیا۔

امامؑ کے دور میں اسلام پر بڑے بڑے خطرات منڈلانے لگے تھے جن سے امامؑ نے نکالا

چنانچہ ایک مرتبہ عراق میں بڑا سخت قحط پڑا۔ ایک قطرہ پانی نہیں برسا۔ لوگ بڑے پریشان تھے۔ اسی زمانہ میں ایک عیسائی راہب کہیں سے آ گیا۔ وہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا تو پانی برسنے لگتا۔ مسلمان دعائیں مانگتے تو کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ شک میں پڑ گئے۔ اسلام کے مقابلہ میں عیسائی مذہب کو اچھا سمجھنے لگے۔

مسلمانوں میں بڑے بڑے عالم تھے، لیکن وہ بھی یہ شک دُور نہ کر سکے۔ آخر بادشاہ پریشان ہوا اور اس نے امام کو قید خانہ سے نکال کر کہا کہ ”اب آپ ہی اسلام کو بچا سکتے ہیں“۔

امامؑ نے دوسرے دن سارے شہر کے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور عیسائی راہب کو بھی بلایا۔ اس نے جیسے ہی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے بادل چھا گئے۔ امام علیہ السلام نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ راہب کے ہاتھ پکڑ لو اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہو لے لو۔ اس حکم کو پورا کیا گیا راہب کے ہاتھ میں ایک ہڈی نکلی، جسے امامؑ نے لے لیا، بادل کھل گئے۔ اور دھوپ نکل آئی۔

امام علیہ السلام نے راہب کو حکم دیا کہ پھر دعا کرو۔ اب جو اس نے دعا کی تو کوئی اثر نہیں ہوا

امامؑ نے لوگوں کو بتایا کہ یہ ساری کرامت اس ہڈی کی تھی، یہ ہڈی کسی نبی کی تھی اور جب یہ راہب اس ہڈی کو آسمان کے سامنے لاتا تو بادل آجاتے تھے۔

اس کے بعد امامؑ نے نماز پڑھ کر دعا کی تو آپ کی دعا کے نتیجہ میں خوب بارش ہوئی اور لوگوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ اسلام سچا مذہب ہے اور آپ سچے امام ہیں۔

امام علیہ السلام کے زمانے میں فکری انحرافات میں سے یہ بھی ایک انحراف تھا کہ اسحاق کندی نے تناقضات القرآن لکھنا شروع کیا اور قرآن مجید کے بیانات کو جمع کر کے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قرآن کے بیانات میں تضاد پایا جاتا ہے کہ وہ ایک مقام پر ایک بیان دیتا ہے اور دوسرے مقام پر کچھ اور ہی بیان دیتا ہے جبکہ یہ بات شان تنزیل کے بالکل برخلاف ہے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اسحاق کندی کے ایک شاگرد سے فرمایا کہ تم اپنے استاد کو اس حرکت سے منع کیوں نہیں کرتے ہو؟ اس نے معذرت کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا اچھا تو اس سے کم سے کم اتنا تو سوال کرلو کہ یہ تضاد اور تناقض تمھارے سمجھے ہوئے معانی میں سے ہے یا مراد الٰہی میں ہے؟ اگر مراد الٰہی میں ہے تو مراد الٰہی کے سمجھنے کا ذریعہ کیا تھا اور اگر تمہاری فہم میں ہے تو صاحب کلام کسی کی فہم کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے۔

شاگرد نے ایک دن موقع پا کر اسحاق سے یہ سوال کر دیا اور وہ مات ومبہوت ہو کر رہ گیا۔ اس نے صرف یہ سوال کیا کہ یہ بات تمھیں کس نے بتائی ہے؟ اس نے کہا: یہ میرے ذہن کی پیداوار ہے۔ اسحٰق نے کہا جو بات تمہارے استاد کے ذہن میں نہ آئی وہ تمہارے ذہن میں کیسے آگئی؟ سچ سچ بتاؤ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بات مجھے امام حسن عسکری علیہ السلام نے بتائی ہے تو اسحٰق نے بے ساختہ کہا کہ: اَلآنَ جِئتَ بِہٖ، اب تم نے صحیح بات بیان کی ہے اس لئے کہ اس

قسم کی گفتگو اس گھرانے کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اور یہ کہہ کر اپنے سارے نوشتہ کو نذر آتش کر دیا۔

- آپ کو معتمد عباسی نے زہر سے شہید کیا۔ • آپ کا مزار سامرہ میں ہے۔
- امام عسکریؑ کی شہادت کے بعد آپؑ کو آپ کے والد گرامی امام علی نقیؑ کے جوار میں دفن کیا گیا۔
- بعد میں اس جگہ حرم امامین عسکریینؑ کے نام سے مشہور ایک بارگاہ بنی۔

حرم عسکریینؑ دو بار وہابی دہشت گردوں کی بربریت کا نشانہ بن چکا ہے۔

- پہلا حملہ ۲۲ر فروری ۲۰۰۶ء ▪ دوسرا حملہ ۱۶ ماہ بعد یعنی ۱۳ر جون ۲۰۰۷ء

تخریب حرم عسکریین اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

۲۰۰۸ء کو حرم کی تعمیر نو شروع ہوگئی۔ اور ۲۰۱۵ء کو پایۂ تکمیل تک پہنچا

مشق

معنی بتاؤ: ◆ کرامت، عسکری، ماجد، راہب، محض، سامرہ، رایب، تضاد، اسحاق کندی، منقطع، چھاونی، مسلح، تعصب، عروج، انتظار فرج

جملہ بناؤ: ◆ منڈلاتے، بیشتر، انحرافات، تناقض، تنزیل، مات ومنہوت، نوشتہ، نذر آتش، پایۂ تکمیل، بربریت

سوالات

۱ امام حسن عسکریؑ کو عسکری لقب کب اور کیوں ملا؟

۲ امام حسن عسکریؑ کے زمانہ میں معاشرہ کی کیا صورتحال تھی؟

۳ عیسائی راہب کی کون سی چالاکی امامؑ نے پکڑی اور کس طرح قحط سے نجات دلائی؟

۴ اسحاق کندی کا واقعہ کیا ہے؟

ستائیسواں سبق

۲۷

امام مہدی علیہ السلام

- **اسم مبارک:** محمدؑ
- **کنیت:** ابوالقاسم، اباصالح
- **القاب:** مہدی (ہدایت یافتہ)، بقیۃ اللہ (اللہ کی حجتوں میں سے باقی ماندہ حجت)، صاحب الزمان (زمانے کے ولی)، قائم آل محمد (اہلبیت علیہم السلام کی جانب سے قیام کرنے والے)
- **والد کا نام:** امام حسن عسکری علیہ السلام
- **والدہ کا نام:** جناب نرجس خاتون
- **عمر مبارک:** الحمدللہ زندہ اور موجود ہیں
- **ولادت:** ۱۵ر شعبان ۲۵۶ھ
- **مدت امامت:** امامت جاری ہے
- **مقام ولادت:** سامرہ
- **مقام غیبت:** سرداب سامرہ

آپ ہمارے بارہویں امام ہیں۔

جناب حکیمہ خاتون کے علاوہ، امام حسن عسکری علیہ السلام کی دو کنیزیں نسیم اور ماریہ بھی آپؑ کی ولادت کے وقت آپ کی مادر گرامی کے پاس موجود تھیں ان کا کہنا ہے:

آپ نے ولادت کے بعد دونوں گھٹنے زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیاں آسمان کی طرف بلند

کیں اور پھر آپ کو چھینک آئی اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ

- دشمنوں سے شدید خطرہ کے باعث امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپؑ کی ولادت کی خبر کو چھپایا اور آپ کے کچھ خاص اصحاب کے سوا کسی کو آپؑ کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔
- آپ ہی انسانیت کو نجات دلانے والے ہیں۔
- روایتوں کے مطابق آپ طویل عمر کے مالک ہوں گے اور اپنی زندگی کا ایک طویل عرصۂ غیبت میں گزاریں گے اور آخر کار اللہ کے ارادے سے ظہور کریں گے اور دنیا میں عدل وانصاف پر مبنی حکومت قائم کریں گے۔

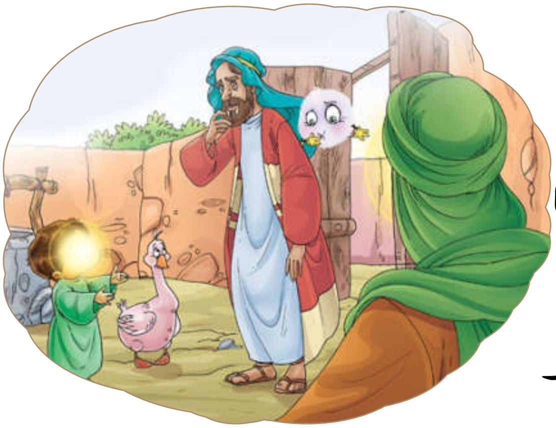

- آپ آج تک زندہ ہیں۔
- آپ خدا کے حکم سے غائب ہیں اور جب اللہ چاہے گا تو ظاہر ہوں گے۔
- اس دور میں سارے لوگ دینِ حق کو قبول کرلیں گے۔

امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد تقریباً ۷۰ سال کی غیبت صغریٰ کے دوران نواب اربعہ کے وسیلہ سے آپؑ کا رابطہ اپنے ماننے والوں کے ساتھ قائم تھا۔ لیکن ۳۲۹ھ میں جب غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا تو آپؑ کے ساتھ لوگوں کا براہ راست رابطہ منقطع ہوگیا۔

آپ مکہ میں ظاہر ہوں گے اور جب ظہور کا اعلان ہوگا تو ۳۱۳ مومنین آپ کے پاس جمع ہوجائیں گے۔ ان لوگوں

کو ساتھ لے کر ساری دنیا کے کافروں سے آپ کی جنگ ہوگی۔

آپ اس جنگ میں کامیاب ہوں گے اور ساری دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

آپ ہی دجّال کو قتل کریں گے۔

سارے انسان نیکی، بھلائی اور سکون کی زندگی بسر کریں گے۔

دنیا سے دکھ اور تکلیف کا خاتمہ ہوجائے گا۔ اور انسان صحیح معنوں میں ترقی حاصل کریں گے۔

آپ ساری دنیا پر حکومت کریں گے اور ملک، نسل، زبان اور رنگ کے فرق کو دور کر کے سارے انسانوں کو بھائی بھائی بن کر رہنا سکھا دیں گے۔

آپ پیدا ہوئے تو دشمن اسی وقت آپ کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ لیکن آپ عام طور پر غائب رہتے تھے۔ اس لئے کوئی آپ کو نہیں پا سکا۔ آپ کے والد اس وقت شہید کئے گئے جب آپ صرف پانچ سال کے تھے۔ اس کمسنی میں آپ نے امامت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔

غیبت صغریٰ یعنی ۷۰ سال تک غائب رہنے کے باوجود آپ اپنے فرائض پورے کرتے رہے۔ اس زمانہ میں آپ کے چار نائب تھے۔ جو آپ سے ملتے اور آپ کے احکام مسلمانوں تک پہنچاتے رہتے تھے۔

۷۰ سال کے بعد اللہ کے حکم سے آپ نے یہ سلسلہ ختم کر دیا اور بالکل غائب ہوگئے۔

اس وقت سے لے کر اب تک آپ کی یہ غیبت جاری ہے۔ اسے غیبت کبریٰ کہا جاتا ہے

کچھ لوگ آپ کی طولانی عمر کو نہیں مانتے ان کے لئے یہی کافی ہے کہ:

توریت، انجیل اور قرآن میں ایسے انسانوں کا تذکرہ آیا ہے جن کی عمریں بہت طولانی اور غیر معمولی تھیں۔ قرآن نے حضرت نوحؑ کی دعوت کا عرصہ ۹۵۰ سال بتایا ہے۔ اور سابقہ امتوں میں طویل زندگیوں کی خبر دی ہے۔

اس زمانہ میں بھی حضرت کا فیض جاری ہے اگر آپ کا وجود نہ ہوتا تو دنیا فنا ہو جاتی۔ جب ہم کو ضرورت ہوتی ہے مولاً ہماری مدد کرتے ہیں۔

مشق

معنی بتاؤ: ◆ ظہور، ترقی، صغریٰ فرائض، نائب، غیبت، کبریٰ، عام طور، فیض، فنا، عرصہ، طولانی، سابقہ، شدید

جملے بناؤ: ◆ بلند، فطرہ، نصیب، عرصۂ غیبت، قبول، براہ راست، میر، کمسنی، نائب، فرائض

سوالات

۱ امام مہدیؑ کا نام، لقب اور کنیت بتائیے اور ولادت کے بعد سب سے پہلے آپ نے کیا کیا؟

۲ امام مہدیؑ کی ولادت کو کیوں چھپایا گیا؟

۳ غیبت صغریٰ کا زمانہ کتنا ہے اور یہ کب سے شروع ہوئی تھی؟

۴ غیبت صغریٰ کے زمانے میں امام مہدیؑ اپنے فرائض کس طرح نبھاتے تھے؟

اٹھائیسواں سبق

۲۸

ہمارا ترانہ

چشم جہاں سے گو ہے رہبر نہاں ہمارا
پھر بھی ہے جادہ پیما یہ کارواں ہمارا

ہے پرچم حسینی ظلِ ردائے زہرؑا
ظلِ ردائے زہرؑا ہے سائباں ہمارا

ہم مجلس امم میں امت ہیں پنجتن کی
پنجہ اسی لئے ہے قومی نشاں ہمارا

پروان ہم چڑھے ہیں سائے میں اس علم کے
بچپن سے ہے مجاہد ہر نوجواں ہمارا

ہم حق کے ہیں سپاہی کام اپنا حق پناہی
پندار بادشاہی لے امتحاں ہمارا

کھائے ہیں برچھیاں ہم ہنس ہنس کے نامِ حق پر
ہر زخم ایک گل تھا رن گلستاں ہمارا

عباسؑ کا علم جو پیغام دے رہا ہے
ہم اس کے ترجماں ہیں وہ ترجماں ہمارا

تشنہ لبوں کی خدمت قومی روایت اپنی
مشکیزۂ سکینہؑ قومی نشاں ہمارا

ہرسال ماہِ غم میں ملتا ہے جوش ایماں
ہر سال وقت لیتا ہے امتحاں ہمارا

ٹھنڈے ہیں جنکے سینے وہ آگ ہم سے مانگیں
پر سوز مستقل ہے سینہ تپاں ہمارا

کرتی نہیں ہے رحمت تخصیص ملک و ملت
سارے جہاں پہ پرچم ہے ضوفشاں ہمارا

لب پر حسینؑ کے جب آیا تھا نام اس کا
اس روز سے وطن ہے ہندوستاں ہمارا
دشت عراق و یثرب کیوں نہ ہو پانی پانی
گنگا پہ آکے اترے جب کارواں ہمارا
آیا نہ راس جسکو آب فرات و دجلہ
گنگ و جمن نے سینچا وہ گلستاں ہمارا
کیو ں کر نہ اپنی کشتی پہونچے گی تا بہ کوثر
عباسؑ کا علم ہے جب بادباں ہمارا

معنی بتاؤ: ◆ چشم ، رہبر، نہاں ، جادہ پیا ، پرچم، ظل ، سائباں ، امم، حق پناہی، پندار، ترجماں ، پرسوز، تپاں ، تخصیص، دشت، راس نہ آنا، گنگ و جمن، بادباں

جملے بناؤ: ◆ جادہ پیا، نہاں، ظل، سائباں پندار، ترجماں، کشتی، کوثر، بادباں، پرسوز، راس نہ آنا

سوالات

۱ نظم میں رہبر سے مراد کون ہے؟

۲ حضرت عباسؑ کا علم کیا پیغام دے رہا ہے؟

۳ اس شعر کا مطلب بتائیں:
کرتی نہیں ہے رحمت تخصیص ملک و ملت
سارے جہاں پہ پرچم ہے ضوفشاں ہمارا

انتیسواں سبق

۲۹

اہل بیتؑ سے محبت کا طریقہ

سرکار دو عالمؐ اور آپ کے اہل بیتؑ سے محبت ایمان کی جان ہے۔ جس دل میں اِن حضرات کی محبت نہ ہو مومن کا دل نہیں کہا جا سکتا۔

ان حضرات کی سچّی محبت یہ ہے کہ ہم اِن کی پوری اور مکمل پیروی کریں۔ اور ان کا اخلاق اور کردار اپنے اندر پیدا کریں۔

سچی خدا پرستی، حق پر مَر مٹنے کا جذبہ، سچائی، بہادری، صبر، استقلال، دیانت، ایثار، غریبوں کی امداد، ہمدردی، شرافت، علم، سخاوت، تقویٰ، حق گوئی، امانت داری اور دوسرے اچھے صفات اپنے اندر پیدا کریں، گناہوں سے بچیں، شریعت کی پوری پابندی کریں اور اپنی زندگی ان کے سانچے میں ڈھال لیں۔

کوئی بھی ایسا کام نہ کریں جن سے ان کا دل دکھے۔ یہ یاد رکھیں کہ وہ ہم سے زیادہ ہم سے محبت کرتے ہیں ہم کو ان سے ان کی مرضی اور پسند دیکھ کر محبت کرنا چاہئے اپنی مرضی اور پسند سے نہیں یعنی چاہے ہمیں کوئی کام کتنا ہی اچھا کیوں نہ لگے اگر

ان کی پسند نہ ہوتو نہ کریں۔ اورہمیں چاہے جتنی زحمت ہو اگر انھیں کوئی کام اچھا لگے تو ضرور کریں۔ اگر ہم انکی پسند کا خیال کئے بغیر ان سے محبت کریں گے تو ان کو ہم سے اذیت ہوگی پھر وہ ہم سے کیسے محبت کریں گے ہم ان کی مرضی کا خیال کئے بغیر منمانی طریقے سے محبت کریں تو اس بات کا ڈر ہے کہ ہماری محبت سے ان کو نفرت ہو جائے۔

محبت کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم اِن کی خوشی میں خوش ہوں اور اِن کے رنج میں رنجیدہ، ان کی ولادت کی تاریخوں میں محفلِ مسّرت منعقد کریں اور اِن کی شہادت کی تاریخوں میں مجلسِ غم۔

ان تمام غم کی تاریخوں میں مجلس منعقد کرنا اور جلوس وغیرہ نکالنا جس سے غم کا اظہار ہو بڑا ثواب رکھتا ہے

امام حسینؑ کے غم میں مجلس کرنا، آنسو بہانا۔ ماتم کرنا، جلوس نکالنا، مرثیہ اور نوحہ پڑھنا، کالے کپڑے پہننا، عاشورا کے دِن فاقہ کرنا غرضکہ ہر وہ کام جو عزا کا مظہر بن جائے اس کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور بے حد اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے۔

محبت کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم رسولؐ وآلِ رسولؐ کے کام کو آگے بڑھائیں۔ اِن حضرات کی زندگی کا مقصد تھا دنیا میں اسلام پھیلانا، اللہ کا نام بُلند کرنا، دین کو عام کرنا، انسانوں کو سچا راستہ دکھانا اور سچی خدا پرستی کی دعوت دینا امن وامان سے بھرے اور ظلم وستم سے پاک معاشرہ کی تشکیل اور عدالت کے نظام کو قائم کرنا۔

اگر ہم ان حضرات سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں بھی یہ کام ضرور کرنے چاہئیں

معنی بتاؤ: ◆ صبر | اخلاق | جذبہ | دیانت | ایثار | استقلال | سخاوت | رنجیدہ | شریعت | محفل | مجلس | یادگار | مصافحہ | منعقد

جملے بناؤ: ◆ تاکید، مظہر، تقویٰ، حق گوئی، فاقہ، جلوس، استقلال، یادگار، منعقد

سوالات

۱ اہل بیت اطہارؑ سے سچی محبت کیا ہے؟

۲ محبت کے طریقے بتاؤ۔

۳ خوشی اور غم کی تاریخوں میں ہمارا فرض کیا ہے؟

۴ کن کن کاموں کا اجر و ثواب زیادہ ہے؟

تیسواں سبق

۳۰

سامان یا اطمینان

دنیا کا کوئی انسان نہیں ہے جو سکون، چین اور اطمینان کا طلبگار نہ ہو اور کوئی انسان نہیں ہے جو بےچین و مضطرب اور پریشان نہ ہو اور سچی بات تو یہی ہے کہ اگر یہ بےچینی نہ ہوتی تو چین کی تلاش نہ رہتی۔

اگر یہ اضطراب نہ ہوتا تو اطمینان کی جستجو نہ ہوتی

سکون و اطمینان کی تلاش بےچینی اور پریشانی ہی کا نتیجہ ہے۔

لیکن

سب سے بڑا سوال تو یہ ہے کہ اطمینان ملے کیسے۔ دنیا کے بہت سے لوگوں نے فیصلہ کیا ہے کہ جہاں سے پریشانی شروع ہوتی ہے وہیں سے اطمینان کا انتظام کرنا چاہیے۔

- اگر کسی کو روٹی کی پریشانی ہے تو اسے روٹی دینی چاہیے۔
- اگر کسی کو کپڑے کی پریشانی ہے تو اسے کپڑا دینا چاہیے۔

- اگر کوئی مکان کا محتاج ہے تو اسے مکان دیا جائے۔
- اگر کوئی اولاد کی وجہ سے پریشان ہے تو اس کی اولاد کو صحیح تربیت دی جائے۔
- اگر کوئی زبردست لوگوں کی وجہ سے مضطرب ہے تو عدالت قائم کر کے انصاف کا انتظام کیا جائے۔

غرض بے چینی کے ہر راستے کو بند کر دیا جائے، سکون اور چین خود بخود پیدا ہو جائے گا

یہی سوچ کر

- آدمی نے ہر چیز کے لئے زیادہ سے زیادہ سامان مہیا کرنا شروع کیا۔
- روٹی کے لئے کاشتکاری کے عمدہ سے عمدہ ذریعے نکالے، سیکڑوں قسم کی کھاد اور دوائیں ایجاد کیں۔
- قدم قدم پر ٹیوب ویل لگوائے پمپنگ سیٹ کا انتظام کیا۔ ہائی بریڈ Highbreid فصلیں تیار کیں۔
- کپڑے کے لئے ملیں کھولیں، مشینیں بنائیں اور ہزاروں قسم کے کپڑے شوق کی تسکین کے لئے ایجاد کئے رہنے کے لئے خوبصورت سے خوبصورت عمارتیں بنوائیں۔

- سمندروں کو پاٹ کر جگہ نکالی، پہاڑوں کی چوٹیوں کو آبادی کے قابل بنایا تربیت کے لئے کانونٹ اسکول کھولے۔
- ظلم وستم کو مٹانے کے لئے عدالتیں قائم کیں۔

لیکن

حق یہ ہے کہ ہر چیز سے ایک نئی پریشانی ہی پیدا ہوئی سکون نہ ملا۔ مشینوں کے ٹوٹ جانے کے اندیشے نے دل کو چین نہ لینے دیا۔ مال کے لٹ جانے کی فکر نے رات کی نیند حرام کر دی۔ مکان کے گر جانے کے خیال نے پریشان کر دیا اور اطمینان کا ہر ذریعہ پریشانی کا پیش خیمہ بن گیا۔

آخر ایسا کیوں ہوا؟

بات دراصل یہ ہے کہ انسان نے پریشانی کی وجہ نہیں دریافت کی اور درمیان ہی سے مرض کا علاج شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اوپر اوپر سے مرض ٹھیک ہوتا رہا اور اندر اندر سے اور مضبوط ہوتا گیا۔

انسان نے یہ طے کیا کہ ساری پریشانی سامان کی کمی سے ہے۔ کھانے کے لئے روٹی، پہننے کے لئے کپڑا، رہنے کے لئے مکان نہیں ہے اسی لئے آدمی پریشان رہتا ہے جب یہ سب مہیا ہوجائے گا تو پریشانی خودبخود دور ہوجائے گی۔

یہ نہیں سوچا کہ اگر پریشانی سامان کی وجہ سے ہوتی تو جن کے پاس سامان موجود تھا کم از کم وہی مطمئن ہوتے لیکن ایسا بھی نہیں ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اطمینان کا راستہ کچھ اور ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کے پاس جتنا سامان بڑھتا گیا اتنا ہی اسے اپنے اوپر بھروسہ ہوتا گیا اور جتنا اپنے اوپر بھروسہ ہوتا گیا اتنا ہی اپنے خدا کو بھولتا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر مال سے برکت اٹھ گئی اور ہر طرف نحوست پھیل گئی۔ کل جب پانی نہیں برستا تھا تو ہر کسان اپنے مالک کی بارگاہ میں دعا کرتا تھا۔

فصل آنے سے پہلے دعائیں شروع ہوجاتی تھیں۔ مالک! غلہ ہی سے زندگی ہے اور غلہ ہی پر سارا دارومدار۔ مالک! موقع موقع سے پانی برسانا۔ مالک! پانی اس طرح برسے کہ کھیت میں زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا ہو۔ اور آج جب سے ٹیوب ویل وغیرہ کا چکر نکل آیا ہے کسی کو دعا کی ضرورت ہی نہیں رہ گئی۔ ہر ایک یہ سوچتا ہے کہ پانی نہیں برسے گا تو ٹیوب ویل تو موجود ہی ہے بلکہ دل ہی دل میں یہ خواہش بھی ہوتی ہے کہ پانی نہ برسے تو اچھا ہے تاکہ لوگوں سے پیسہ کمایا جاسکے اور یہی بری نیت ہے جس کی وجہ سے مال سے برکت اٹھ جاتی ہے اور نحوست کا دور دورہ ہوجاتا ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بے چینی کی وجہ سامان کی کمی نہیں ہے بلکہ اصل وجہ نیت کی خرابی اور خدا پر بھروسے کا اٹھ جانا ہے۔ جب تک دنیا میں سچّی نیت اور خدا پر بھروسے کی صفت نہ پیدا ہوگی سکون و اطمینان نہیں پیدا ہوسکتا چاہے آدمی چاند پر چلا جائے یا سورج پر۔ جہاں رہے گا پریشان ہی رہے گا۔

اس بات کا بہترین منظر کربلا کے میدان میں دیکھا گیا ہے

جہاں ایک طرف سامان ہی سامان تھا۔فوجیں تھیں، اسلحے تھے، پانی کی فراوانی تھی سپاہیوں کی کثرت تھی، آسائش کے اسباب تھے لیکن پریشانی تھی۔اور دوسری طرف بے سروسامانی تھی، غربت ومسافرت تھی، نہ لشکر تھے نہ اسلحے، نہ فوجیں تھیں نہ تعداد لیکن اطمینان اس درجہ کا تھا کہ قرآن امام حسینؑ کو "نفس مطمئنہ" کہہ کر پکار رہا تھا۔

ایسا کیوں تھا؟

صرف اس لئے کہ یزید کے پاس سب کچھ تھا مگر خدا پر بھروسہ نہ تھا۔امام حسینؑ کے پاس کچھ نہ تھا لیکن خدا پر بھروسہ اور دین پر اعتماد تھا۔

معنی بتاؤ: ◆ مضطرب، جستجو، کاشتکاری، عمدہ، ایجاد، تسکین، دارومدار، آسائش، اعتماد

جملے بناؤ: ◆ آسائش، اطمینان، کربلا، فراوانی، عمدہ، اعتماد

سوالات

١ پریشانیوں کی اصل وجہ کیا ہے؟

٢ امام حسینؑ کو نفس مطمئنہ کیوں کہا گیا؟

٣ انسان کو اطمینان کیسے مل سکتا ہے؟

اکتیسواں سبق

۳۱

علیؑ کی ذات

وجہ بقائے عرض و سما ہے علیؑ کی ذات
اعلان فتح دین خدا ہے علیؑ کی ذات
ہر درد لا دوا کی دوا ہے علیؑ کی ذا ت
صدیوں جو کی گئی وہ دعا ہے علیؑ کی ذات

ہمسر کہاں ملے گا کوئی بوترابؑ کا
یہ ذات معجزہ ہے رسالت مآبؐ کا

پیدا ہوئے تو کعبہ کی بنیاد بن گئے
پہلے ہی جبرئیل کے استاد بن گئے
نکلے پئے جہاد تو فولاد بن گئے
ہوکر جواں رسول کے داماد بن گئے

معنی کہیں بنے کہیں تحریر بن گئے
قرآن بن گئے کہیں تفسیر بن گئے

فاقوں سے جس نے توڑی ہے دولت کی برتری
بخشا ہے بے زروں کو دماغ ابوذرؓ ی
کرتے تھے ان کے در پہ فرشتے گداگری
خیرات اس کے پاؤں کی تاجِ سکندری

پیاسوں کو جس نے موجۂ کوثر عطا کیا
قطرے کا تھا سوال سمندر عطا کیا

اک بت کدے کو خانۂ یزداں بنا دیا
مٹی پہ کی نگاہ تو انساں بنا دیا
عزم و عمل سے عقل کو حیراں بنا دیا
اک بے زباں کتاب کو قرآں بنا دیا

دنیا کو لاجواب بناتا چلا گیا
ذرّوں کو آفتاب بناتا چلا گیا

مشق

معنی بتاؤ: ◆ بے زر، گداگری، خیرات، بتکدہ، یزداں، حیران، صدیوں، ہمسر، بوتراب، رسالتمآب
فولاد، تحریر، برتری،

جملے بناؤ: ◆ خیرات، بتکدہ، حیران، صدیوں، بوتراب، رسالتمآب، تفسیر، تحریر، گداگری، بے زر

سوالات

۱ اس نظم کا خلاصہ بیان کیجئے یہ رو یہ نظم کس کی شان میں ہے؟

۲ ایک بت کدے کو خانۂ یزدان بنا دیا اس جملہ کی تشریح کیجئے؟

۳ فرشتے کس کے در پہ گداگری کرتے تھے؟

بتیسواں سبق

۳۲

مسلمان حکومتیں

جب حضوؐر سرور کائنات کا سن چالیس برس کا ہوا تو آپ نے خدا کا حکم پا کر اپنی رسالت کا اعلان کیا۔

رسالت کے معنی ہیں پیغمبری۔ یعنی آپ نے قوم کو یہ سمجھایا کہ میں خدا کی طرف سے پیغام پہونچانے آیا ہوں۔ میرا پیغام یہ ہے کہ خدا کو ایک مانو، میری پیغمبری پر ایمان لے آؤ۔ قیامت پر عقیدہ رکھو اور اپنے پرانے رسم و رواج کو چھوڑ کر خداوند عالم کے احکام پر عمل کرو۔ اسی میں تمہارے دین و دنیا کی بہتری اور اسی میں تمہاری زندگی کا سدھار ہے۔

آپ کی پوری زندگی اسی پیغام کو پھیلانے میں صرف ہوگئی۔ اس سلسلہ میں آپ پر حملے بھی ہوئے پتھر بھی برسے، کانٹے بھی بچھائے گئے۔ لیکن آپ نے تمام مصیبتوں کا مقابلہ کر کے لوگوں کو خدائی پیغام سے آشنا بنایا۔

شروع ہی میں نہیں بلکہ اس وقت بھی جب آپ کا پیغام دوسرے ملکوں تک پہونچ چکا تھا اور وہاں کے لوگ داخل اسلام ہو چکے تھے۔ آپ کی زندگی کی سادگی برقرار تھی کیونکہ آپ کا مقصد کوئی حکومت قائم کرنا نہیں تھا بلکہ آپ صرف اس درد

دل کا اظہار کرنا چاہتے تھے جو قدرت نے آپ کی فطرت میں رکھ دیا تھا۔

آپ اپنے عمل سے برادری اور برابری کے جذبات پیدا کرنا چاہتے تھے عرب کے سب سے بڑے قبیلے کے سب سے بڑے انسان کا عام لوگوں کے مجمع میں بیٹھ جانا اور ان کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرنا خود بتا رہا ہے کہ اصلاح کرنے والے کے ذہن میں اصلاح کی تڑپ ہے حکومت کی خواہش نہیں ہے۔

۲۳ برس کی مسلسل تبلیغ کے بعد جب آپ دنیا سے جانے لگے تو ارشاد قدرت ہوا کہ ابھی قوم مزید اصلاح کی محتاج ہے۔اصلاح کا تعلق صرف عرب کے چند آدمیوں سے نہیں ہے۔ بلکہ تمہارے پیغام کو عام ہونا چاہیئے اور تمہاری اصلاح کے سائے میں تمام آفاق کو سمٹ آنا چاہیئے اس لئے اپنی جگہ علیؑ کو مصلح امت کی حیثیت سے متعارف کرا کر آؤ۔

چنانچہ آپ نے اس حکم کے بعد غدیر خم کے میدان میں یہ کھلا اعلان کیا کہ جس کا میں حاکم ہوں اس کے یہ علیؑ بھی حاکم ہیں۔اس حکومت سے مراد دنیاوی حکومت نہیں ہے۔اسی لئے آپ نے بادشاہ کا لفظ نہیں استعمال کیا بلکہ مقصد کو واضح فرمایا کہ جس پر بھی خدا کی طرف سے میری اطاعت فرض ہے، اس پر علیؑ کی اطاعت بھی فرض ہے۔اس اعلان میں حضرت علیؑ کی مذہبی حکومت کا اعلان ہوا تھا۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے چار سالہ دور حکومت میں وہ انداز قطعاً نہیں اختیار کیا جو دنیا کے حاکموں کا ہوا کرتا ہے اور نہ آپ نے حکمِ خدا کے خلاف کبھی کوئی حکم کسی کو دیا۔

رسولؐ اکرم کی زندگی میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے دنیا کی نظروں میں حضور کا وقار دیکھا تھا، اسلام کا لہراتا ہوا پرچم دیکھا تھا اور اسی بنیاد پر اسلام سے دلچسپی ظاہر کرنے لگے تھے۔ وہ اس راز کو نہ سمجھ سکتے تھے کہ رسولؐ اکرم اس عظمت کے بعد بھی حکم خدا کے علاوہ اپنا کوئی حکم نافذ نہیں کرتے۔ان لوگوں کے ذہن میں صرف یہ بات تھی کہ حکومت واقتدار کا اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ مسلمانوں کی رہنمائی کا کاروبار سنبھال لیا جائے۔

چنانچہ آپ کی وفات کے فوراً بعد ہی یہ کاروبار شروع ہو گیا اور سادے لباس والی پولیس کی طرح مسلمان حکام تاج رہنمائی سر پر رکھ کر تخت حکومت پر جلوہ گر ہو گئے۔ حالات کے نتیجہ میں کردار میں دورنگی پیدا ہو گئی اور حکومت و رہنمائی کو یکجا

کرنے کی ناکام کوشش ہونے لگی۔ اب ایک طرف پھٹا ہوا کرتا پہنا جاتا اور دوسری طرف لوگوں سے حکومت کا اقرار لینے کے لئے گھر جلانا، گرفتار کرنا، جائداد ضبط کرنا، اور اس قسم کے دوسرے کام بھی کئے جاتے۔

حکومت کی اسی دبی ہوئی خواہش نے اسلام کی تبلیغ کے نام پر چڑھائیوں کی دعوت دی اور اب ہر پڑوسی ملک مسلمانوں سے مرعوب رہنے لگا۔ حکومتیں قائم ہونے لگیں۔ تخت و تاج کی دوڑ شروع ہوگئی اور حضرت علیؑ کی چند سالہ مختصر حکومت کے خاتمے کے بعد پھٹے ہوئے کرتے اتر گئے اور دربار حکومت کے دروازوں پر ریشمی پردے نظر آنے لگے۔

دبی ہوئی خواہش ابھر کر سامنے آگئی اور اسلام کی ظاہری سادگی بھی رخصت ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ اگر حضرت علیؑ اور ان کے چند ساتھیوں کی کڑی تنقید کا خطرہ نہ ہوتا تو یہ سادگی روزِ اوّل ہی سے غائب ہو جاتی۔ لیکن اس وقت حکومت کے خواہشمندوں کی جرأت کمزور تھی۔ اور اب اس میں پوری طاقت آچکی تھی۔

اسلامی مملکت کے ساتھ بنوامیہ کا یہی کھیل تھا جس نے اسلامی حکومت کا نیا تصور پیدا کر دیا اور آج ہر وہ ملک جس میں ریڈیو سے اذان ہو جاتی ہو یا جس کے جھنڈے پر لا الٰہ الا اللہ لکھ دیا جاتا ہو اسے اسلامی ملک کہا جاتا ہے۔ چاہے اس کے حکمرانوں کا طرزِ عمل کیسا ہی کیوں نہ ہو اور اس کے اندر شراب و زنا کی گرم بازاری کتنی شدید کیوں نہ ہو۔

اب اسلامی حکومت سے مراد ایسی ہی حکومتیں ہوتی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو حکومت کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

حالانکہ ان کو صحیح لفظوں میں مسلمان حکومت کہنا چاہیئے

ان حکومتوں کا سلسلہ ایشیا سے افریقہ تک پھیلا ہوا ہے البتہ ایران میں بحمداللہ اسلامی حکومت قائم ہو چکی ہے خدا کرے دوسرے مسلمان ملکوں میں بھی اسلامی حکومتیں قائم ہو جائیں۔

افریقہ

یہ ایک برّاعظم ہے جس میں بہت سے ملک پائے جاتے ہیں۔ لیکن بعض ملک اپنی شہرت کی وجہ سے خود اپنا مستقل ذکر رکھتے ہیں۔ افریقہ سے اسلام کا تعلق بہت پرانا ہے جناب اسمٰعیلؑ کی والدہ جناب ہاجرہؑ افریقہ

کی رہنے والی تھیں۔جناب فضہؑ اور جناب قنبرؑ افریقہ کے باشندے تھے۔رسولؐ خدا کے مُوذن بلالؓ افریقی تھے۔مسلمانوں کی پہلی ہجرت افریقہ کی طرف ہوئی تھی جب کہ انھیں بادشاہ حبش نجاشی نے پناہ دی تھی۔

رسولؐ اللہ کے ایک فرزند ابراہیم کی والدہ جناب ماریہ قبطیہؑ افریقہ کی رہنے والی تھی۔جناب ام ایمنؑ جنھوں نے رسولؐ اکرم کو گودی میں پالا تھا یہ بھی افریقہ ہی کی تھیں۔ان کے ایک بیٹے ایمن جنگ خیبر میں شہید ہوئے تھے۔اور ایک اسامہ بن زید تھے جنھیں رسولؐ اکرم نے اپنے آخر وقت میں ایک ایسے لشکر کا سردار بنایا تھا،جس میں بنی ہاشم کے علاوہ سب جوان بوڑھے اور سن رسیدہ لوگ شامل تھے۔امام محمد تقی علیہ السلام کی والدہ بھی افریقہ ہی سے تعلق رکھتی تھی۔

مسلمانوں کی دو بڑی حکومتوں میں سے ایک انڈونیشیا ہے یہاں کسی دور میں مذہب شیعہ کا بھی چرچا تھا۔لیکن اب وہ دور ختم ہو چکا ہے علماء دین توجہ دے رہے ہیں۔امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہاں شیعیت پھر متعارف ہو جائے گی۔

انڈونیشیا سے ہر سال سب سے زیادہ مسلمان فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے آتے ہیں اور مشہور ہے کہ وہاں اس وقت تک کسی لڑکے کی شادی نہیں ہوتی جب تک وہ حج کے فریضہ کو ادا نہیں کر لیتا۔

یہ ایک پہاڑی ملک ہے۔یہاں کے باشندے پٹھان کہے جاتے ہیں۔انھیں لوگوں نے ہندوستان پر چڑھائی کر کے ہندو افغانستان کو ایک رشتہ میں جوڑنا چاہا تھا۔

مُغل سلطنت کا بانی بابر بھی کابُل ہی سے آیا تھا۔افغانستان میں شیعوں کی کافی آبادی ہے۔لیکن حکومت کی سختیوں کی بناء پر عموماً عسرت و تنگ دستی اور تقیہ کی زندگی گذاری جاتی ہے؟ مرکز علم قم میں افغانی طُلاب کی ایک بڑی تعداد مشغول تحصیل علم ہے۔

امریکی تسلط کے بعد یہ ملک ابتری فتنہ وفساد کی نذر ہو گیا ہے۔تاہم اکثریت نے اقلیت پر ظلم ڈھانے کی روایت کو باقی رکھا ہوا ہے۔طالبان نامی شدت پسند گروہ اپنی من مانی اور دہشتگردانہ ظلم وزیادتی سے پہلے سے بھی بڑھ چڑھ کر مصروف جفا ہے۔

ایران ایک سردو پُر بہار ملک ہے۔جس کی تہذیب اسلام کے پہلے بھی مشہور تھی۔ یہاں کے لوگ سرخ وسفید اور خوبصورت ہوتے ہیں۔

رسولؐ اکرم کے انتقال کے بعد جب مسلمانوں کو دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے کا شوق ہوا تو سب سے پہلے ایران ہی پر چڑھائی ہوئی مسلمانوں کو لوٹ مار سے دلچسپی زیادہ تھی اور اسلام کی تبلیغ سے کم۔اس لئے ان لوگوں نے وہاں کے مقامی باشندوں کو ذلیل کرنے کی ٹھان لی اور اس طرح ایرانیوں کے دل میں اسلام کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو گیا اور وہ مسلمانوں سے انتقام کی سوچنے لگے۔

لیکن اہل بیتؑ رسولؐ کے بروقت اقدام سے یہ طوفان رک گیا۔حضرت علیؑ نے وہاں کی شہزادی شہر بانو کا عقد اپنے فرزند امام حسینؑ سے کرکے ایرانیوں کے وقار کو بچا لیا اور اس طرح عجم کے دل میں اہلبیتؑ کا اثر ورسوخ قائم ہو گیا جو تمام انقلابات کے بعد آج بھی باقی ہے۔

روئے زمین پر پہلا ایسا ملک ہے جس کی سرکاری نشر ہونے والی اذان میں عَلِيٌّ وَّلِيُّ اللهِ کی شروعات ہوئی۔ایران کا دارالحکومت تہران ہے۔تہران سے تھوڑے ہی فاصلے پر قم ہے جو امام رضاؑ کی بہن جناب فاطمہؑ کا مزار ہونے کے علاوہ عظیم علمی مرکز ہے۔

- قم میں کم از کم ۵۰ ہزار طلاب علم دین حاصل کرتے ہیں۔
- تہران میں امام زادہ عبدالعظیمؑ کا روضہ ہے۔

تہران سے ایک ہزار کیلومیٹر کے فاصلے پر مشہد مقدس خراسان میں اسلامی عمارتوں میں خاص اہمیت کا حامل امام رضاؑ کا مزار ہے۔جسے آستان قدس رضوی کے نام سے جانا جاتا ہے۔معنوی فیوض وبرکات کے حصول کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں زائرین محترم امام رؤف کے وسیع وعریض دسترخوان پر مہمان بھی ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ دیگر سماجی خدمات

میں بھی حرم امام رضاؑ کے خدمات لائق ستائش وشکریہ ہیں۔

ایران نے علم دین کی بے پناہ خدمت کی ہے۔اہل سنت اور شیعہ دونوں فرقوں کے بڑے بڑے علماء ومحدثین تقریباً سب ایرانی تھے شیعوں کی حدیث کی چار بنیادی کتابوں کے مؤلف سب ایرانی ہی تھے دو کتابوں کے مؤلف خراسان کے تھے۔

برسوں کی محنت اور کوششوں کے بعد اسلام کی سربلندی کے ساتھ آخر کار یہاں ۱۹۷۹ء میں رہبر انقلاب اسلامی آقائے خمینیؒ کی قیادت میں یہاں اسلامی انقلاب آیا۔

الحمدللہ آج رہبر معظم سید علی خامنہ ای اس عظیم انقلاب کی حفاظت اور نگرانی فرما رہے ہیں جو تشیع کی آبرو اور مظلوموں کے دلوں کی پکار ہے۔اسی انقلاب کی بدولت آج طاغوت لرزہ براندام اور شیعت سرخرو ہے۔

شام اور سعودی عرب کے درمیان ایک چھوٹی سی حکومت ہے۔اس کا خاص شہر اور دارالحکومت عمان ہے۔ یہاں کے لوگ کافی سرخ وسفید اور صحت مند ہوتے ہیں۔

زبان عربی ہے یہاں کا بادشاہ اگرچہ ہاشمی خاندان کا ہوتا ہے لیکن شیعیت یہاں بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔

حضرت جعفر طیارؓ اور جناب زید بن حارثہؓ کے مزارات یہیں پر ہیں۔قدیم اور جدید اسلامی تاریخ سے تعلق اور عثمانی سلاطین کی خاص توجہ کے سبب یہ ملک اہمیت کا حامل ہے۔کبھی فلسطین اور شام کا حصہ ہوا کرتا تھا۔آج فلسطینی مہاجرین کی پناہ گاہ بھی ہے۔

کسی زمانے میں شیعیت کا مرکز تھا۔صاحب کتاب حدائق یہیں کے رہنے والے تھے۔شیخ بہاء الدین علیہ الرحمہ کے والد نے اپنے فرزند کو وصیت کی تھی کہ اگر دنیا درکار ہو تو ہندوستان جاؤ اور اگر دین درکار ہو تو بحرین جاؤ۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زمانے میں یہاں سچے اسلام کا اثر تھا۔مگر آج ظالم وفاسق

آل خلیفہ بحرین پر قابض ہیں۔شیعوں پر ظلم ہے اور انھیں تنگدست بنا دیا گیا ہے۔

امیرالمومنینؑ کے زمانے میں عمر بن عبداللہ ابی سلمہ یہاں کے گورنر تھے۔

منامہ، محرق، جدہ اور الرفاع یہاں کے اہم شہر ہیں۔اس ملک کی تاریخی اور ثقافتی قدامت عصر حجر و آہن تک پہنچتی ہے۔تیل کی درآمد کی بنا پر یہاں کی حکومت مالدار ہے مگر عوام کے حق میں ظالم اور جفا کار حکومت ہے۔

ایشیا اور مسلمانوں کا اہم سیاسی ملک ہے۔ اپنی خصوصی سیاست اور اقوام متحدہ کی پالیسیوں میں شریک رہنے والی حکومتوں میں سے ایک ہے۔

یہاں کی آبادی تقریباً ۲۵ کروڑ ہے۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان سے الگ ہوکر مستقل حکومت کی شکل میں آیا ہے۔

اس کے کچھ مرکزی علاقے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اسلام آباد اس کا دارالحکومت ہے۔

پاکستان کے مشہور شہر لاہور، کراچی، راولپنڈی، پشاور، حیدرآباد وغیرہ ہیں۔ لاہور شیعوں کے لئے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں سے دس بارہ رسالے ہر مہینے شائع ہوتے ہیں۔کتابوں کی اشاعت اور اس کے مطالعہ کا شوق عام ہے۔کراچی میں بھی عزاخانوں کی کثرت ہے۔لیکن مجالس کے علاوہ وہ مذہبی شغف نظر نہیں آتا جو لاہور میں دکھائی دیتا ہے۔

پاکستان میں ایک شیعہ علاقہ کورم ایجنسی بھی ہے۔ جہاں کے لوگ انتہائی بہادر ہوتے ہیں۔ بلتستان کا علاقہ بھی اچھا علاقہ ہے۔خوبانی کی پیداوار بکثرت ہے۔لوگ نیک نفس اور باعمل ہوتے ہیں۔ سندھ کا علاقہ بھی مذہبیات کے لئے اچھا علاقہ ہے۔اگرچہ علم وفن کا ذوق کم ہے۔

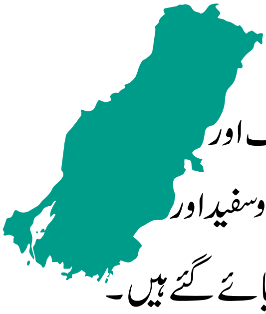

ایران کے مغرب میں نہایت ہی مشہور و معروف اور قدیم روایات کا حامل ملک ہے۔ یہاں کے لوگ سرخ وسفید اور خوبصورت ہوتے ہیں۔قبل از تاریخ بھی ترکی کے آثار پائے گئے ہیں۔

ترکی نے حجر و آہن سے لیکر قرون وسطی تک اپنی گہری چھاپ تاریخ پر ثبت کی ہے۔

بنی عباس کے خاتمہ کے بعد سے انھوں نے اپنے یہاں خلافت کا رواج باقی رکھتا تھا۔سلطنت عثمانیہ کا قیام یہیں پر عمل میں آیا۔سلطنت عثمانیہ مسلمان بادشاہت کا زرین دور کہا جا سکتا ہے۔ترک ایک زمانے میں مشرقی یورپ پر بھی قابض تھے۔لیکن پہلی جنگ عظیم کے بعد ان کا قبضہ ختم ہوگیا۔ان کا ہر بادشاہ خلیفۃ المسلمین کہا جاتا تھا۔

لیکن ۱۹۲۳ء میں یہ خواب ٹوٹ گیا اور وہاں جمہوریت قائم ہوگئی۔ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی کافی زور مارا تھا۔لیکن اس خلافت میں باقی رہنے کی صلاحیت ہی نہیں تھی۔اس لئے مُردے کو کون زندہ کرتا؟

مصر کے مغرب میں یہ چھوٹا سا ملک ہے۔اس ملک کے آثار قبل مسیح بھی ملتے ہیں۔۱۸۸۱ء تک یہ علاقہ سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا۔مگر پھر اس پر فرانس کا تسلط ہوگیا۔بالآخر ۱۹۵۶ء میں خود مختاری کے ساتھ آزاد ہوگیا۔جو یوں تو کافی زرخیز ہے لیکن ترقی کی رفتار میں بہت پیچھے ہے۔یہاں قدرے مذہبی اعتدال ہے اور مذہبی حقوق کی حفاظت یہاں کے آئین کا حصہ ہے۔شیعوں کی تعداد بہت کم ہے۔

یہ علاقہ تیونس کے مغرب میں ہے۔۹۹ فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے۔معدنیات میں کافی شہرت رکھتا ہے۔پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے۔شیعوں کی بھی اچھی تعداد ہے۔روز عاشورہ سلطان احمد بن بلد کے زمانے سے سرکاری چھٹی ہو رہی ہے۔

صدام کے مقابلہ میں یہاں کی حکومت نے جمہوری اسلامی ایران کا ساتھ دیا تھا۔قبل مسیح بھی اپنی تاریخ کے نقوش اور آثار رکھتا ہے۔کسی زمانہ میں علمی چرچا بھی تھا لیکن اب سناٹا ہے۔

ایک چھوٹا سا علاقہ ہے جو تجارتی اعتبار سے شہرت رکھتا ہے۔مسلم علاقہ ہے۔پوری دنیا کی تجارتی نگاہیں اس پر لگی رہتی ہیں۔پوری دنیا سے لوگ یہاں کام کی تلاش اور تجارت کی کامیابی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

مشرقی افریقہ کا ایک مسلمان ملک ہے۔ یہاں بھی شیعوں کی آبادی پائی جاتی ہے اور واعظین و مبلغین کا ایک سلسلہ رہتا ہے۔ تجارت پیشہ لوگ آباد ہیں جو خدا کے فضل سے خوش حال بھی ہیں اور یہ مالی خوشحالی ان کے شرعی حقوق کی ادائیگی کا نتیجہ ہے۔

عرب ایک ایسا ریگستانی علاقہ ہے جس میں دور دور تک ہر طرف سرخ ذروں کا سمندر موجیں مارتا رہتا ہے۔ آب و گیاہ کا نام و نشان تک مشکل سے ملتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود دنیا کو ہدایت کی شعاعیں اسی سرزمین سے ملی ہیں۔ عالم کا قبلہ خانۂ کعبہ اسی زمین پر ہے۔

اسلام یہیں سے پھیلا ہے، رسولؐ اکرم اور ان کے اہلبیتؑ حضرت علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ یہیں پیدا ہوئے ہیں۔

یہاں کے مشہور شہر یہ ہیں

مکہ یہاں اللہ کا گھر کعبہ ہے۔ جسے جناب ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ نے تعمیر کیا تھا۔ یہ بظاہر تو ایک چھوٹا سا مکان ہے لیکن اپنی عظمت کے اعتبار سے سارے عالم کے سجدہ کرنے کے قابل ہے۔

کعبہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ عظمت خدا کے حکم سے ملتی ہے۔ حکم خدا کے بعد اینٹ اور گارے کو نہیں دیکھا جاتا۔ کعبہ ہی کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ اس میں کائنات کے امیر اور رسولؐ اکرم کے وزیر حضرت علیؑ کی ولادت ہوئی ہے۔ اس کے ایک گوشہ میں ایک پتھر نصب ہے جسے حَجَرِ اَسْوَدْ کہا جاتا ہے۔ اس پتھر نے امام زین العابدینؑ کی امامت کی گواہی دی تھی۔ اس کے قریب زمزم کا چشمہ ہے جو جناب اسمٰعیلؑ کے پیاس میں ایڑیاں رگڑنے سے جاری ہوا۔ کعبہ کا غلاف ہمیشہ سیاہ رہتا ہے۔

کعبہ کے گرد مسجد الحرام ہے اور مسجد کے باہر صفا و مروہ دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان زمانۂ حج میں سات مرتبہ سعی کی جاتی ہے۔

مکہ میں جناب خدیجہؑ، حضرت عبد المطلبؑ، حضرت ابوطالبؑ اور رسولؐ اکرم کے دوسرے بزرگوں کی قبریں ہیں۔ اس

قبرستان کو جنّتُ المعلّٰی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مکہ کے باہر عرفات کا میدان ہے۔ جہاں حاجی حضرات ۹/ ذی الحجہ کو زوال سے غروب تک قیام کرتے ہیں اور عرفات کے قریب مَشْعَرُالحَرام ہے جہاں نویں ذی الحجہ کا دن گذار کر رات بسر کی جاتی ہے۔

مشعر سے متصل منیٰ کا میدان ہے جہاں جناب ابراہیمؑ نے اپنے فرزند اسمٰعیلؑ کی قربانی پیش کی تھی اور اس کی یاد میں ہر حاجی ایک جانور ذبح کرتا ہے۔ منیٰ ہی کے میدان میں وہ تینوں شیطان بھی ہیں۔ جنھیں جمرات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جن کو پتھر مارنا ہر حاجی کا فرض ہے۔

مدینہ عرب کا دوسرا بڑا اور مقدس شہر ہے۔ جہاں ہجرت کے بعد رسول اکرمؐ نے پناہ لی تھی۔ یہیں سے اسلام کو فروغ نصیب ہوا تھا۔ اور یہیں حضور سرور کائناتؐ کا روضۂ مبارک ہے۔

یہاں جنت البقیع کے نام سے ایک قبرستان بھی ہے۔ اس قبرستان میں جناب فاطمہ زہراؑ اور ائمہ علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ اسی سے ملا ہوا یہودیوں کا قبرستان ''حش کوکب'' تھا۔ جسے بقیع کے مزارات مقدسہ کو منہدم کرنے کے بعد اسی قبرستان میں شامل کر لیا گیا ہے۔

مدینہ کے اطراف میں اسلام کی پہلی مسجد ''مسجد قبا'' ہے اور احد کا میدان بھی ہے۔ جہاں اکثر مسلمان حضرت رسولؐ کو چھوڑ کر پہاڑ پر بھاگ گئے تھے اور آپ کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے۔ اسی میدان میں جناب حمزہ کی قبر بھی ہے۔

مدینہ سے کچھ دور ''غدیر خم'' ہے جہاں رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان کیا تھا۔ اور یہیں سے چند منزلوں کے فاصلہ پر فدک کا علاقہ ہے جسے حضورؐ نے اپنی بیٹی جناب فاطمہؑ کو ہبہ کر دیا تھا۔

جدّہ اور طائف بھی عرب کے بڑے شہر ہیں۔ جدّہ ساحلی شہر کی وجہ سے تجارتی مرکز ہے اور طائف ایک پر بہار علاقہ ہے۔ انگور کی پیداوار بکثرت ہے۔ عرب کے لئے طائف شملہ اور نینی تال کا لطف رکھتا ہے ریاض وہاں کا دارالسلطنت ہے۔

مصر کے جنوب میں ایک آزاد مسلمان ملک ہے۔ یہاں بھی وہی دریائے نیل بہتا ہے جو مصر میں ہے اور جس کا ذکر قرآن مجید میں ملتا ہے۔

شام کو سیریا بھی کہا جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ کا بڑا قدیم ملک ہے۔ رسولؐ اکرم کے انتقال کے بعد اس ملک پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔ خلیفۂ دوم نے اپنے دورِ حکومت میں معاویہ کو اس کا گورنر بنا دیا تھا۔

خلیفۂ سوم کے دور میں گورنری کے حدود میں اور وسعت ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاویہ نے اقتدار کے نشہ میں آ کر حضرت علیؑ کی خلافت کو ماننے سے انکار کر دیا اور جب یہ دیکھا کہ حضرت علیؑ کی حکومت مستحکم ہو رہی ہے تو آپ کے خلاف خون عثمان کے بدلے کا ہنگامہ کھڑا کر کے آپ کے اقتدار کو کمزور بنانا چاہا حضرت علیؑ کی شہادت بھی معاویہ ہی کی حکومت کا نتیجہ تھی۔

۴۱ھ میں معاویہ سے امام حسنؑ کی صلح ہوئی جس میں یہ طے ہو گیا تھا کہ حضرت علیؑ پر سب و شتم کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا۔ لیکن ایسا کچھ نہ ہوا اور معاویہ نے ہر شرط صلح کی خلاف ورزی کر کے آخر وقت میں یزید جیسے شرابی و بدکار کو اپنا جانشین بنا دیا۔ جس کے نتیجہ میں کربلا کا حادثہ، مدینہ کی تاراجی اور حرمِ خدا کی بے حرمتی منظر عام پر آ گئی۔

معاویہ کی حکومت بنی اُمیہ کے اقتدار کی ابتدا تھی جس کا سلسلہ ۹۲ سال تک جاری رہا۔ بنی امیہ کے سلاطین کے ہاتھوں امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ کی شہادت ہوئی۔

شام کا دارالحکومت دمشق ہے۔ جہاں یزید نے امام حسینؑ کے گھر والوں کو گرفتار کرا کے طلب کیا تھا اور ان کی تشہیر کرائی تھی۔ اسی دمشق میں جناب زینبؑ کا روضہ ہے اور یہ قدرت کا کرشمہ ہے کہ آج دمشق میں معاویہ یا یزید کی قبروں کا صحیح پتہ تک نہیں ملتا۔ جب کہ مظلوم کا ماتم کرنے والی بہن کا مزار آج بھی موجود ہے۔

افریقہ میں زنجبار جیسی ایک چھوٹی سے حکومت ہے جہاں شیعوں کا بھی وجود پایا جاتا ہے۔ سخت خشک سالی ہوتی ہے۔ اکثر قحط پڑ جاتا ہے۔ مسلم اکثریت ہے اور غریب وفاقہ زدہ افراد کی تعداد بہت ہے۔

قدیم ثقافت، اسلامی تاریخ اور دور حاضر کا ایک اہم اسلامی ملک ہے۔ یہاں دو مشہور دریا دجلہ وفرات بہتے ہیں۔ اس کا بندرگاہ بصرہ اور دارالحکومت بغداد ہے۔ عرصہ تک صدام ملعون کی ڈکٹیٹر شپ اور اس کے مظالم کی گرفت میں رہا۔ ۲۰۰۳ء میں صدام نامی فتنہ سے چھٹکارا ملا۔

فی الحال یہاں بھی اسلامی جمہوریت کی حکومت قائم ہو چکی ہے اور الحمدللہ اذان میں عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ کی صدائیں سنائی دینے لگی ہیں۔

شیخ مفیدؒ، سید رضیؒ، سید مرتضیٰؒ، علامہ حلیؒ، محقق کرکیؒ، آیۃ اللہ محسن الحکیمؒ، آیۃ اللہ خوئیؒ، شہید خامس آیۃ اللہ باقر الصدرؒ، شہیدہ بنت الہدیٰؒ جیسی عظیم ہستیاں عراق ہی نے بخشیں۔ عصر حاضر میں آیۃ اللہ سیستانیؒ جیسی پروقار شخصیت اسی سرزمین سے عالم فقاہت کو سربلند کئے ہوئے ہیں۔

مشہور مقامات:

نجف

یہاں امیرالمومنین حضرت علیؑ کا روضہ ہے اور وہ عظیم علمی درسگاہ بھی تھی جسے ''حوزہ علمیہ'' کہا جاتا تھا اور جس کی بنیاد ایک ہزار سال پہلے شیخ طوسیؒ نے رکھی تھی۔ جب بغداد میں شیعوں کے قتل عام کے بعد آپ کو بغداد چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا گیا تھا۔

حضرت علیؑ کے پہلو میں جناب نوحؑ اور جناب آدمؑ کی بھی قبریں ہیں۔ نجف میں دنیا کا سب سے بڑا قبرستان وادی السّلام ہے۔ جہاں ہر سال تقریباً ۵۰ ہزار میتیں دفن ہوتی ہیں۔ اس قبرستان کی خصوصیت یہ ہے کہ مومنین کی تمام روحیں

مرنے کے بعد یہیں جمع ہوتی ہیں۔ یہیں جناب ہودؑ و صالحؑ پیغمبر کی بھی قبریں ہیں۔

کوفہ وہ قدیم شہر ہے جو اسلام کے ابتدائی دور میں چھاؤنی کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت علیؑ نے اسے دارالحکومت قرار دے دیا تھا۔ اس لئے کہ یہ عراق و ایران کا درمیانی مرکزی علاقہ اور ساحل پر بھی واقع تھا۔ یہاں دو عظیم مسجدیں ہیں۔

مسجد کوفہ، مسجد سہلہ۔ مسجد کوفہ کی محراب میں حضرت علیؑ کی شہادت ہوئی تھی۔

کوفہ ہی میں جناب یونسؑ جناب مسلمؑ، جناب ہانیؒ، جناب مختارؒ، جناب میثمؒ اور جناب کمیلؒ بن زیاد وغیرہ کی قبریں ہیں۔

کربلا رقبہ کے اعتبار سے بہت چھوٹا اور عظمت کے اعتبار سے کونین سے بالاتر شہر ہے۔ یہیں اسلام کی آخری فیصلہ کن لڑائی ہوئی تھی جس میں امام حسینؑ اپنے انصار و اصحاب و اعزاء سمیت شہید ہوئے تھے یہاں دو عظیم الشان روضے ہیں۔

کربلا سے تھوڑے فاصلہ پر مسیب میں جناب مسلمؑ کے دونوں فرزندوں کے روضے ہیں۔ جو دنیائے انسانیت میں مظلومیت کے مینارے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بغداد عراق کا دارالحکومت ہے۔ اسے منصور دوانقی نے لاکھوں دینار خرچ کرکے آباد کیا تھا۔ یہاں امام زمانہؑ کے زمانۂ غیبت صغریٰ کے چاروں نائبوں کی قبریں ہیں۔

بعض علماء اعلام کے قبور بھی اسی بغداد میں ہیں۔ بغداد ہی میں وہ دیوار بھی ہے جس کے لئے سادات کے خون کا گارا بنایا گیا تھا۔ بغداد آج کل عراق کا سب سے بڑا تجارتی مرکز اور دارالخلافہ ہے۔

کاظمین بغداد ہی کا ایک محلہ ہے جو دریائے دجلہ کی وجہ سے بغداد سے الگ ہوتا ہے۔ یہاں امام موسیٰؑ کاظم، امام محمد تقیؑ کے روضے ہیں اور اسی مناسبت سے اسے کاظمین کہا جاتا ہے بعض علماء اعلام کی قبریں بھی روضہ کے اندر باہر موجود ہیں۔

سامرہ ایک چھوٹا سا شہر ہے۔جس کی اکثر آبادی اہل سنت کی ہے۔یہاں امام علیؑ نقی امام حسن عسکریؑ کا روضہ ہے۔جس میں جناب حکیمہ خاتون اور امام زمانہؑ کی والدہ جناب نرجس کی بھی قبریں ہیں۔یہیں وہ سرداب غیبت بھی ہے جس سے امام زمانہؑ کی غیبت کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔غیبت اس وقت تک جاری رہے گی، جب تک زمانہ ظلم و جور سے بھر نہ جائے تا کہ آپ ظہور فرما کر اسے عدل وانصاف سے بھر دیں۔

مدائن بغداد سے دس بارہ میل کے فاصلہ پر چھوٹا سا شہر ہے۔جناب سلمانؑ اسی شہر کے گورنر بنائے گئے تھے۔یہاں جناب سلمان، جناب حذیفہ اور جناب جابر کی قبریں ہیں۔ یہیں وہ عظیم الشان طاق کسریٰ بھی ہے جس کے چودہ کنگرے رسول اکرمؐ کی ولادت کے موقع پر خود بخود گر گئے تھے۔

عراق ہی میں جمل، صفین، اور نہروان کے میدان ہیں جہاں نفسِ رسولؐ حضرت علیؑ کے مقابلے میں عائشہ، معاویہ اور خوارج آئے تھے۔

کویت تقریباً ۴۵ لاکھ کی آبادی کا چھوٹا سا ملک ہے۔تیل کی آمدنی بے حساب اور آبادی کم ہے۔ لوگ بے حد مطمئن اور خوشحال ہیں۔

یہاں کی زیادہ آبادی غیر ملکی افراد کی ہے۔شیعہ بھی بکثرت ہیں اور ہر مذہب کے لوگوں کو مکمل آزادی حاصل ہے۔

لیبیا مصر کے مغرب میں ایک مختصر سی حکومت ہے۔یہاں کی آبادی بھی نہایت مختصر ہے۔

شام سے ملا ہوا ایک چھوٹا سا ملک ہے شیعوں کی آبادی بھی بکثرت ہے۔ یہاں ہر مذہب کے آدمی کو مکمل آزادی حاصل ہے۔

شیعوں کے چند علمی مراکز بھی یہاں رہ چکے ہیں۔ اشاعت کا بھی ایک اہم مرکز ہے۔ نئی تہذیب کا غلبہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود دیانت کافی مقدار میں ہے۔ یہاں کے مومنین کا جذبۂ مقاوت قابل رشک ہے۔

مراقش یا مراکش الجزائر کے مغرب میں چھوٹا سا مسلمان ملک ہے۔ یہیں سے مسلمانوں نے یورپ پر حملہ کر کے اسپین پر قبضہ کیا تھا۔ اور صدیوں تک وہاں اپنی حکومت جمائے رہے۔ لیکن آخر کار مذہب سے غفلت اور باہمی اختلافات کی بنیاد پر اپنی دیرینہ عظمت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

برّاعظم افریقہ کے شمالی حصے کا سب سے بڑا مسلمان ملک ہے۔ دارالحکومت قاہرہ ہے۔ دور قدیم میں کے بادشاہوں کو فرعون کہا جاتا تھا۔ انھیں فراعنہ میں سے ایک فرعون وہ بھی تھا جس کے گھر میں جناب موسیٰؑ کی پرورش ہوئی تھی اور جس کی حکومت کا تختہ آپ ہی نے بڑے ہو کر پلٹا تھا۔

مصر میں ایک بہت بڑی علمی درسگاہ جامعہ ازہر ہے جسے چند صدی قبل ایک فاطمی بادشاہ المعتز باللہ نے قائم کیا تھا۔ لیکن فاطمی حکومت کے زوال کے ساتھ ہی وہاں سے شیعیت کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ ادھر چند برس قبل مرحوم شیخ محمود شلتوت شیخ الازہر نے شیعہ فقہ کو داخل کر کے یہ فتویٰ دے دیا تھا کہ شیعہ مجتہد کی تقلید ہر سنی کے لئے جائز ہے۔ اس لئے کہ شیعہ بھی مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے۔

معنی بتاؤ: ◆ مزید، آفاق، متعارف، قطعاً، یکجا، ضبط، تنقید، طرزِ عمل، برّاعظم، موذن، نجاشی، متعارف، بانی، عسرت، تسلط، اکثریت و اقلیت، جفا، اثر و رسوخ، عجم، نشر، معنوی، فیوض، امام رؤوف، عریض، ستائش، طاغوت، مہاجرین، ثقافتی، قدامت، عصر، آہن، اقوام متحدہ، اشاعت، شغف، حجر و آہن، قرون وسطی، ثبت، زرین، زرخیز، جمہوریت، اعتدال، تجارتی، کوشاں، واعظین، مبلغین، شعائیں، گرد، سعی، عرفات، جمرات، مستحکم، سب و شتم، تشہیر، ساحل، وادی السلام،

جملے بناؤ: ◆ رسالت، مزید، آفاق، متعارف، قطعاً، یکجا، ضبط، تنقید، طرزِ عمل، برّاعظم، موذن، نجاشی، متعارف، بانی
تسلط، اکثریت و اقلیت، جفا، اثر، عصر، آہن، اقوام متحدہ، اشاعت، شغف، حجر و آہن، قرون وسطی، ثبت، زرین

سوالات

۱ حضرت علیؑ کی حکومت کے بعد کیسی صورتحال پیدا ہوگئی تھی؟

۲ سرزمین کربلا کے بارے میں اس سبق میں کیا بتایا گیا ہے؟

۳ مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے سب سے بڑا اور سب سے چھوٹا ملک کون سا ہے؟

۴ کون سا ملک شیعوں کی حکومت والا ملک ہے؟ اور کیوں؟

۵ انقلاب اسلامی کہاں اور کب آیا اور اس کی اہم شخصیتیں کون ہیں؟

۶ کس ملک میں سب سے زیادہ زیارت کے مقامات ہیں؟

۷ عالم اسلام کی کون کون ہستیاں افریقہ سے تعلق رکھتی تھیں؟

۸ شام کون سی جگہ ہے اور وہاں کیا تبدیلیاں آئیں؟

۹ تمام ملکوں کے نام حروف تہجی کی ترتیب سے لکھو۔

تینتیسواں سبق

۳۳

اللہ

کس کی ہے یہ زمیں ہیں کس کے یہ آسماں
ہے کار ساز کون پسِ پردۂ جہاں

ہے کون ماورائے حدودِ زمانیات
کس کی بلندیوں کے ہے شایانِ لا مکاں

کس نے بنائے ارض و سما ، ماہ و آفتاب
کس کے کرم کا فیض ہے تخلیقِ انس و جاں

کس کی عطا سے ظلمتِ شب پردہ پوش ہے
پرتو سے کس کے ہوتا ہے خورشید ضوفشاں

تنویر کس کے نور کی ہے محفلِ نجوم
تکتی ہے کس کی راہ عنایت کو کہکشاں

کس کی نظر نے خاک کو انساں بنا دیا
کس کی عطا نے بھر دیئے دامان دوجہاں

موجوں کو کس نے راہوں میں تبدیل کر دیا　　کس نے چلائیں سینۂ دریا پہ کشتیاں
کس نے کیا ہے نیست کی ظلمت کو چاک چاک　　کس نے بسائیں ہست کی ہر سمت بستیاں
کس نے بشر کو ناخن ادراک دے دیا　　سلجھائیں کس نے فطرتِ عالم کی گتھیاں
تا بندگی جبینِ ملائک کو کس نے دی　　کس نے لیا ہے سجدہ سے آدمؑ کا امتحاں
کس کے اصول عین قوانین عقل ہیں　　مذہب ہے کس کا نوع بشر کا مزاج داں

دل میں مثال عرش علا جلوہ گر ہے کون
کس کو تلاش کرتی ہے دنیا یہاں وہاں

معنی بتاؤ:

کارساز، ماورا، حدود، زمانیات، لامکاں، تخلیق، ظلمت، پردہ پوش، خورشید، جلوہ گر، ضوفشاں، تنویر، نجوم، کہکشاں، نیست، ہست، ناخن ادراک، گتھی، تابندگی، جبیں، ملائک، عین، نوع بشر، عرش علا

جملے بناؤ:

پردہ پوش، ملائک، ضوفشاں، نجوم، عین، پرتو، ہست، جلوہ گر، کہکشاں، عرش علا

سوالات

۱ اس نظم میں ہمیں کیا بتایا گیا ہے؟

۲ جناب آدمؑ کے سجدہ سے کیا مراد ہے؟

۳ اس شعر کا مطلب سمجھاؤ: کس کی نظر نے خاک کو انساں بنا دیا
کس کی عطا نے بھر دیئے دامان دوجہاں

چونتیسواں سبق

۳۴

محنت

دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمانوں کی ابتری کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ مسلمان نے محنت اور جفاکشی چھوڑ دی ہے۔

وہ مسلمان جو آج سے چند صدی پہلے دنیا کے لئے راہ نما کی حیثیت رکھتا تھا جس نے دنیا کو محنت و مشقت سکھائی تھی ہنرمندی کی تعلیم دی تھی اور کاروبار کا طریقہ سکھایا تھا۔ جس کی ایجاد کی ہوئی چیزیں دنیا کے ہر بازار میں دکھائی دیتی تھیں، علم و ہنر میں جنکا کوئی جواب نہ تھا۔ جو ایک لاثانی قوم تھی اور جس کا دبدبہ پوری دنیا پر قائم تھا۔ آج وہی مسلمان ہر قوم سے زیادہ ستم دیدہ، کمزور اور احساسِ تنہائی کا شکار ہے۔ جدھر دیکھو ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔

جس پر نظر کیجئے وہ بے چین ہے، جس کی حالت دریافت کیجئے وہ سوائے شکوۂ تقدیر کے کوئی اور جواب نہ دے گا۔ ہر ایک ملت کی پس ماندگی اور بدحالی کا رونا رو رہا ہے، ایک عجب کس مپرسی کا عالم ہے۔ ان حالات کے باوجود کوئی یہ سوچنے پر

آمادہ نہیں ہے کہ ہماری یہ حالت کیوں ہے؟ ہم اس قدر پس ماندگی کا شکار کیوں ہو گئے ہیں؟

بات دراصل یہ ہے کہ مسلمان شروع ہی سے اپنے کو ایک اونچی قوم سمجھتا رہا ہے۔ مقدر بھی بڑی حد تک اس کا ساتھ دیتا رہا۔ حکومت، ریاست، زمین، جائداد، جاگیر، علاقہ سب اس کے قبضے میں رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ محنت کرنا بھول گیا۔

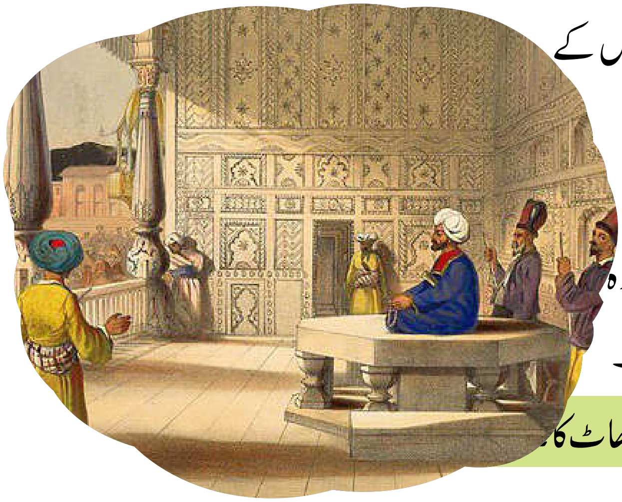

عیش و عشرت کا عادی ہو گیا

دشمن نے اسے یہ سب چیزیں اسی لئے دی تھیں کہ وہ محنت اور جفاکشی کرنا بھول جائے تو سب یکبارگی چھین لیا جائے۔

○ اس کے بعد تو یہ دھوبی کا کتّا ہو جائے گا۔ نہ گھر کا رہے گا اور نہ گھاٹ کا

نتیجہ وہی ہوا

دشمن اس کو بے کار بنانے پر تُلا رہا اور وہ شاہی ٹھاٹ باٹ کو اپنی عزت سمجھتا رہا اور آخر کار جب کسی قابل نہ رہ گیا تو سب کچھ چھین کر اسے ایک چلتی پھرتی لاش بنا کر چھوڑ دیا گیا۔

اس حادثہ کے بعد بھی ممکن تھا کہ مسلمان کی آنکھیں کھل جاتیں۔ لیکن یہ ہوتا کیونکر؟ یہاں تو دماغ میں ریاست گھسی ہوئی تھی۔ ہمارے بچے اور اسکول جائیں۔ ہماری گود کے پالے تعلیم حاصل کریں۔ ہم رئیس گھرانے کے لوگ کاروبار کریں۔ ہم دکان پر بیٹھ کر بنئے کہے جائیں۔ ہم کاروبار کر کے اپنے کو ذلیل کرائیں۔ ہم محنت مزدوری کر کے اپنے کو مزدور، رکشہ والا، یکہ والا کہلائیں؟

اس سے بہتر یہی ہے کہ زہر کھا کر مر جائیں اور وہ دن نہ دیکھیں

ابھی یہ سوچ رہے تھے کہ رہی سہی دولت بھی پیٹ کی نذر ہو گئی ٹھاٹ باٹ میں فرق نہیں آیا اور آمدنی تقریباً ختم ہو گئی۔

یہ رنگ کتنے دن چلتا آخر ایک دن ختم ہونا تھا۔ لیکن مصیبت یہ ہوئی کہ آمدنی ختم ہوئی تو ایسے موقع پر کہ تجارت کرنے

کے لئے پیسہ نہیں رہا۔محنت کرنے کی صلاحیت نہیں رہی،کاروبار کرنے کا دماغ نہیں رہا۔برابر مزاج نہیں رہا۔

اب ایک ہی راستہ رہ گیا تھا جو دشمن پہلے سے سوچے ہوئے تھا اور وہ تھا **نوکری**۔

اُس نے مسلمانوں کے لئے یہ دروازہ کھول دیا اور تیزی کے ساتھ اُنھیں نوکر رکھنا شروع کر دیا۔

اِدھر مسلمان نوکری کرنے میں لگے اُدھر محنت کرنے والی قومیں تجارت اور محنت،مزدوری میں۔

جس کے نتیجہ میں سب کچھ اُن کے ہاتھ میں چلا گیا اور غلامی،نوکری،ڈانٹ پھٹکار،ذلت ورسوائی ہمارے حصّے میں آ گئی۔

کل ہمارے سامنے جنھیں بات کرنے کی ہمت نہ تھی آج ان کے سامنے کھڑے ہو کر ہم بات کرتے ہوئے لرزتے ہیں۔کل جنھیں ہم سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ تھی آج ہم انکی مدد کے طلب گار ہیں اور انکے کرم کے امیدوار۔

کیا اِس انقلاب کے بعد بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں گی؟اور ہم یہ نہ سوچیں گے کہ قرآن مجید نے سچ کہا کہ جب کسی قوم کی تباہی قریب آتی ہے تو اسے نعمتوں میں ڈبو کر آزاد کر دیا جاتا ہے۔وہ رنگ رلیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور بالآخر تباہی کے گھاٹ اتر جاتی ہے۔

صدر اسلام کے زمانے کو لے لیجئے۔سرکار دو عالمؐ نے اپنی امت کو کتنی جفاکش،محنتی قوم بنا کر چھوڑا تھا۔خود باغوں میں سینچائی کر کے اپنی روٹی کا انتظام کرتے تھے۔

حضرت علیؑ یہودی کے باغ میں پانی دیا کرتے تھے،کھیتوں میں محنت مزدوری کیا کرتے تھے۔

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اون کاتا کرتی تھیں۔اپنے ہاتھوں سے چکّی پیستی تھیں۔سارے امام کھیتی،باغبانی اور تجارت سے اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔

لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد جب بنی امیہ اور بنی عباس کے بادشاہوں کے ہاتھ دوسرے ملکوں کی دولت لگی تو وہ

عیش وعشرت ناچ گانا اور عیاشی و بدمعاشی میں لگ گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلیل ہوئے۔ اب کوئی انھیں عزت کی نگاہوں سے دیکھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

ہمارے کاروبار کا یہ عالم ہے کہ ٹھیلے پر رکھ کر سبزی بیچنے یا بیڑی ماچس کی دکان پر بیٹھ کر تجارت کرنے کو عیب سمجھتے ہیں۔ درحقیقت یہ اُسی رئیسانہ ذہنیت کا اثر ہے جو تجارت اور زراعت نہیں کرنے دیتی بلکہ ریاست اور عیش و آرام سکھاتی ہے اس ذہنیت کا مطلب ہی یہ ہے کہ ابھی مسلمان کو اور ذلیل ہونا ہے۔ ورنہ اب بھی اپنی آنکھیں کھول لے۔

مشق

معنی بتاؤ: ابتری، راہنما، حیثیت، اسپین، ذلیل، پست، احساس کمتری، دریافت، جاگیر، جائداد، یکبارگی، شاہی ٹھاٹ موقع، ڈانٹ پھٹکار، دولت مند، آزاد، جفاکش، سینچائی، عیش وعشرت، عیاشی، بدمعاشی، ذہنیت

جملہ بناؤ: حیثیت، اسپین، ذلیل، پست، احساس کمتری، دریافت، جاگیر، جائداد، یکبارگی، شاہی ٹھاٹ،

سوالات

۱ کل کے مسلمان اور آج کے مسلمان کے حالات میں کیا فرق ہے؟

۲ مسلمان عیش وعشرت کا عادی کیوں ہو گیا؟

۳ کسی قوم کی تباہی کے آثار کیا ہوتے ہیں؟

۴ ہمارے کاروبار کے برباد ہونے کی وجہ کیا ہے؟

پینتیسواں سبق

۳۵

قرآن کے تاثرات

میں ہوں قرآن مری مثل نہیں کوئی کتاب
میں سکھاتا ہوں زمانے کو الٰہی آداب

منفرد ہونے کا بس مجھ کو شرف حاصل ہے
میری تحریر کا ہر زیر و زبر کامل ہے

میری تفسیر میں جتنے بھی قلم اٹھتے ہیں
جانتا ہوں مرے معیار سے کم اٹھتے ہیں

آیتوں تک نہیں محدود ہے وسعت میری
بحر ذخّار ہے واللہ بلاغت میری

میں نے کچھ خاص عناصر کو بنایا ہمراز
ان کی آواز سے میں نے بھی ملا دی آواز

قوتیں دو ہوئیں جب ایک توسَو کام بنے
ہم ہی دو ایسے تھے جو مرکزاسلام بنے

ذوالعشرہ سے نئ فکر کا آغاز ہوا
آکے اک اور جواں دونوں کا ہمراز ہوا

دست مرسلؐ ہیں نگینہ تھا ابوطالبؑ کا
غور سے دیکھا تو بینا تھا ابوطالبؑ کا

مشترک طور پہ ہم دین کے کام آتے رہے
آئینہ ایک رہا اور امامؑ آتے رہے

دین اسلام کے چہرے پہ نکھار آتا رہا
ہم کو خود اپنی ہی تصویر پہ پیار آتا رہا

عسکریؑ تک رہا چہرے پہ قیامت کا نکھار
زندگی میری رہی ایک مکمّل اخبار

اب شرف میرا فقط رہ گیا مجھ تک محدود
آگے بڑھنے کی سبھی ہوگئیں راہیں مسدود

مکتبوں سے مری توقیر ابھی باقی ہے
مسجدوں سے مری تفسیر ابھی باقی ہے

جب ضرورت پڑی میری تو مجھے یاد کیا
قید میں رکھا گیا اور کبھی آزاد کیا

گھر میں لایا گیا اور طاق پہ رکھا مجھ کو
سال بھر بعد شب قدر میں پوچھا مجھ کو

منبروں پر بھی بہت کم مرا نام آتا ہے
اس کو دیتا ہوں دعا جو مرے کام آتا ہے

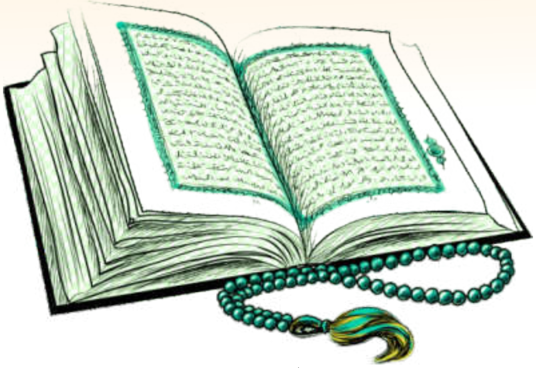

جا کے میں کس سے کہوں توڑ دیا ہے مرا دل
مجھ کو رمّالوں نے پیشے میں کیا ہے شامل

کوئی مرتا ہے تبھی یاد کیا جاتا ہوں
یا کبھی فاتحہ خوانی میں پڑھا جاتا ہوں

یہ الگ بات گھروں میں نہیں عزت میری
مسجدوں میں نہیں ہوتی ہے تلاوت میری

اب عدالت میں بھی یہ کام کیا جاتا ہے
کھا کے قسمیں مجھے بدنام کیا جاتا ہے

سادے کاغذ پہ کچھ الفاظ سجا کر دنیا
بیچتی ہے مجھے تعویذ بنا کر دنیا

کس سے شکوہ کروں اور کس سے شکایت یارب
بھیج دے پھر کوئی شبیرؑ سی صورت یارب

کوئی بیمار ہوا، میری ہوا دے دی گئی
مجھ کو کچھ دیر سہی کچھ تو جزا دے دی گئی

کربلا نے مجھے اک تازہ جوانی دی تھی
پیاسے شبیرؑ نے دریا کو روانی دی تھی
نوکِ نیزہ پہ مرے نام کو زندہ رکھا
دے کے سر سجدے میں اسلام کو زندہ رکھا

رویا کرتا ہوں میں اب اپنی زبوں حالی پر
اشک رکتے نہیں تہذیب کی پامالی پر
پردہ غیبت کا اٹھے اور مرا ہمدم آئے
پھر سے اسلام سنور جانے کا موسم آئے
وہ جو آجائیں تو مل جائے مجھے بھی آرام
پھر سے ہو جائے زمانے میں شریعت کا نظام
اس کی کوشش کے عوض اس کو توانگر کر دوں
دل یہ کہتا ہے کہ عترتؑ کا میں دامن بھر دوں

معنی بتاؤ: ◆ منفرد ا تاثرات ا بلاغت ا وسعت ا ازل ا ابد ا ہمراز ا مسدود ا ممدود ا کنول ا زبوں حالی ا ہمدم

جملے بناؤ: ◆ قرآن ا بلاغت ا منفرد ا شرف ا ذوالعشیرہ ا قلم ا طاق ا قیامت

سوالات

۱ قرآن کے اشک کیوں نہیں رکتے؟

۲ کربلا میں قرآن کو کیا ملا؟

۳ شعر کا مطلب بتاؤ: میں نے کچھ خاص عناصر کو بنایا ہمراز
ان کی آواز سے میں نے بھی ملا دی آواز

چھتیسواں سبق

۳۶

اسلامی انقلاب

انقلاب لانے کے لئے قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے شہیدوں کے خون کی دھاروں سے انقلاب کی تاریخ لکھی جاتی ہے اور یہی خون قوم وملت کی رگوں میں عزم وحوصلہ بن کر دوڑتا رہتا ہے۔

اسلام الٰہی انقلابی مذہب ہے اس نے دور جاہلیت میں عربوں کے مزاج اور سماج میں اس درجہ تبدیلی پیدا کی کہ جانوروں کا مزاج رکھنے والے عربوں کو انسانی خوبیوں کا خوگر بنایا جنگجو قوموں کو صلح وآشتی کا درس دے کر میدان جنگ کے بجائے امن وامان کی چاردیواری میں سکون سے سانس لینے کا موقع فراہم کیا، جن عربوں نے اپنی خاندانی یا قبائلی طاقتوں کی بنیاد پر کمزوروں کو ظلم کا نشانہ بنایا تھا انھیں عربوں کا دوست بنادیا مسلمان بھائی بھائی کا نعرہ نہیں لگوایا بلکہ واقعی بھائی بنادیا۔

ظلم کو اسلام کبھی برداشت نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ وہ تمام برائیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اور نظام عدل کے نفاذ میں کوشاں ہے اسلام کے پیروکاروں نے بھی ہمیشہ یہی کوشش کی کہ لاالہ الا اللہ کی صدا دنیا کے گوشہ گوشہ میں گونجنے لگے اور دنیا ایک خدا کے فرمان کے سایہ میں آجائے۔

ایران کے اسلامی انقلاب نے جہاں ایرانیوں کو ولایت فقیہ کے نظریہ کی بنیاد پر ایک دینی حکومت دی، ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت پر مبنی آمریت کو ختم کیا، ملکی امور میں عوام کی سیاسی مشارکت اور ان کے سیاسی شعور میں اضافہ کیا، خودمختاری اور آزادی عطا کی، وہیں عالمی پیمانہ پر لاشرقیہ ولاغربیہ کا نعرہ لگا کر اسلام کی طاقت کا اعلان کیا، استکباری اور استواری طاقتوں کو پسپاں کیا، مغربی ثقافتی تعداد کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، دنیا کو مسلمان خاتون کے حقیقی مقام ومنزلت سے روشناس کرایا، دنیاوی اور دینی تعلیم کو عام کیا، دنیا کے کچلے لوگوں کو ظلم وستم کے مقابلہ اٹھ کھڑے ہونے کا جذبہ دیا۔

قبلہ اول کی آزادی اور صہیونیوں کے ہاتھوں فلسطین کی رہائی کے لئے عالمی پیمانہ پر آواز بلند کی، اتحاد بین المسلمین کا نعرہ بلند کیا اور اس کے مواقع فراہم کئے ایران پر تھوپ دی گئی ۸ سالہ جنگ اور ابھی تک استکباری واستعماری طاقتوں کی جانب سے عائد ہر طرح کی پابندیوں کے باوجود ایران نے ہر میدان میں نمایاں ترقی کر کے بتادیا کہ دین کی حاکمیت ہو تو قوموں کو ترقی کی منزلیں طے کرنے سے کوئی دنیاوی طاقت نہیں روک سکتی ہے۔

علماء اسلام نے اس سلسلہ میں اہم ترین کردار ادا کیا ہے انھوں نے بتا دیا ہے کہ خدا پر بھروسہ کرنے والا اور خدا کو سب سے بڑی طاقت ماننے والا کسی سے مرعوب نہیں ہوتا بلکہ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ مومن ہے لہٰذا سر بلند ہو کر رہے گا۔

لیکن اس اسلامی انقلاب کی راہ میں دو خطروں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے سب سے بڑا خطرہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اسلام کے لباس میں اسلام کے دشمن ہوتے ہیں وہ لوگوں کو اسلام کی آواز پر کان لگانے سے روکتے ہیں اور حق کی بات ماننے سے باز رکھتے ہیں، دوسرا خطرہ وہ غیر اسلامی طاقتیں ہوتی ہیں جو مسلمانوں کو غلام بنا کر رکھنا چاہتی ہیں۔

ایران کے

اسلامی انقلاب کی راہ میں یہ دونوں طاقتیں رکاوٹ بنی رہیں لیکن انقلابی مجاہدین نے سردھڑ کی بازی لگا کر اسلامی ماحول وتہذیب کے نفاذ کی کوشش کی اور ۱۱ رفروری ۱۹۷۹ء کو رہبر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ العظمی آقائے خمینی رحمۃ اللہ کی قیادت

میں ایرانی قوم کا ہر پیر و جواں، خورد و کلاں عزم و حوصلہ کی چٹان بن کر میدان میں اتر آیا اور پچاس سالہ پہلوی ظالم و بے دین حکومت کا طوق اپنی گردنوں سے اتار پھینکا اس کے لئے جام شہادت پینے والوں کا تانتا بندھ گیا۔

جس نے بالآخر جابرانہ تسلط کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا اور اسلامی حکومت قائم ہوگئی اور رہبر انقلاب نے اعلان کر دیا کہ ہم نہ مشرق کے غلام ہو سکتے ہیں اور نہ مغرب کے نہ امریکہ کے حامی ہیں نہ روس کے بلکہ ہم صرف خدا کے بندے ہیں اور وہی ہمارا حاکم و مالک ہے۔

ملک کے اندر رہنے والے اسلام کے دشمنوں نے اور اسلام کا نام مٹانے کے سازش کرنے والی بڑی طاقتوں نے جب اپنا چراغ گل ہوتے ہوئے دیکھا تو تشدد بربریت کے تمام حربے استعمال کئے قید و بند، قتل و خون کے ذریعہ لوگوں کے اسلامی جذبات کو مردہ کرنا چاہا لیکن حق کے سپاہیوں نے ہر تکلیف کو برداشت کر کے اسلامی حکومت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا۔

ایران میں اسلامی انقلاب کو دیکھ کر اسلام دشمن طاقتوں نے عراق کو ایران کے خلاف ابھارا اور عراق کی ظالم و جابر نام نہاد مسلمان حکومت نے اپنے کو بڑی طاقتوں کے ہاتھوں بیچ دیا اور ان کی خواہش کے مطابق اسلام کو مٹانے کی ٹھان لی شورش اور دہشت گردی کے ذریعہ لوگوں کی زبانوں پر تالے لگانے کی کوشش کی۔

آج وہی عراق اور ایران ہیں جو دوست بن کر خطہ میں امن و امان کے ساتھ ترقیوں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے کہ عراق بھی ظالم اور فقط نام کے مسلمان تانا شاہ سے چھٹکارا پا چکا ہے۔

ایرانی عوام نے عظیم ہستیوں کی تبلیغ کی بدولت راہ حسینؑ پر چل کر بے مثال رہبر کبیر انقلاب اسلامی آیۃ اللہ خمینیؒ کی قیادت میں ظالم شہنشاہیت کو فرار پر مجبور کر دیا اور اسلامی نظام نے اس ملک کے باشندوں کو پرسکون زندگی دی۔ کل جو ایران مغربی دنیا کا محتاج تھا آج وہی ایران انسانی حقوق کی رعایت کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے اور ظالم کے سامنے فولاد کی طرح ڈٹا ہوا ہے۔

اسلامی انقلاب سے وابستہ چند حضرات کا تذکرہ ہم کو ضرور جاننا چاہئے

آقائے خمینی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا نام روح اللہ ہے۔

۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۳۲۰ھ کو ایران کے شہر خمین میں پیدا ہوئے۔

۵ ماہ کی عمر میں آپ کے والد سید مصطفےٰ شہید ہو گئے تھے۔

آپ کی پرورش آپ کی والدہ اور آپ کے بڑے بھائی سید مرتضیٰ نے کی۔ آپ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اولاد میں ہیں بچپن خمین میں گذرا۔ ۱۳۳۹ھ کو ۱۹ سال کی عمر میں شہر عراق کا سفر برائے تحصیل علم کیا۔ ۱۳۴۰ھ میں عراق سے قم تشریف لائے۔ آپ اسلامی انقلاب لانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اور ایران کی ظالم۔ اسلام کش حکومت سے نبرد آزما رہے۔

۱۲ رمحرم ۱۳۳۸ھ کو جب نماز شب پڑھنے جا رہے تھے گرفتار کر لئے گئے۔ آپ کی گرفتاری نے پورے ملک میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ لوگ اسلامی انقلاب کی حمایت میں منظم ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور حکومت کی گرفت ملک پر کمزور ہونا شروع ہو گئی۔

کمزور حکومت نے ظلم کا سہارا لیا۔ مگر ہر ظلم اسلامی انقلاب کی حمایت اور حکومت کی مخالفت کا سبب بنتا گیا۔ ۸ ماہ کی نظر بندی اور دو ماہ کی جیل کے بعد رہا کئے گئے۔

رہائی کے بعد ۲ رذی الحجہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۶ رفروری ۱۹۶۳ء کو قم کی مسجد میں آپ کی تاریخی تقریر ہوئی

۱۳ راگست ۱۹۶۳ء کو آپ جلاوطن کئے گئے۔ دو سال ترکی میں مقیم رہے۔ ترکی سے عراق تشریف لائے۔ ۱۲ سال عراق میں قیام فرمایا۔ جب عراقی حکومت نے آپ کو عراق چھوڑنے پر مجبور کیا اور کویت نے اجازت نہیں دی تو آپ فرانس تشریف لے گئے۔

آپ کہیں بھی رہے مگر اسلامی انقلاب کو مہمیز کرتے رہے آپ کی تقریروں کے کیسٹ پورے ملک کو جگاتے رہے اور

آپ کے شاگرد آپ کے پروگرام کو عملی جامہ پہناتے رہے اسی راہ میں آپ کے فرزند آیۃ اللہ مصطفےٰ خمینی رحمۃ اللہ کی جان گئی آخر کار شاہ ایران چھوڑ کر بھاگا اور آپ ۱۴ سال کے بعد ۳؍ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ مطابق یکم فروری ۱۹۷۹ء کو ایران تشریف لائے اور آپ کی بے نظیر قیادت میں اسلامی انقلاب مشکل ترین مرحلوں سے گذر کر روز بروز بحمد اللہ مستحکم ہوتا گیا اور اس کے اثرات دوسرے ملکوں میں بھی نظر آنے لگے۔

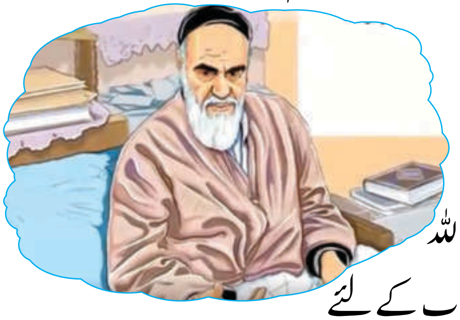

بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ

اسلامی انقلاب اور خمینی ایک کردار کے دو نام ہیں۔ آپ سے پہلے آیۃ اللہ میرزا شیرازی اور آیۃ اللہ سید حسن مدرس، آیۃ اللہ فضل اللہ نوری وغیرہ اسلامی انقلاب کے لئے اپنے اپنے عہد میں کوشاں رہے۔ مگر یہ شرف خدا نے آپ کے مقدر میں لکھا تھا کہ آپ کے شاگرد گاؤں گاؤں جا کر ایک ایک فرد کو بیدار کریں اور آپ علماء کو منظم کریں، ملک میں پھیلے ہوئے دینی مدرسوں کو تبلیغ کا پلیٹ فارم بنائیں اور مسجد سے اسلامی انقلاب کو سڑکوں اور گلیوں میں پھیلائیں۔

خداوند عالم نے آپ کو غیر معمولی قوت فکر اور اعتماد و اطمینان عطا کیا تھا۔ جس کے باعث آپ کے سامنے ہی اسلامی انقلاب کامیاب ہوا اور سخت ترین آزمائشوں سے کامیابی کے ساتھ گذرا۔

افسوس عزم و حوصلہ کا یہ آفتاب ۴؍ جون ۱۹۸۹ء کو ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا مگر اس کی روشنی آج بھی عالم اسلام کو منور کئے ہوئے ہے۔

آقائے خامنہ ای مدظلہ

آپ کا اسم گرامی ''علی'' ہے۔

۱۷؍ جولائی ۱۹۳۹ء اور ہجری سال ۱۳۳۹ھ میں مشہد مقدس کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد آیۃ اللہ سید جواد خامنہ ای اور دادا آیۃ اللہ سید حسین خامنہ ای اپنے زمانہ میں زہد و تقویٰ اور علم و فضیلت

میں مشہور تھے چنانچہ ایسے علمی گھرانے میں آنکھ کھولنے والے ذی شرف فرزند نے تحصیل علم دین کو اپنا بنیادی ہدف قرار دیا۔

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ باپ کی خصوصی توجہ اور اپنی غیر معمولی ذہانت کی بنا پر جلد ہی حوزۂ علمیہ میں رائج سطح وخارج کے نامور اساتذہ کے دروس میں شرکت کرنے لگے۔

۱۹۵۶ء میں زیارات مشاہدہ مقدسہ کی غرض سے عراق کا سفر کیا اور باب مدینۃ العلم پر حاضری کے ساتھ ساتھ آیات عظام آقائے محسن حکیمؒ، آقائے خوئیؒ، آقائے شاہرودیؒ، آقائے بجنوردیؒ وغیرہ کے دروس میں شرکت کی۔ آپ وہاں مستقل قیام کرنا چاہتے تھے لیکن والد کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے دوسرے ہی سال واپس آنا پڑا۔

۱۹۵۸ء میں آپ نے حوزۂ علمیہ قم کی پاکیزہ فضا میں سکونت اختیار کی

آپ نے حوزۂ علمیہ قم کی پاکیزہ فضا میں سکونت اختیار کی اور آیات عظام آقائے بروجردیؒ، آقائے امام خمینیؒ اور آیت اللہ حائریؒ کے دروس میں حاضری دی۔ یہی وہ زمانہ تھا جب رہبر انقلاب امام خمینیؒ نے اپنے انقلابی دروس سے حوزۂ علمیہ کو ایک نئی زندگی عطا کی تھی۔

۱۹۶۳ء میں جس وقت مدرسۂ فیضیہ سے اس عظیم اسلامی تحریک کا آغاز ہوا، آیۃ اللہ خامنہ ای مدظلہ العالی بھی ان چند خوش نصیب افراد میں شامل تھے جنھوں نے رہبر انقلاب کی دردمندانہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے ان کے قدم بہ قدم چلنے کا عہد کیا اور اس سلسلہ میں اسیری اور جلاوطنی کی شدید مشکلات برداشت کیں۔ امام خمینیؒ نے کئی مقامات پر آپ کو اپنا معتمد خاص قرار دیا اور مختلف مقامات پر ستائشی کلمات سے حوصلہ افزائی فرمائی۔

۱۹۷۷ء کی انقلابی سرگرمیوں میں پیش پیش رہنے کے جرم میں آپ کو قید اور پھر جلاوطن ہونا پڑا لیکن وہاں بھی آپ نے شیعہ سنی انقلابیوں کو متحد و ہم آہنگ کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

رہبر انقلاب کے حکم سے پیرس میں ایک انقلابی کونسل تشکیل دی گئی، جس کا مقصد آئندہ حکومت کا ڈھانچہ تیار کرنا تھا۔ آیۃ اللہ خامنہ ای مدظلہ العالی کو امام خمینیؒ کے خصوصی حکم سے اس کونسل کا رکن بنایا گیا۔

۱۹۷۹ء میں آپ نے اسلامی جمہوری پارٹی کی بنیاد رکھی، جس کو انقلاب کے بعد پہلے عمومی الیکشن میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔

۱۹۷۹ء میں اسلامی انقلابی فوج کی سرپرستی فرمائی

آیۃ اللہ طالقانیؒ کے انتقال کے کچھ دنوں بعد امام خمینیؒ کے خصوصی حکم سے تہران میں نماز جمعہ کی امامت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔

۱۹۸۱ء میں تہران کے عوام کی نمایندگی میں اسلامی پارلیمنٹ کی رکنیت حاصل کی۔ ۲۷/جون ۱۹۸۱ء کو مسجد ابوذرؒ میں نماز کے بعد تقریر فرماتے ہوئے منافقین کے حملہ کا نشانہ بنے، اور اکتوبر ۱۹۸۱ء میں ۹۸ فیصد ووٹوں کی بھاری اکثریت سے اسلامی جمہوریہ ایران کے تیسرے صدر منتخب ہوئے۔

آپ کی صدارت کا آغاز ایسے ہنگامی حالات میں ہوا کہ اسلامی انقلاب بڑے حساس دور سے گذر رہا تھا۔ ۸ سال کی کامیاب صدارت کے بعد، جس نے اسلامی جمہوریہ ایران کو ایک باوقار اسلامی حکومت کی شکل عطا کی تھی، ابھی آپ کے دورۂ صدارت کی تکمیل میں کچھ عرصہ باقی تھا کہ اسلامی انقلاب کے بانی یعنی امام خمینیؒ کے المناک سانحۂ ارتحال کی وجہ سے جو خلا واقع ہوا اس کو پُر کرنے کے لئے علماء اسلام کی مجلس خُبرگان نامی کمیٹی نے آپ کا انتخاب کیا اور آپ نے اپنی بے پناہ للّٰہیت خلوص اور بے نظیر صلاحیتوں کی بنیاد پر یہ ذمّہ داری اس انداز میں سنبھال لی کہ آج اسلامی جمہوریہ ایران آپ کی عظیم الشان قیادت کے نتیجہ میں پورے عالم اسلام کی زینت بنا ہوا ہے۔

آقائے باقر الصدرؒ

۵/ذیقعدہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۲/مارچ ۱۹۳۵ء کو کاظمین میں پیدا ہوئے۔

آپ آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے محسن حکیمؒ کے معتمد اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید خوئیؒ کے شاگرد رشید تھے۔

کم عمری میں درجہ اجتہاد پر فائز ہوئے اور پچیس سال کی عمر میں دوسروں کو درس اجتہاد دینے لگے۔ فقہ و اصول فقہ، فلسفہ و منطق، معاشیات، اسلامیات پر آپ کی فکر انگیز ستائیس تصنیفیں موجود ہیں۔ جنھوں نے بعض علم کے بند دروازوں کو

کھولا ہے۔

شاگردوں کی کثرت اوران سے غیر معمولی محبت آپ کا امتیاز تھی

عراق جو صدیوں سے عالم تشیع کا علمی مرکز تھا جب کمیونسٹ حکومت کے قیام کے بعد ''الحاد زدہ'' ہونے لگا تو سب سے پہلے آقائے حکیمؒ نے گاؤں گاؤں دینی تعلیم کا بندوبست کر کے عراق کو الحاد سے بچانا چاہا اور آقائے صدرؒ کو ان امور کا نگراں مقرر کیا۔

بعثی حکومت نے پہلا جوابی وار آقائے حکیمؒ پر کیا۔اور حوزۂ علمیہ نجف اشرف کو ویران کیا۔دوسرا وار آقائے صدرؒ پر کیا جو آپ کی شہادت پر ختم ہوا۔تیسرا وار پورے ملک کے علماء اور مومنین پر کیا جن کی بڑی تعداد کو یا شہید کی گئی تھی اور ایک بڑی تعداد عرصہ دراز تک قید و بند کی اذیتوں میں مبتلا رہی۔

علماء اور مومنین کی ایک بڑی تعداد جلاوطن کی گئی تھی جو کہ ظالم حاکم کے خاتمہ کے بعد وطن واپس آئی۔انھیں جلاوطن ہونے والے افراد میں آیۃ اللہ محسن الحکیم کے فرزند ارجمند شہید محمد باقر الحکیمؒ بھی تھے کہ جنھیں واطن واپسی کے چند دنوں بعد دشتگردوں نے عین نماز جمعہ کے وقت نجف شرف کی مسجد امام علیؑ میں شہید کر دیا تھا۔

آج شہید خامس آقائے صدرؒ موجود نہیں ہیں مگر تصانیف کے ذریعہ ان کا علم زندہ ہے۔شاگردوں کے ذریعہ ان کی کر اوران کا کردار زندہ ہے۔

۵/اپریل ۱۹۸۰ء کو ''ظالم بعثی'' کمیونسٹ' حکومت کے ہاتھوں گرفتار کر کے بغداد لائے گئے۔

۹/اپریل ۱۹۸۰ء کو اپنی بہن ''بنت الھدیٰ'' کے ساتھ یزید صفت سفاک و بے رحم تانا شاہ صدام ملعون کے ہاتھوں اذیت ناک طور پر شہید کئے گئے اور نجف اشرف کے مشہور و معروف قبرستان وادی السلام میں عالم غربت میں دفن کئے گئے۔

آقائے مرتضیٰ مطہریؒ

۱۹۱۹ء میں صوبہ خراسان کے فریمان گاؤں میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد نہایت متقی تھے جن کے تقویٰ پر خود آپ فخر کرتے تھے۔

۱۹۳۱ھ میں مشہد مقدس تعلیم کے لئے آئے۔ ۱۹ سال کی عمر میں قم منتقل ہوئے جہاں آقائے منتظریؒ اور شہید مطہریؒ نہ صرف ہم درس تھے بلکہ ایک ہی حجرہ میں ساتھ رہتے بھی تھے۔

اسلامی انقلاب میں ۱۹۶۳ء سے گرمی سے حصہ لیا۔ قید و بند اور حکومت کی طرف سے عائد کردہ یا دوسری پابندیوں کا شکار ہوتے رہے۔

آپ کی مشہور زمانہ کتاب ''عدل الٰہی'' ہے جس سے آپ کی علمی صلاحیتوں کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ آپ بہترین مقرر بھی تھے اور صاحب تصانیف کثیرہ بھی۔ لیکن بلند پایہ مفکر ہونے کے باوجود تقریر و تحریر میں ہمیشہ ان چیزوں کو پیش کرتے تھے جن کی ضرورت ہوتی تھی چنانچہ آپ نے بچوں کے لئے "سچی کہانیاں" اخلاقی کہانیاں کے نام سے بھی لکھیں اور صاحبان فکر کے لئے گرانقدر تصانیف بھی چھوڑی ہیں۔

امام خمینیؒ آپ سے بے پناہ الفت رکھتے تھے اور آپ کو انقلاب و حوزہ کی ضرورت سمجھتے تھے۔ آقائے مطہریؒ کی شھادت کی خبر سن کر امام خمینیؒ نے فرمایا تھا کہ ''مرتضیٰ مطہری میرے عزیز فرزند اور حوزۂ علمیہ کی ریڑھ کی ہڈی تھے۔''

آپ نے کمیونزم اور مغربی فلسفہ پر اسلام کی علمی برتری ثابت کرنے میں پوری عمر بسر کی۔ اور ساری زندگی اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کو نہ صرف اسلام سے روشناس کرایا۔ بلکہ اسلام کا گرویدہ بناتے رہے۔

۱۹۷۶ء میں اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور روضہ معصومہ قم میں دفن ہوئے

۵۷ سال کی عمر میں اگرچہ آپ کا چراغ حیات گل کردیا گیا۔ لیکن آپ نے جو اسلامی، اخلاقی چراغ روشن کئے ہیں وہ زمانہ کو عہد ظہور آنے تک پرنور بناتے رہیں گے۔

آقائے بہشتیؒ

محمد حسینی بہشتی ۱۳۴۹ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد پیش نماز تھے آپ کا خاندان علمی اور مذہبی خاندان تھا۔

۱۳۶۷ھ میں قم کے حوزہ علمیہ میں داخل ہوئے جو آقائے بروجردی کا زمانہ تھا۔

حوزۂ علمیہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ۱۳۷۹ھ میں تہران یونی ورسٹی سے بھی پی ایچ ڈی سند حاصل کی۔

۱۳۸۵ھ میں آقائے خمینی کی قیادت میں چلنے والی تحریک ''اسلامی انقلاب'' میں شریک ہو گئے۔

۱۳۸۵ھ سے ۱۳۹۱ھ تک آقائے بروجردیؒ کی طرف سے جرمنی میں مصروف تبلیغ رہے۔

اسلامی انقلاب لانے کے لئے جو پہلی اعلیٰ کمیٹی قائم ہوئی آقائے بہشتی اس کے ممبر تھے

جس کے دوسرے ممبر شہید مطہریؒ آقائے فسنجانیؒ اور شہید باہنرؒ وغیرہ تھے۔ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد آپ دستور ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور چیف جسٹس بھی مقرر ہوئے۔

آپ مادری زبان کے علاوہ انگریزی جرمنی، عربی کے بہترین نمونہ تھے۔ آپ کا محبوب ترین مشغلہ دین سے ناواقف تعلیم یافتہ افراد کو مکمل مذہبی بنانا تھا۔

آپ کی شہادت اس بم کے دھماکے میں ہوئی جس میں ایک ساتھ ایران کے بہتر (۷۲) دماغ شہید ہوئے۔

آقائے بہشتی کردار سازی کے ماہر ترین افراد میں سے تھے۔ آپ ہی نے ''حزب جموری اسلامی'' نامی جماعت قائم کی۔

آپ نے اتنے باصلاحیت افراد پیدا کئے کہ تقریباً سو صاحبان بصیرت افراد کی شہادت کے باوجود آج بھی ایرانی حکومت مستحکم ہے اور اسلامی انقلاب کا سفر اندرون ملک و بیرون ملک جاری ہے۔

غدار بنی صدر نے جب ایران اور اسلامی انقلاب کو بدترین حالات سے دو چار کر دیا تھا تو آقائے بہشتی اور شہید رجائی ہی وہ لوگ تھے جنھوں نے اسلامی انقلاب کی حفاظت کی اور اس کو اپنی جان دے کر نئی زندگی بخشی۔

آقائے محمد جواد باہنرؒ

۱۹۳۳ء میں ایران کے ایک شہر کرمان میں پیدا ہوئے۔

ان کے والد معمولی تجارت کے ذریعہ اپنی گزر بسر کیا کرتے تھے۔

ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کرنے کے بعد بیس سال کی عمر میں مدرسہ فیضیہ قم میں داخل ہوئے تھے عسرت وتنگدستی کے عالم میں علم دین حاصل کیا۔

وہ اسلامی جمہوریہ ایران کے وزیر اعظم اور اسلامی انقلاب کی چند اہم ترین شخصیتوں میں سے ایک تھے۔

وہ اپنی تقریروں میں ظالم حکومت کی نکتہ چینی کیا کرتے تھے

۱۹۶۳ء میں آقائے خمینیؒ کی قیادت میں اسلامی انقلاب کا آغاز ہوا تو تہران چلے آئے اور باقاعدہ اس تحریک سے وابستہ ہوگئے جس کے نتیجہ میں انھیں گرفتار بھی کیا گیا اور تقریروں پر پابندی لگادی گئی لیکن آقائے خمینی کی مسلسل ہمت افزائی نے ان کو ہمیشہ نئے حوصلے دیئے۔

۱۹۷۸ء میں وہ حزب جمہوری اسلامی قائم کرنے کی کوشش میں مصروف ہو گئے اور آخری ذمہ داری جو انھوں نے اپنے ذمہ لی تھی وہ پورے ملک میں ظالم وجابر حکومت کے خلاف ہڑتال کرانے کی تھی اور یہ ہڑتال اس وقت تک جاری رہی جب تک انقلاب کامیاب نہیں وہ گیا۔

انقلاب اسلامی کی کامیابی کے بعد ایران کی اسلامی حکومت کے اہم عہدوں کو ان کے حوالہ کیا گیا اور جس دور میں آقائے محمد علی رجائی صدارت کے منصب پر فائز ہوئے اس دور میں ڈاکٹر محمد جواد باہنر کو وزیر اعظم بنایا گیا۔

لیکن آستین کے سانپ نام نہاد مسلمانوں کو بھلا کیسے یہ برداشت ہوتا کہ اسلام کا سچا فدائی اور انقلاب کے صحیح راستہ پر کام کرنے والا ان کے درمیان رہے چنانچہ وزارت عظمیٰ کے کمرہ میں دشمنوں کے رکھے ہوئے بم کے پھٹ جانے سے شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

ہمیشہ کے لئے قوم کو درس دے گئے کہ حق کے سپاہی جان کی بازی تو لگا سکتے ہیں لیکن حق کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرسکتے، وہ موت سے ہم کنار ہوجاتے ہیں مگر حقیقی زندگی پالیتے ہیں۔

آقائے محمد علی رجائیؒ

۱۹۳۳ء میں قزوین کے ایک غریب مگر مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

چار سال کی عمر میں یتیم ہو گئے۔

زمانۂ تعلیم میں روزی کمانا بھی ان کی ذمہ داری بن گئی۔

ان کو اپنے ہاتھ سے بھرے بازار میں کسی کام کے کرنے میں کوئی شرم محسوس نہ ہوتی تھی بلکہ انھوں نے فخر کرتے ہوئے علم اور روزی ساتھ ساتھ حاصل کی۔

تعلیم حاصل کر کے ریاضی کے معلم ہو گئے مگر اصلی مشغلہ حصول معاش نہ تھا بلکہ اسلامی انقلاب لانے کی جد و جہد میں شریک ہو جانا تھا۔

شاہ ایران کی ظالم حکومت نے ان کو متعدد بار گرفتار کیا۔ جیل میں رکھا اور کئی سال تک ''ساواک'' کی ایجاد کردہ نا قابل تحمل تکالیف کو برداشت کرنا پڑا۔ لیکن ان کے عزم و ہمت میں اضافہ ہی ہوتا رہا حکومت ہار گئی مگر یہ ہمت نہ ہارے۔

محمد علی رجائی کی ممتاز ترین خصوصیت یہ ہے کہ یہ عالم دین نہ تھے مگر رہبر انقلاب اسلامی آقائے خمینی کے غیر معمولی اور خصوصی اعتماد کے حامل تھے۔

چنانچہ اسلامی انقلاب کامیاب ہونے کے بعد جمہوری اسلامی ایران کے پہلے وزیر اعظم منتخب ہوئے اس وقت کے غدار بنی صدر سے جو اسلامی انقلاب کو تہس نہس کرنا چاہتا تھا برابر کی ٹکر لی اور باوجود اس کے کہ صدر کے اختیارات زیادہ ہوتے ہیں مگر اس کی ایک نہ چلنے دی بلکہ اس کو روپوش ہونے اور زنانہ لباس پہن کر فرار ہونے پر مجبور کر دیا۔

بنی صدر کے فرار کے بعد آپ جمہوری اسلامی ایران کے صدر منتخب ہوئے مگر اسلام دشمن طاقتیں آپ کی کامیابیوں کو دیکھ کر بوکھلا گئیں اور آپ مع اپنے وزیر اعظم کے بم کے ذریعہ قاتلانہ حملہ کے شکار ہو گئے۔ رہبر انقلاب آپ کے خصوصی سوگوار ہوئے۔

رجائی نہ رہے مگر ان کی امیدیں اور آرزو میں آج بھی پروان چڑھتی جاتی ہیں

مولانا سید غلام عسکریؒ

بجنور ضلع لکھنؤ کے دیندار خانوادہ میں ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔

والد کا نام سید محمد تقی تھا جو انسپکٹر آف اسکول ہونے کے باوجود بیحد دیندار اور مذہبی تھے۔

دیندار والدین نے مذہبی ماحول میں تربیت کی۔ ملک کی مشہور درسگاہ جامعہ ناظمیہ میں تعلیم حاصل کی۔

اسی زمانہ میں طبیہ کالج لکھنؤ سے امتیازی نمبروں اور امتیازی انعام کے ساتھ سند حاصل کی نجم الملتؒ اور مفتی اعظمؒ سے علمی فیوض حاصل کئے اس کے بعد مدرسۃ الواعظین میں داخلہ لیا جہاں انھیں فیلسوف اسلام علامہ سید عدیل اخترؒ صاحب طاب ثراہ جیسا عظیم وشفیق استاد و مربی ملا جس نے اپنے علم و عمل کے ذریعہ حق گوئی اور حق نوازی کی مکمل تصویر بنا دیا تھا کہ جس کا اثر ان کی زندگی کے ہر موڑ پر نظر آتا تھا۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد مدرسۃ الواعظین کی طرف سے دورۂ تبلیغ شروع کیا ان کی دور بین، مستقبل شناس اور فکر اسلامی سے بھرپور نگاہوں نے ماحول اور سماج کا صحیح تجزیہ کر کے بے دینی لا مذہبیت اور اخلاقی گراوٹ کا بنیادی سبب تلاش کر لیا اور پھر اس مہلک مرض کے علاج میں مصروف ہو گئے ان کا بنیادی مقصد اسلامی فکر کو ہر ذہن تک پہونچا دینا تھا۔

وہ شہر و ملک پر حکومت نہیں بلکہ قلب و دماغ پر اسلامی حکومت کے لئے کوشاں تھے وہ بے مثال خطیب، بے نظیر صاحب قلم، لا جواب مقرر اور عالم باعمل تھے۔

انھوں نے ایک عظیم بے لوث معالج کی طرح قومی و ملی امراض کا علاج شروع کر دیا۔ مدرسۃ الواعظین میں بحیثیت سکریٹری عرصہ تک کام کرتے رہے اور اسی زمانہ میں بے دینی کی تباہ کن بیماری کے علاج کے طور پر پہلا اور آخری جامع نسخہ مکاتب کے قیام کی تجویز کی شکل میں قوم کے حوالہ کرنا چاہا قوم نے خوش آمدید کہا۔

چنانچہ ۱۱/اگست ۱۹۶۸ء ۱۵/جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ کو اپنے رفقاء کی مدد سے تنظیم المکاتب کی بنیاد رکھی

بستی بستی مکاتب مقائم کرنا شروع کئے، اس کے لئے سرمایہ فراہم کیا ان کے اخراجات کے کفیل بنے اور اس طرح قوم کو دینداری اور علم دین کی غذا سے بھرپور کر دیا۔

آج بحمد اللہ نو سو سے زیادہ مکاتب ملک کے گوشہ گوشہ میں ان کا پیغام پہونچا کر اسلام کی آواز بلند کر رہے ہیں۔

۱۹۸۱ء میں ''تنظیم المکاتب'' کے نام سے ایک خالص دینی اصلاحی اخلاقی اخبار بھی جاری کیا جو اپنی نوعیت کا ملک کا واحد پندرہ روزہ اخبار ہے جس کے لئے کم سے کم ہر شمارہ میں دو مضمون ضرور تحریر فرماتے تھے۔

مکاتب کے استحکام کے لئے معلمات، مدرسین و پیش نماز کی تربیت کا مختلف مقامات پر انتظام کیا تاکہ بہتر سے بہتر معلم اور پیش نماز تحریک کو آگے بڑھانے میں مددگار ہوں۔

۲۱/اگست ۱۹۸۳ء میں جامعہ امامیہ تنظیم المکاتب کے نام سے ایک اعلیٰ دینی درسگاہ قائم کی جو اپنی خصوصیات کے اعتبار سے ملک کی واحد دینی درسگاہ ہے۔

یوپی، راجستھان کشمیر کانفرنسوں میں مسلسل تبلیغی پیغام دیتے ہوئے ۹ مئی ۱۹۸۵ء کو شب جمعہ مینڈر پونچھ (کشمیر) میں انتقال فرمایا۔ اور اپنے وطن بجنور (لکھنؤ) میں دفن ہوئے۔

مشق

معنی بتاؤ: عزم، قبائلی، شہنشاہیت، مشارکت، صہیونیوں، استکباری، نفاذ، تانتا، خطہ، کوشاں، نبرد آزما، کیسٹ، ہدف، جلاوطنی، معتمد، کونسل، للّٰہیت، بےنظیر، الحاد، تصانیف، چند، چراغ حیات، ماہر، ہڑتال، وزارت عظمیٰ، روپوش، تہس نہس، فیلسوف، تباہ کن، نسخہ

جملے بناؤ: للّٰہیت، بےنظیر، الحاد، تصانیف، چراغ حیات، ہڑتال، وزارت عظمیٰ، روپوش، تہس نہس، فیلسوف، تباہ کن

سوالات

١ اسلام کا انقلابی مذہب ہونا کیسے معلوم ہوتا ہے؟

٢ قبلۂ اول کے سلسلہ میں کس نے سب سے پہلے آواز بلند کی؟

٣ ایران کا اسلامی انقلاب کب اور کیسے آیا؟

٤ ایران کے اسلامی انقلاب کا اثر اسلام دشمنوں پر کیا ہوا؟

٥ امام خمینیؒ کب اور کس حالت میں گرفتار ہوئے؟

٦ آیۃ اللہ میرزا شیرازیؒ اور آیت اللہ حسن مدرسؒ کون تھے؟

٧ آیۃ اللہ خامنہ ای نے نجف کا سفر کب کیا اور کن ہستیوں کے درس میں شامل ہوئے؟

٨ آیۃ اللہ خامنہ ای کب صدر منتخب ہوئے اور کب انھوں نے قیادت کی ذمہ داری قبول فرمائی؟

٩ آیۃ اللہ باقر الصدرؒ کون تھے؟ ان کی تاریخ پیدائش و وفات اور قاتل کا نام بتائیے؟

١٠ شہید مطہریؒ کون تھے اور امام خمینیؒ انھیں کیا کہتے تھے؟

١١ بانئ تنظیم مولانا غلام عسکری کب پیدا ہوئے؟ ان کی تاریخ اور جائے وفات کیا ہے؟

١٢ تنظیم المکاتب اور جامعہ امامیہ تنظیم المکاتب کی بنیاد کس سن میں رکھی گئی؟